BOOK DEPOT & LIBRARY
Deals In. Text Books, Stationery, Cards
& Novels
S No. F-599/4 Nishtar Road [illegible]
Rawalpindi. Ph PP 5380[illegible] 53885[illegible]
Proprietors : WALI KHAN / ALI KHAN

ناگ بھون

1

اقلیم علیم

KHAN

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بے ادبی

کسی بھی زبان کا ادب صرف ادب ہوتا ہے۔ اسے اناج یا غلے کی طرح قسموں میں نہیں بانٹا جاسکتا۔ یہ زندگی کے ہر روشن اور تاریک، حقیقی اور خیالی رخ کا احاطہ کرتا ہے، کبھی جامد نہیں رہتا۔ ادب اپنے معاشرے کے ارتقا اور ادیب کی عمر کے ساتھ تبدیلیوں کے عمل سے گزرتا رہتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے مثبت یا منفی ہونے کا انحصار ہر لکھنے والے کے اپنے داخلی و خارجی احساسات، حالات اور تجربات پر ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں ادب کی بات نکلتی ہے تو اسے بھانت بھانت کے من پسند شعبوں میں بانٹ کر اتنا سکیڑ دیا جاتا ہے کہ محبوب و مطلوب قلم نگاروں کے سوا کسی اور کی گنجائش ہی نہ نکل سکے۔

کیسا کھلا ستم ہے کہ موپاساں، ایڈگرایلن پو، اوہنری، لیو ٹالسٹائی اور چیخوف کے شاہکار جب تک مغربی زبانوں کے سحر کے اسیر رہیں، ادب کے اعلیٰ ترین نمونوں میں شمار کیے جاتے رہیں اور جوں ہی یہی کہانیاں بہترین اور سلیس اردو میں ڈھل کر یہاں شائع ہوں، انہیں رسمی توجہ تک نہ دی جائے۔ ہمارے میٹرک پاس ادیب اور شاعران عظیم لوگوں کے انگریزی مجموعے اپنی بغل میں داب کر پھرنا اپنے لیے باعث فخر و مباہات سمجھتے ہیں۔ ثقہ ادیب بھی اپنی خلوت میں ان تخلیقی تراجم ، استفادہ کرتے ہیں مگر بحث چھڑتی ہے تو حوالہ اصل زبان سے دیتے ہیں، بھول کر بھی ترجمے یا مترجم کا نام نہیں لیتے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ اردو کا ذکر کرتے ہی بھرم کھل جائے گا کہ وہ ادب کے ساتھ ڈائجسٹوں کے مطالعے کے مہلک اور متعدی مرض میں مبتلا ہیں۔

المیہ یہ ہے کہ ہم نے قرنوں کی ریاضت کے بعد مردہ پرستی کے فن میں اتنی مہارت، مکاری اور ہنرمندی حاصل کرلی ہے کہ کسی ہم عصر کی زندگی میں اس کی بڑی سے بڑی خوبی کے اعتراف کو بھی اپنی ذاتی اہانت تصور کرتے ہوئے اس "فعل قبیح" سے گریز کرتے ہیں۔ وہی شخص عالم فانی ' ' ۔کر جائے تو اس کی وہ وہ خوبیاں اور فن کاریاں کھود نکالتے ہیں کہ مرحوم کی روح تک حیران ے!

کوئی مانے یا نہ مانے ایک کھلی حقیقت ہے کہ الف لیلہ، طلسم ہوش ربا اور فسانہ عجائب وغیرہ کے بعد سحر کے ے میں معراج رسول اور شکیل عادل زادہ صاحبان کی جنوں خیزیوں سے اردو داستان نویسی میں ایک بالکل نئی لہر ابھری۔

معراج رسول موروثی پبلشر ہیں۔ میرے والد مرحوم کے ہم نوالہ، محترم شکیل عادل زادہ نے بڑی کڑی مشقت کے بعد ایک نئی راہ نکالی تھی۔ دونوں ہی وحسن

کے پکے تھے۔ ان کی کاوشوں سے ڈائجسٹوں کے صفحات پر چھپنے والی سلسلے وار کہانیوں نے ایک تہلکہ سا مچا دیا۔ اس فصل کو کتابیات کے اعجاز رسول مدتوں سے اور مکتبہ القریش کے محمد علی قریشی چند برسوں سے پروان چڑھانے کی سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں لیکن ہمارے گلستان ادب کے باغبانوں نے پوری احتیاط کے ساتھ اس فصل بہار کو اپنے چمن سے باہر رکھا ہوا ہے۔ حد ہے کہ محی الدین نواب کی سسپنس میں شائع ہونے والی کہانی "دیوتا" اپنی لفظی طوالت کا عالمی ریکارڈ قائم کر کے کسی بھی وقت گنیز بک میں جگہ پانے والی ہے مگر کوئی ادبی فورم اس کارنامے کا ذکر کرتا ہے' نہ صحافتی حلقے اس "غیرادبی جسارت" پر دھیان دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب موصوف کے جنت مکانی ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟

یہ جملہ ہائے معترضہ تھے۔ دوسروں کی حق تلفیوں کے بارے میں صدائے احتجاج ہیں۔ میں پیشہ ور ادیب نہیں ہوں مگر ایک طویل مدت سے لکھتا چلا آ رہا ہوں ستر کے عشرے کی ابتدا میں' میں نے جاسوسی ڈائجسٹ کے صفحات میں "ناگ بھون" کے نام سے اپنی پہلی سلسلے وار کہانی لکھی۔ ہندو دیو مالا پر مبنی' مروج موضوعات سے بالکل ہٹ کر لکھی گئی یہ کہانی' ٹیلی وژن اور وی سی آر کے وبائی صورت اختیار کرنے کے دور سے پہلے' بہت مقبول ہوئی اور شاید آج بھی ہو۔ یہ خوش گمانی یوں پیدا ہوئی کہ مکتبہ القریش کے محمد علی قریشی نے اپنے طور پر اس کہانی کا ورق ورق یک جا کیا' برادرم ذاکر حسین کی معرفت فون پر بات کی اور پھر کراچی آ کر اپنے عزم کا اظہار کیا۔

چھ جلدوں پر مشتمل "مفرور" کے بعد کتابی صورت میں یہ میری دوسری لیکن دراصل پہلی کہانی ہے۔ محمد علی قریشی کے ارادے نیک اور عزائم بلند ہیں۔ وہ حسن و سلیقے سے "ناگ بھون" کی اشاعت کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔ میری بس ایک ہی دعا ہے کہ اس دوران میں انہیں کسی اچھے پروف ریڈر کا تعاون حاصل رہے۔ ایک اچھی کتاب کی اشاعت میں اچھے پروف ریڈر کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی نگاہ غلط انداز میں مصنف کے نامزد کئے ہوئے ہیرو کو نامرد کر دینے کا کلی اختیار رکھتا ہے۔

"ناگ بھون" پڑھئے اور ادارے کی معرفت اپنی آرا سے نوازیے۔ آج کل میں سسپنس میں "موت کے سوداگر" لکھ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی آرا جاری سلسلے میں میرے کام آ سکیں۔

اقلیم علیم

کراچی۔ مورخہ 8 اگست 1997ء

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-6046934 - 0345-5[illegible]
Prop: Ali Khan

مجھ پر قیامتیں گزر گئیں۔ کرب و اندوہ کی تاریکیوں نے مجھے ایسے جال میں لے لیا کہ میں ان سے جس قدر نکلنے کی کوشش کرتا ان کی گرفت مجھ پر اتنی ہی مضبوط ہوتی جاتی...... لیکن میں زندہ ہوں اور اس پروردگار کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اتنی قوت برداشت دی کہ میں اپنا چہرہ جھلس جانے اور ایک آنکھ ضائع ہو جانے کے باوجود ایک بار نہیں' بار بار موت کے خون آشام جبڑوں سے اپنی زندگی کی نوید چھین سکا۔ اف میرے خدا وہ کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات تھے جو میرا مقدر بنا دیئے گئے' وہ کیسے خونریز تجربات تھے جو میں نے کبھی جان کنی کے عالم میں حاصل کئے اور کبھی ان کے چنگل میں پھنس کر کسی آسان تر موت کی دعائیں مانگتا رہا' وہ تاریکی اور ملگجے نور میں ڈوبی کونسی خوف آور زمینیں تھیں جہاں مجھے اپنی زندگی کے عذاب جھیلنے کے لئے پھینک دیا گیا۔

موت کے فرشتے اپنے نوکیلے پنجے پھیلائے میرا تعاقب کرتے رہے' میں جنت سے دھتکارے ہوئے' زمین پر رینگنے والے کیڑوں کا غلام بنا دیا گیا جو نادیدہ قوتوں کے مالک تھے اور ان کی آگ اگلتی آنکھیں جسم سے حرکت اور ذہن سے فکر سلب کر لیتی تھیں۔ محض چند سالوں پر محیط غم و اندوہ' کرب' بے چارگی' لمحاتی مسرتوں' وقتی آسودگیوں' ہولناک حقیقتوں اور حرارت آگیں لذتوں کے امتزاج میں ڈوبی میری وہ داستان صدیوں پر پھیلی ایک کہانی محسوس ہوتی ہے۔ محض ایک کہانی جسے نیکی اور بدی' مسرت اور اذیت دینے پر قادر قوتوں نے مل کر ترتیب دیا اور پھر اس کہانی میں حقیقت کے رنگ بکھیرنے کے لئے قدرت کے بے رحم ہاتھوں نے مجھے مرکزی کردار بنا کر اس طوفانی منجدھار میں دھکیل دیا۔

اس پر اسرار اور عبرت انگیز داستان کی تفصیل میں جانے سے قبل آپ سے میری

ایک گزارش ہے۔ اس کہانی میں بہت سے مقام ایسے آئیں گے جہاں آپ کو میری مجبوریوں اور بے بسی پر رحم آئے گا اور کچھ ایسے لمحے بھی گزریں گے جب آپ کو میرے وجود سے نفرت ہونے لگے گی لیکن آپ پوری کہانی ختم ہونے سے قبل اپنا فیصلہ صادر نہ کر لیجئے گا میں آپ سے پوری سچائی کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔ اور آپ اس سچائی کو میری کہانی کی ہر سطر میں موجود پائیں گے کہ میں حالات کے طوفانی بہاؤ کے سامنے بے بس تھا۔ میں ان قوتوں کے چنگل میں پھنس چکا تھا جو ہمارے گردوپیش میں موجود رہتی ہیں اور ان کی تقلید حرام قرار دی گئی ہے۔ لیکن میں اپنی کوتاہ بینی اور کم عقلی کے سبب ان کا شکار ہو گیا۔ اپنی سچائی کے ثبوت میں اس سے بڑھ کر میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب میں اپنی ہی زبانی اور پورے ہوش و حواس کے ساتھ بیان کر رہا ہوں۔

اصل کہانی کی ابتدا سے قبل اگر میں اپنا ہلکا سا پس منظر بھی بتاتا چلوں تو آپ کو آگے چل کر میرے کردار کی خامیوں اور اچھائیوں کو سمجھنے میں خاصی مدد ملے گی۔ میں پیدائشی طور پر ایک بڑھئی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا وطن ہندوستان کے موجودہ صوبے مدھیہ پردیش کا ایک چھوٹا سا شہر کٹنی ہے جو الہ آباد سے جبل گاؤں جاتے ہوئے جبل پور سے پہلے آتا ہے۔ جب میں پیدا ہوا تو ہمارے گھر کے کل سات نفوس ہو گئے۔ میرے دادا ضعیفی اور لقوہ کا شکار ہونے کے باعث معذور تھے۔ دادی کی بینائی جا چکی تھی اور جسم میں رعشہ رہنے لگا تھا۔ وہ دونوں ہمارے کچے مکان کی ایک کوٹھری میں دن رات عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مجھ سے پہلے ہمارے گھر یکے بعد دیگرے دو بہنیں ہوئیں۔ دادی کو بڑی آرزو تھی کہ وہ مرنے سے قبل بہو کی گود میں کسی چاند سی صورت والے پوتے کی قلقاریاں سن سکیں میری پیدائش سے قبل وہ نماز کے بعد گھنٹوں سجدے میں پڑی خدا سے پوتے کی تمنائیں کیا کرتی تھیں۔ اکثر دعا مانگتے مانگتے ان کی بے نور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلتیں۔ میری پیدائش کے بعد ہمارے غریب لیکن شاکر گھرانے کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ خدا نے سب کی دعائیں سن لی تھیں اور میرے دادا نے روشن پیشانی' دلکش خد و خال' تندرست جسم اور گھنے سیاہ بال دیکھتے ہی والد صاحب سے کہہ دیا تھا' "سبحان اللہ! یہ خوبصورت بچہ

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

بڑا بھاگوان نکلے گا۔ خدا تجھے اس کی خوشیاں دیکھنی نصیب کرے..... یہ بڑا ہونہار ہو گا۔"

اس وقت دادا کی بات والد صاحب کے پلے نہ پڑ سکی۔ بڑھئی کا کام کرتے پشتیں گزر گئی تھیں اور میرے والد صاحب زیادہ سے زیادہ یہ سوچ سکتے تھے کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر بڑھئی نہیں تو مستری ہو جائے گا۔ ان کے نزدیک دو چار آدمیوں پر مامور ہونا ہی ان کے تصور کی معراج تھی اور قدرت والد صاحب کی کم فہمی اور دادا مرحوم کی خوش فہمیوں پر خنداں تھی! قسمت کے کھیل ہی نرالے ہوتے ہیں۔ اگر پرنور پیشانیاں' دمکتے ہوئے وجاہت سے بھرپور چہرے ہی خوش نصیبی کی دلیل ہوں تو پہاڑ جیسے چھاتیوں' پھڑکتی مچھلیوں اور مردانگی کے جواہر سے لبریز نوجوان مرجھائے ہوئے مدقوق لوگوں کی غلامی میں مشقت جھیلتے اور پسینوں میں شرابور نظر نہ آئیں' ان کی روشن پیشانیوں پر بدنصیبی اور مفلسی کی کیچڑ ملی ہوئی نظر نہ آئے!

میری ولادت کے بعد دادی مرحومہ بڑی مگن رہنے لگی تھیں کبھی کبھی نمازوں میں خدا سے لڑتیں کہ صرف ایک بار بینائی دے دے تاکہ پوتے کی شکل دیکھ سکوں اور کبھی اس کی مہربانیوں اور اپنی ناشکری کا اعتراف کرنے لگتیں "اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے کان اس قابل رکھے کہ بچے کی آواز سن سکوں۔ اب میری کوئی آرزو نہیں ہے.... بس اب مجھے اپنے پاس بلا لے۔" اور ایک روز ان کی آخری دعا بھی قبول ہو گئی۔ رات کو سوئیں تو سوتی رہ گئیں۔ تدفین کے بعد والد صاحب نے اطمینان کی سانس لی۔ ان کے کندھوں کا بوجھ ذرا ہلکا ہو گیا تھا۔ اب سات کے بجائے صرف چھ آدمیوں کی کفالت ان کے ذمہ رہ گئی تھی۔

وقت گزرتا رہا۔ والد صاحب دن رات اپنا خون پسینہ ایک کر کے اپنی ذمہ داریوں کو بھگتاتے رہے۔ میرے پورے گھرانے کی خوشیوں اور توجہات کا مرکز صرف میری ذات تھی۔ دادا جان ہر وقت مجھے گودی کندھوں پر چڑھائے رکھتے۔ وہ نماز پڑھتے تو میں کبھی ان کی گردن پر بیٹھ جاتا' کبھی ٹوپی اچھال دیتا لیکن انہوں نے کبھی تیوری پر بل ڈال کر یا تیز آواز میں بات نہیں کی۔ جب میری عمر پانچ سال کی ہوئی تو دادا جان بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔ جب انہیں کفن دے کر لوگ لے جانے لگے تو میں روتے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوئے میت سے لپٹ گیا۔ زندگی اور موت کا مفہوم نہ جاننے کے باوجود اس وقت کے ماحول نے مجھے یہ احساس دلا دیا تھا کہ اب دادا جان کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے۔ سب گھر والے کہتے کہ دادا جان اللہ میاں کے پاس تمہارے لئے گھوڑا اور تلوار لینے گئے ہیں۔ میں مہینوں گھوڑے' تلوار اور دادا جان کا شدت سے انتظار کرتا رہا اور رفتہ رفتہ انہیں بھول گیا۔

سات سال کی عمر میں والد صاحب نے میرے ہاتھ میں رندا تھما دیا۔ وہ کام پر جانے سے قبل چند ناہموار تختے مجھے دے جاتے اور میں کند رندے سے سارا دن اسے ہموار کرتا رہتا اور شام کو اپنی انگلیوں کے زخم چھپا کر فخر سے انہیں چکنا تختہ دکھاتا اور وہ پیٹھ پر تھپکی دے کر کہتے "شاباش بیٹے! تم اسی طرح محنت کرتے رہے تو بہت جلد دو چار آنے کا سہارا ہو جائے گا۔" اب ان کے الفاظ پر غور کرتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ڈھلتی ہوئی عمر کا باپ دو چار آنوں کی آمدنی کے لئے برسوں سے اپنے بیٹے کو خون پسینے سے سینچ رہا تھا۔

ایک مرتبہ والد صاحب کسی گورے کے بنگلے کا فرنیچر بنا رہے تھے۔ کڑکتے ہوئے جاڑے پڑ رہے تھے اور ہمارے یہاں کوئی لحاف تک نہ تھا۔ میری بہنیں سارا دن گھر کے پچھواڑے پھیلی ہوئی جھاڑیاں کاٹ کر لاتیں اور رات کو ہم ان کو جلا کر اپنے ٹھٹھرتے ہوئے جسموں کو حرارت پہنچاتے۔ والد صاحب یہ موسمی سختیاں برداشت نہ کر سکے انہیں نمونیہ ہو گیا اور وہ کام پر نہ جا سکے۔ تین دن گورے نے انتظار کیا اور چوتھے دن ڈھونڈتا ہوا ہمارے گھر آ پہنچا۔

اس جیسی شان والے گورے کو دیکھ کر سارا گھر ادھر ادھر ہو گیا۔ میں نے اس کے سمور والے کوٹ کو دیکھا تو دامن پکڑ کر ٹانگوں سے لپٹ گیا اور ابا سے بولا۔ "ہم بھی ایسا کوٹ پہنیں گے۔"

میری اس جسارت پر میرے گھر والے دم بخود رہ گئے لیکن اس لاولد گورے کو میرا یہ انداز پسند آ گیا اور اس نے بے ساختہ مجھے بازوؤں میں اٹھا کر چوم لیا۔

طوالت کے خیال سے میں اس نرم دل گورے کی انسانیت کی کہانی حذف کرتے ہوئے اس جانب آتا ہوں جہاں سے میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

میرے ماں باپ کو ایک معقول رقم جو ان کی دھندلائی ہوئی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی' دے کر اس گورے نے مجھے گود لے لیا نئی دنیا میرے لئے بڑی دلچسپ ثابت ہوئی۔ نیلی آنکھوں' سنہرے بالوں اور سفید چمڑی والی آیا مجھے بے حد پسند آئی۔ کھلونوں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ میں بہت جلد نئے ماحول سے مانوس ہو کر اپنے ماضی کو بھولنے لگا۔ ماں' باپ یا بہنیں ملنے آتیں تو خاص رغبت نہ دکھاتا۔ جب تک وہ گورا کلکتے میں رہا' ماضی سے میرا رسمی رابطہ رہا اور جب اس کا تبادلہ بنارس ہو گیا تو یہ رسمی رابطہ بھی ٹوٹ گیا۔

جب میں دسویں سال میں پہنچا تو بنارس کے ایک مشنری اسکول پہنچا دیا گیا۔ اپنے ہمسنوں میں' میں بے حد ذہین تھا۔ سفید داڑھی اور معصوم چہرے والے فادر جوزف سے تثلیث کے مسئلہ پر اکثر الجھ جایا کرتا۔ ماضی سے ہر قسم کا رابطہ ٹوٹ جانے کے باوجود دادا جان کی بہت سی تعلیمات ذہن میں اٹکی رہ گئی تھیں۔ مجھے سورۂ اخلاص کا ترجمہ بھی یاد تھا۔ جب بھی فادر جوزف کلاس سے مخاطب ہو کر خدا کے بیٹے مسیح کا تذکرہ کرتا' میں ٹانگ اڑا دیتا۔ "تم غلط کہتے ہو۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہیں ہے اس کے جوڑ کا کوئی۔"

"یہ غلط ہے..." فادر جوزف کہتا۔

"یہ ٹھیک ہے۔" میں مچل جاتا۔ "میرے دادا جھوٹ نہیں کہتے تھے۔"

میرے ہم جماعت اکثر معصوم انداز میں مجھ سے کہتے کہ گورے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ سچے ہوتے ہیں' کالے آدمیوں کو انہیں جھوٹا نہیں کہنا چاہئے اور میں ایسے ہر موقع پر جھٹ سے کہتا "کون کہتا ہے میں کالا ہوں۔" کیونکہ میرا رنگ بھی سرخ و سفید تھا۔ جب فادر جوزف نے محسوس کر لیا کہ وہ یہ بات میرے ذہن سے نہیں نکال سکے گا اور میری وجہ سے دوسرے لڑکے بھی "خراب" ہوں گے تو وہ بائبل کا درس دیتے ہوئے مجھے ہمیشہ لائبریری میں بھیج دیتا تھا۔ میرے ساتھی اس طرح ایک گھنٹے کی چھٹی ملنے پر مجھ پر رشک کیا کرتے تھے۔

تعلیم کا ہنگامہ خیز زمانہ گزار کر میں یونیورسٹی کی آزاد فضا میں پہنچا۔ لڑکیاں میری دوستی پر فخر کیا کرتی تھیں اور دوست پرنس سلطان کہا کرتے تھے لیکن میں ستارہ کی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

زلف کا اسیر ہو چکا تھا اور کسی دوسری لڑکی پر تصرف کو بدترین ہرجائی پن سمجھتا تھا۔

کہتے ہیں عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے اور ہوا بھی یہی۔ ستارہ کے والدین کو علم ہوا اور انہوں نے اس کی تعلیم روک دی اور میرے منہ بولے گورے باپ کو پیغام بھیجا "تعلیم سے نمٹنے کے بعد سلطان کی شادی ستارہ سے کر دی جائے گی۔ اس سے کہو کہ ہماری عزت کی خاطر اس وقت تک ستارہ سے ملنا ترک کر دے۔"

اب میرے دل میں جلد از جلد تعلیم ختم کرنے کی نئی امنگ پیدا ہو گئی۔ ستارہ کے چھریرے بدن' دراز قامت' کمر سے نیچے تک لہراتی سیاہ زلفوں نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ اس کی چھلکتی ہوئی غزالی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جانے کو جی چاہتا تھا اور جب وہ شرما کر پلکیں جھکاتی تو یوں لگتا جیسے کائنات گنگنا اٹھی ہو۔ سیبوں کی سرخی لئے رخسار اور اس کے ہونٹوں کے سلگتے ابھار کو دیکھ کر ہمیشہ میرے ہونٹوں کے گوشے کانپنے لگتے' کانوں کی لویں گرم ہونے لگتیں' سانسوں میں عجب سی بے ربطی پیدا ہو جاتی لیکن میں نے کبھی اپنی سطح سے گرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ آخر ستارہ میری ہی ہو گی۔

آخر کار میں نے گریجویشن کر لیا۔ امتیاز کے ساتھ اور میرے مقدر کا ستارہ مجھے مل گیا۔ شب عروسی میں جب ہمارے جسموں اور سانسوں کی آویزش سے لذتوں کے نئے روپ اور نئے رنگ ابھر رہے تھے تو ستارہ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں کبھی ہندوستان سے باہر نہیں جاؤں گا۔ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ اگر کبھی میرے منہ بولے باپ کو وطن لوٹنا پڑا اور میں نے بھی جانے کا ارادہ کر لیا تو ستارہ کے والدین اس کی جدائی نہ جھیل سکیں گے۔

کس قدر باوفا تھی وہ لڑکی! اپنی محبت پا لینے کے بعد بھی ماں باپ کو نہیں بھولی تھی اور میں اس وقت تک اپنے محنت کش باپ کو بھول چکا تھا۔ جس کے نطفے سے میں نے جنم لیا۔ جس کے خون پسینے کی کمائی نے مجھے گویائی کی منزل پر پہنچایا اور جب مجھ پر زندگی کے نئے نئے راز آشکار ہوئے تو میں نے محمد سلطان سے پرنس سلطان بن کر اسے بھلا دیا۔

شادی کے بعد ہم دونوں اونچے نیچے پہاڑوں اور سبزے سے لدی وادیوں کی

KHAN BOOKS
& LIBRARY
5-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

سرزمین شملہ میں جا بسے۔ مجھے حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں پر تجربے کرنے کا خبط تھا اس مقصد کے لئے پھولوں سے لدے درختوں اور سرسبز بیلوں کے درمیان میں نے ایک بیش قیمت تجربہ گاہ تیار کی جہاں ستارہ میرا ہاتھ بٹاتی تھی۔ شملہ کی وادیوں میں چاہتوں اور محبتوں کی ایک نئی داستان پروان چڑھ رہی تھی جہاں مسرتیں تھیں' قہقہے تھے' قربتیں تھیں اور بہاروں کی دیویاں دل کھول کر ہم پر اپنی محبتیں اور خوشیاں نثار کر رہی تھیں۔

شادی کے دو سال کے اندر ہی مجھے اپنے شب عروسی کے عہد کو پورا کر کے دکھانے کا موقع مل گیا۔ میرے منہ بولے باپ کو انگلستان بلا لیا گیا۔ مجھے اس نے خط لکھے' خود شملہ آیا لیکن میں ستارہ کے سامنے شرمندہ ہونے پر قطعی آمادہ نہ ہوا۔ آخر کار ایک بڑھئی زادے کو اخلاقی زندگی کی رفعتوں پر پہنچانے والا وہ نیک انسان خطیر رقم اور بیش قیمت جائدادیں میرے نام منتقل کر کے اپنے وطن لوٹ گیا۔

زندگی اتنی سہل گزر رہی تھی' خوشیوں کا ایسا اتھاہ سمندر انگڑائیاں لے رہا تھا کہ میں اس میں گم ہو کر تقدیر اور کاتب تقدیر کو بھول چکا تھا۔ اس بات سے بالکل بے خبر کہ صدموں اور مصیبتوں کا ایک ہولناک طوفان میری غفلت کی آڑ میں چپکے چپکے' دھیمے دھیمے' لحہ بہ لحہ میرے قریب آتا جا رہا ہے۔

میں اپنے تجربوں اور ستارہ کی بھرپور محبت میں ڈوبا ہوا تھا اور مصیبتوں کے فرشتے مناسب وقت کے انتظار میں میرے قریب کھڑے زہرخند کر رہے تھے۔

شملہ میں میرا معمول تھا کہ نہا دھو کر ناشتے سے نمٹتے ہی تجربہ گاہ میں جا گھستا جہاں مرتبانوں' لکڑی کے ڈبوں' تنکوں کی ٹوکریوں اور مصنوعی بلوں میں بھانت بھانت کے بیشمار حشرات الارض دھیمی دھیمی سرسراہٹیں پیدا کرتے رہتے تھے۔ ستارہ کھانے پکانے سے نمٹ کر میرے لئے کیڑے مکوڑے تلاش کرنے نکل جاتی۔ دوپہر میں ہم کھانے پر جمع ہوتے خوش گپیوں کے بعد ساتھ ہی تجربہ گاہ میں آ جاتے۔ ستارہ کیڑے مکوڑوں کو مخصوص غذائیں دیتی۔ پھر ہم بہت سے حشرات الارض کی عادات و خصائل پر طویل بحثیں کرتے' کچھ تحریری نوٹ تیار کرتے اور چھ بجے رنگوں سے بھری وادیوں کی سیر کو نکل جاتے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ایک روز جیسے ہی میں تجربہ گاہ میں گھسا، ایک اجنبی سی پھنکار سنائی دی، میرے قدم رک گئے اور کان آواز کی طرف لگ گئے اس وقت تجربہ گاہ میں میرے پاس صرف تین سانپ تھے۔ اور ان تینوں کو مخصوص غذاؤں کے ذریعے بالکل بے ضرر اور کمزور کر دیا گیا تھا جبکہ اجنبی پھنکار بہت تیز اور غصیلی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جنگلی سانپ یا سپولیا تجربہ گاہ میں گھس آیا ہو۔

میں چند ثانیوں تک اپنی جگہ پر ٹھہرا آواز کا منتظر رہا۔ پھر اچانک وہی غضب ناک پھنکار سنائی دی۔ اس بار میں نے سمت کا اندازہ کر لیا۔ وہ آواز اسی جانب سے آئی تھی جہاں شیشے کی ایک الماری میں سانپوں کی ٹوکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ٹوکری میں عنبری ناگ کا جوڑا تھا اور دوسری میں ایک کالے سانپ کی مادہ بند تھی۔

مجھے ایک لمحہ کے لئے ستارہ پر غصہ آ گیا۔ سانپوں کی خوراک کے بارے میں میں نے اسے خاص ہدایت دی ہوئی تھی۔ مجھے خیال گزرا کہ وہ ہدایت سے تجاوز کر کے انہیں زیادہ خوراک دیتی رہی ہے اور اسی سبب سے ان میں سے کوئی توانا سانپ پھنکاریں مار رہا ہے۔

اچانک مجھے اپنی پشت پر قدموں کی آہٹ سنائی دی میں پلٹا تو ستارہ باوقار انداز میں ٹھہرے ٹھہرے قدم اٹھاتی چلی آ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ دیکھ کر میری تشویش رفع ہو گئی اور ایک لمحہ کے لئے اجنبی پھنکار بھی ذہن سے نکل گئی۔

"آج دوپہر کے کھانے میں دیر ہو گئی۔" ستارہ نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہی کہنے آئی ہو۔" میں نے اس کی پیشانی پر لہراتی ایک گستاخ لٹ کو چھو کر کہا۔ اس سے قبل کہ وہ جواب دیتی، وہی پھنکار تیسری بار سنائی دی اور ستارہ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" وہ قدرے سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم سے کہا ہوا ہے کہ انہیں زیادہ خوراک نہ دیا کرو۔ یہ سب....!" میرا جملہ ادھورا رہ گیا، کیونکہ پے در پے کئی پھنکاریں سنائی دیں جن کی سمتیں بتا رہی تھیں کہ وہ سانپ متحرک ہے میں بجلی کی سی تیزی سے پلٹا تو سیاہ رنگ کا پتلا سا سانپ فرش پر لہریں لیتا بڑی پھرتی سے میری جانب آ رہا تھا۔

"بچو ستارہ۔ یہ وہی مادہ ہے!" میں چیخا اور اچھل کر ستارہ کے سامنے آ گیا وہ بالکل میری پشت سے چپک گئی۔ اس کے سانسوں کا بے ترتیب اتار چڑھاؤ میں اپنی کمر پر محسوس کر رہا تھا۔

وہ سیاہ سانپ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر رکا اور پھن فرش سے اونچا اٹھا کر اسے فضا میں لہرانے لگا۔ ساتھ ہی وہ پھنکاریں مار مار کر اپنی باریک باریک سرخ زبانیں نکال رہا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ مشتعل ہے۔

میں بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ میرے جنبش کرتے ہی وہ اچھل کر مجھ پر حملہ کر دے گا۔ وہ فضا میں پینترے بدل بدل کر گھات لگا رہا تھا۔ میری نظریں اس کے بل کھاتے ہوئے چمکیلے بدن کی جنبشوں پر مرکوز تھیں اور پورا بدن ساکت!

مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ سامنے مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا۔ ورنہ سانپ آدمی کا سامنے ہوتے ہی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے حملہ آور ہونے یا ڈسنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ اول تو یہ کہ وہ غفلت میں کسی کو مار لیں یا ان پر حملہ کر کے انہیں مشتعل کر دیا جائے۔ اس وقت ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں تھی معاً مجھے خیال گزرا کہ کسی طرح یہ مادہ ٹوکری سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہے اور قید کے باعث مشتعل ہے۔ لہٰذا میں نے بلا جنبش کئے آہستہ سے ستارہ سے کہا۔ "تم غیر محسوس طریقہ سے پیچھے کھسکتی جاؤ اور وسطی میز پر چڑھ جاؤ۔ یہ جیسے ہی زد میں آئے، اس پر ہلکے تیزاب کی بوتل دے مارنا۔"

ستارہ میرے ساتھ تجربہ گاہ میں رہ کر حشرات الارض کے بارے میں بہت کچھ جاننے لگی تھی وہ بلا کچھ کہے بہت آہستہ سے میری پشت سے ہٹ کر الٹے قدموں پیچھے کھسکنے لگی۔ وہ سیاہ سانپ بھی بے حد چالاک تھا۔ ستارہ کے ہلتے ہی صورت حال بھانپ گیا اور بڑی بے چینی سے پھن لہرا لہرا کر اور تیز پھنکاریں مارنے لگا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ پل بھر میں ہی وہ موذی حملہ آور ہونے والا ہے۔ لیکن مجبور تھا۔ اگر میں ذرا بھی ہلتا تو وہ ٹوٹ پڑتا اور میرے ساتھ ہی ستارہ بھی خطرے میں پڑ جاتی جبکہ میرے درمیان میں ہونے کے سبب وہ ستارہ کی طرف جانے کے بجائے پہلے میری جانب آتا۔ مجھے صرف

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اتنی مہلت درکار تھی کہ ستارہ کے میز پر چڑھنے کی آہٹ سنائی دے' اس کے بعد میں یکسو ہو کر اس سیاہ موذی کے بارے میں کچھ سوچ سکتا تھا۔

اچانک اس کا بدن تیزی سے فرش پر لہرایا اور میرے کچھ سمجھنے سے قبل ہی وہ میری جانب لپکا۔ پشت سے ستارہ کی چیخ لہرائی۔ میں بوکھلا کر پلٹا تو وہ میز پر چڑھ چکی تھی اور سانپ کو میری جانب حملہ آور ہوتے دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی تھی۔ اسی وقت میرے قدموں میں کوئی چیز کلبلائی اور پل بھر میں وہ موذی میرے پیروں کے درمیان سے گزر کر ستارہ والی میز کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے جسم کا لمس میں نے اپنے پیروں پر محسوس کیا تھا۔ وہ بڑی آسانی سے اس وقت مجھے ڈس سکتا تھا لیکن اس کے بجائے وہ ستارہ کی جانب گیا تھا۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے تھے کہ وہ کسی خاص وجہ سے صرف ستارہ کی جان کے درپے ہو رہا ہے۔

یہ سب پلک جھپکتے ہو گیا۔ اب وہ میز کے سامنے فرش پر پھن مار رہا تھا اور مسلسل ستارہ کی جانب نگراں تھا جو ہکا بکا میز پر کھڑی اسی کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

میرے لئے اتنی ہی مہلت غنیمت تھی۔ میں زور سے چلایا۔ "تیزاب کی بوتل مار دو۔"

میری آواز نے تازیانے کا کام کیا اور ستارہ نے اس پر گندھک کے ہلکے تیزاب کی بوتل دے ماری۔ وہ زخمی ہو کر زور سے پھنکارا اور دو تین بل کھا کر تیزی سے دروازے سے نکل گیا۔

زخمی سانپ کے فرار ہوتے ہی میں اس کے تعاقب میں لپکا لیکن باہر اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ راہداری سے اتر کر میں نے گلاب کے تختوں اور بیلے کی تمام کیاریوں کو چھان مارا لیکن اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

میں واپس تجربہ گاہ میں آیا تو ستارہ کی آنکھیں دہشت سے کشادہ تھیں اور وہ کسی بت کی طرح میز پر بیٹھی مسلسل اسی سمت میں گھورے جا رہی تھی جہاں سانپ تیزاب سے زخمی ہوا تھا۔ میرے پہنچنے پر بھی اس کی حالت میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی اور مجھے یہ سمجھ لینا پڑا کہ اس پراسرار شیطانی واقعہ کی دہشت سے ستارہ پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی ہے۔

"ستارہ!" میں نے قریب جا کر نرمی سے اس کا شانہ دبایا اور وہ بیساختہ چیخ پڑی۔ اس کی خوف زدہ چیخ سے میں بوکھلا گیا۔ ستارہ چیخ مارتے ہی میری طرف گھومی اور سہمی ہوئی چیخ کی گونج معدوم ہونے سے قبل ہی سسک کر رو پڑی۔ میں نے بڑھ کر اسے اپنی کشادہ چھاتی میں چھپا لیا۔

"وہ سانپ نہیں تھا...... وہ سانپ نہیں تھا! اس کی آنکھوں سے رنگ برنگی چنگاریاں نکل کر میرے دماغ میں اتر رہی تھیں۔ میرے سرتاج! اگر تم نہ چیختے تو وہ موذی مجھے مفلوج کر دیتا...... سانپ کے روپ میں وہ کوئی شیطانی بلا تھی!"

میں نے ستارہ کی ان باتوں کو خوف کی پیداوار سمجھتے ہوئے اسے دلاسا دیا۔ جب پانی کا ایک گلاس خالی کرنے کے بعد اس کے حواس بحال ہوئے تو میں نے اسے ہمراہ لے کر شیشے کی الماری کی طرف جانا چاہا جہاں تین سانپ ٹوکریوں میں مقید تھے لیکن ستارہ ادھر جانے پر آمادہ نہ ہوئی۔ آخر اسے ایک کرسی پر چھوڑ کر میں خود الماری کی طرف بڑھا تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ وہ سیاہ ناگ کس طرح ٹوکری اور پھر شیشے کی الماری سے باہر آ سکا کیونکہ الماری کے شیشوں اور تنکے کی ٹوکریوں میں ہوا گزارنے کے لئے اتنے چھوٹے سوراخ تھے کہ ان میں سے چیونٹیوں کا گزرنا بھی محال تھا۔

الماری کے اوپری خانے میں سنہری ناگ کے جوڑے والی بڑی ٹوکری اپنی جگہ پر موجود تھی اور نچلے خانے میں دوسری ٹوکری بھی پوری طرح بند نظر آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ذہن میں سر ابھارنے والے وسوسوں کو جھٹکتے ہوئے پوری احتیاط سے الماری کا قفل کھول کر پہلے بڑی ٹوکری اتاری۔ سوراخوں میں سے جھانکا تو سنہری ناگ اور ناگن کنڈلیاں مارے آرام سے بیٹھے تھے۔ وہ ٹوکری رکھ کر میں نے سیاہ مادہ کی ٹوکری کو جونہی ہاتھ لگایا اس میں سے سرسراہٹ اور ہلکی ہلکی پھنکاریں ابھرنے لگیں۔ یہ بات میرے لئے جس قدر اطمینان بخش تھی اسی قدر تشویش ناک بھی تھی۔ اطمینان اس بات کا تھا کہ سانپوں والی الماری اپنے اسیروں کو مقید رکھنے کے لئے بہت محفوظ تھی اور تشویش اس امر کی تھی کہ یہ مادہ موجود ہے تو ستارہ کو ہلاکت کے خوف میں مبتلا کرنے والا سیاہ سانپ کہاں سے آیا۔ اسی سوچ بچار میں' میں نے ٹوکری میں جھانک کر سیاہ مادہ کو اپنی آنکھوں سے کلبلاتے اور زبانیں نکالتے دیکھا اور ان تینوں کی جانب سے مطمئن

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہونے کے بعد انہیں اسی طرح مقفل کر دیا۔

ستارہ سیاہ مادہ کی پھنکاریں سن چکی تھی اور خوف سے اس کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ میں نے کسی نالی کے راستے باہر سے سانپ کے آ جانے کا امکان پیش کرتے ہوئے تسلی دی اور تجربہ گاہ مقفل کر کے اسے خواب گاہ میں لے آیا۔

دوپہر کے کھانے میں طبیعت اچاٹ سی رہی۔ خلاف معمول ہم دونوں خاموشی سے آتش شکم سرد کرتے رہے۔ میرے ذہن پر وہ واقعہ ایک بوجھ بن کر چھا گیا تھا۔ جب ہم کھانے سے نمٹ گئے تو اچانک یہ گرہ کھل گئی۔ مجھے یاد آ گیا کہ تجربہ گاہ میں مقید سیاہ مادہ ستارہ ہی نے دو ماہ قبل اپنے مکان کی عقبی ڈھلانوں سے پکڑی تھی۔ اس کا نر اسی وقت سے اشتعال کے عالم میں اپنی مادہ کی تلاش میں رہا ہو گا اور آخر کسی پر اسرار طریقے سے تجربہ گاہ تک آ پہنچا ہو گا۔ جب اسے اپنی مادہ کی قید کا علم ہوا ہو گا تو وہ غضب میں آ کر اس مکان کے بسنے والوں کا دشمن ہو گیا۔

یہ گتھی سلجھ جانے کے بعد ایک نئی فکر پیدا ہو گئی۔ ستارہ ہی نے مادہ سانپ کو قید کیا تھا اور اس کے نر نے مجھے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ستارہ کو ہی اپنے قہر کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ میری عقل ان دونوں باتوں کو محض اتفاق مان لینے پر تیار نہیں تھی۔

سانپوں کی پر اسرار قوتوں کے بارے میں میں نے بہت سی روایات سنی ہوئی تھیں۔ جن میں ایک یہ بھی تھی کہ کسی بھی سانپ کو مارنے کے بعد اس کی آنکھیں کچل دینی چاہئیں کیونکہ دم توڑتے وقت سانپ کی آنکھوں میں اپنے قاتل کی شبیہ کسی تصویر کی طرح ثبت ہو جاتی ہے اور آنکھوں کو نہ کچلا جائے تو مردہ سانپ کا دوسرا ساتھی اس کے بے جان جسم کے قریب پہنچنے پر اس کی آنکھوں میں ثبت شبیہ کو ذہن میں محفوظ کر کے انتقام کے لئے نکل پڑتا ہے اور اپنے ساتھی کے قاتل کا کھوج نکال کر اسے بے رحمی سے ڈس لیتا ہے۔

یہاں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اس وقت تک اوہام پرستی مجھے چھو کر بھی نہ گزری تھی۔ میں ایسی نیم پر اسرار اور ماورائی روایات کا بڑی بے دردی سے مضحکہ اڑایا کرتا تھا۔ لیکن ستارہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ نے مجھے اس بارے میں

سوچنے پر مجبور کر دیا۔ یہ درست تھا کہ ستارہ نے مادہ کو ہلاک نہیں کیا تھا بلکہ قید کیا تھا پھر بھی یہ ممکن تھا کہ سیاہ مادہ نے کسی نامعلوم طریقے پر اپنے نر کو ستارہ کے حلیے یا پہچان سے آگاہ کر دیا ہو اور ستارہ کی بو پا کر نر سانپ انتقام میں اندھا ہو کر مجھے بالکل فراموش کر بیٹھا ہو۔

ستارہ سارا دن کھوئی کھوئی سی رہی اور میں نے اس پر اپنے اندیشوں کا اظہار مناسب نہ سمجھا۔ جب سورج کا آتشیں گولا شملہ کی سبزے سے لدی مغربی پہاڑیوں کو چوم لینے کی کوشش میں نیچے جھکنے لگا تو میں ستارہ کا دل بہلانے کے لئے سیر کے لئے نکل پڑا۔ برف میں ڈوبی تیز ہواؤں کی کاٹ نے سورج کی شعاعوں کو کند کر کے رکھ دیا تھا۔ سدا بہار درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ میں اکا دکا منچلے اپنی آوارہ تمناؤں کی تسکین حاصل کرتے پھر رہے تھے۔ ان اطراف میں راستے دشوار گزار ہونے کے باعث کسی نے رہائش اختیار نہیں کی تھی۔ بس ہمارا ہی بنگلہ آباد تھا۔ ورنہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پھیلے ڈاک بنگلے ویران پڑے ہوئے تھے۔ یہاں جاڑوں میں ہر سال ایسی ہی ویرانی پھیل جاتی تھی اور جیسے جیسے بہار کی کونپلیں اپنا جوبن دکھانے لگتیں، نشیبی آبادیوں اور ہندوستان کے دور دراز حصوں سے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے مرد، عورتیں، لڑکے اور لڑکیاں یہاں سمٹنے لگتے۔ جون جولائی میں تو یہ عالم ہوتا کہ تفریح گاہوں میں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ رہتی۔ نوجوان بانکے اپنی پیاریوں کی کمر میں ہاتھ ڈالے سارا سارا دن تنہائی کی تلاش میں بھٹکتے رہتے اور ہر جگہ الجھے ہوئے سانسوں کی حرارت پہلے سے موجود پاتے۔

خوشبوؤں سے بوجھل، بھیگی بھیگی ہواؤں نے ستارہ کی پریشانی رفع کر دی اور وہ گرد و پیش میں پھیلے قدرتی حسن میں گم ہو کر لمحاتی طور پر تجربہ گاہ کا روح فرسا تجربہ بھول گئی۔ ایک پہاڑی کے نیچے پہنچ کر ہم ٹھہر گئے۔ اوپر گیندے کے بڑے بڑے جھلے اور تیز رنگوں والے پھولوں کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔

"دیکھیں پہلے کون پھول توڑتا ہے۔" میں نے شرارت آمیز نظروں سے ستارہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میں چڑھائی طے کرنے کے لئے پھرتی سے لپکا ہی تھا کہ ستارہ سانپ کہہ کر چیخی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اسی وقت میں نے بائیں جانب کے پتھروں میں ایک لکیر سی روپوش ہوتی دیکھی۔ ستارہ اسی سمت میں خوفزدہ نظریں جمائے ہانپ رہی تھی۔

"سلطان گھر چلو۔" میرے قریب پہنچنے پر وہ بیتابی سے بولی۔ "ابھی وہی صبح والا کالا سانپ سامنے سے میری طرف لپکا تھا۔ میں نے جیسے ہی زمین سے پتھر اٹھایا وہ بائیں جانب بھاگ گیا۔"

"صبح والا سانپ!" میں پھیکے پن سے ہنسا۔ "اب تمہیں ہر جگہ صبح والا سانپ نظر آنے لگا۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔ "تمہارے سر کی قسم وہی تھا تیزاب میں جھلسنے کی وجہ سے اس کے سارے جسم پر آبلے پڑے ہوئے تھے۔"

اس بیان نے میری عقل چوپٹ کر دی اور دل میں خوف کی لہریں پیدا ہونے لگیں۔ وہ موذی بلا اپنے انتقام کی پیاس بجھانے کے لئے مسلسل ستارہ کا تعاقب کر رہی تھی۔

بدمزگی اور خوف کا بوجھ ذہنوں پر لئے ہم دونوں نے وہ دن گزارا۔ گیندوں والی پہاڑی سے لوٹنے کے بعد میں ستارہ کی طرف سے ہر وقت چوکنا رہا تاکہ غافل پاکر وہ موذی اپنا وار نہ کر جائے میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ سانپ نظر آ گیا تو جان پر کھیل کر میں اسے مار ہی ڈالوں گا اور اس کا انتظام بھی کر لیا تھا۔

سونے سے قبل میں نے خواب گاہ کی اچھی طرح تلاشی لی۔ مجھے اس بدطینت سانپ کی جانب سے خدشہ تھا کہ وہ موقع پاکر وہاں چھپ نہ گیا ہو۔ پھر ساری کھڑکیاں' دروازے اور نالیاں بھی بند کر دیں تاکہ دن بھر کی بے آرامی کے بعد ہم رات کو سکون سے سو سکیں۔

ستارہ سے مجھ کو کس قدر محبت تھی اس کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ماضی سے رشتہ ٹوٹ جانے کے باعث میں اپنی اصل ماں' باپ اور بہنوں کو اس وقت بالکل بھولا ہوا تھا۔ میرا منہ بولا شفیق باپ اپنی بیوی سمیت ہزاروں میل دور جا چکا تھا۔ میری طوطا چشمی سے اسے اس قدر صدمہ ہوا تھا کہ اپنے وطن پہنچنے کے بعد اس نے مجھے دو سطریں بھی نہ لکھیں۔ تعلیم ختم ہونے کے بعد دوستوں کا سارا ٹوٹ

چکا تھا اور اب ستارہ میری زندگی کا محور۔۔۔ میری کائنات تھی! اس کی جان کو لاحق اس ہولناک خطرے کے بارے میں سوچ سوچ کر ہی مجھے پسینے چھوٹے جا رہے تھے۔

روشنی گل کرنے کے بعد میں نے نیلا بلب جلا دیا اور تھوڑی ہی دیر میں محبتوں کی تعبیر۔۔۔ ستارہ میرے بازوؤں میں دبکی نیند کی آغوش میں پہنچ گئی۔ میں گھنٹوں کسی بھی آواز یا سرسراہٹ پر کان لگائے جاگتا رہا اور ' دو کا گجر بجنے کے بعد سو گیا۔

نہ جانے وہ کوئی بھیانک خواب تھا یا چھٹی حس کی کارگزاری کہ چار بجے کے قریب میری آنکھ کھل گئی۔ سخت سردی ہونے کے باوجود میرا بدن پسینوں میں شرابور تھا' دل کنپٹیوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ ستارہ میرے بازوؤں سے نکل کر دوسری جانب کروٹ لئے بے خبر سو رہی تھی میری نظر غیر ارادی طور پر ستارہ کے سرہانے گئی اور میری نبضوں کی رفتار یک لخت سست پڑ گئی۔

نیلے بلب کی مدھم روشنی میں وہی سیاہ سانپ ستارہ کے سرہانے اپنا دھڑ فرش سے اوپر فضا میں لہرا رہا تھا اور بغیر آواز پیدا کئے بار بار زبانیں نکال رہا تھا۔ مدھم روشنی کے باوجود اس کے جھلسے ہوئے جسم پر ابھرے ہوئے آبلے صاف نظر آ رہے تھے۔ اس کے انداز میں اتنا اعتماد اور ٹھہراؤ تھا کہ لمحہ بھر کے لئے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ستارہ کو ڈس چکا ہے اور اب میری طرف آنے والا ہے۔

پرسکون انداز میں پھن لہراتے لہراتے اچانک اس نے تیز پھنکار مار کر ستارہ کے رخسار پر حملہ کر دیا۔ ستارہ کی اندوہناک چیخ میری خوف زدہ چیخ سے مل کر کمرے میں گونج اٹھی اور وہ سانپ بجلی کی سی تیزی سے غائب ہو گیا۔ میں فرط غم سے دیوانہ ہو گیا۔ سانپ کی موجودگی کے خطرہ کی پرواہ کئے بغیر مسہری سے کود کر خوابگاہ روشن کر دی اور ستارہ کی جانب جھپٹا لیکن وہ میرے چہرے کی لکیروں میں چھپا ہوا کرب دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہی تھی۔ اس کا جسم بے جان تھا' دھڑکنیں مفقود ہو چکی تھیں' اس کے شفق رنگ گال پر ایک باریک سا سیاہ داغ اس کے حسن کی تابندگی کو لازوال بنا رہا تھا۔

میں نے ستارہ کے بے جان جسم کو بری طرح جھنجوڑ کر رکھ دیا لیکن سانپ کے زہر کی ہلکی نیلاہٹ میری دیوانگی میں ڈوبی چیخوں کے باوجود موت کی ہولناک آغوش میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نیند کے مزے لے رہی تھی!

ساری رات میری آوازیں تجربہ گاہ کے گرد پھیلی پہاڑیوں سے ٹکرا ٹکرا کر اس خواب گاہ میں گونجیلا ارتعاش پیدا کرتی رہیں جہاں میں اپنی معصوم محبت کی اکڑتی ہوئی لاش پر اپنی بدنصیبی کا ماتم کر رہا تھا۔ ساری رات میں ستارہ کے ایک ایک روئیں سے اپنی پیشانی رگڑتا رہا۔ خدا سے خطاب کر کے نہ جانے کیا کیا کفر بکتا رہا لیکن قدرت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں' ستارہ مجھ سے چھین لی گئی تھی! حقیقت کا یہ تلخ زہر جلد یا بدیر مجھے حلق سے اتارنا ہی تھا!

رات گزر گئی۔ کہر میں لپٹی اس سیاہ رات مجھے کوئی دلاسا دینے نہ آیا۔ کیونکہ تجربہ گاہ کے گرد ہر سمت ویرانیوں کا راج تھا' وہاں کوئی ایسا ذی روح نہ بستا تھا جو انسانوں کا کرب سمجھ سکے۔ وہ رات مجھ پر بڑی بھاری گزری۔ جذبات میں ڈوبا میرا مایوس ذہن اللہ کی رحمتوں سے منکر ہو کر کفر کی دہلیز پر دستک دے رہا تھا کہ معاً میرے کانوں میں ایک گونج پیدا ہوئی۔ میرے دادا اکثر مجھے ایک آیت سنایا کرتے تھے جس کا مفہوم یہ تھا "اسی نے تم کو پیدا کیا اور آخر کار تم سب کو اسی کی جانب لوٹنا ہے۔" اور میرے دل میں عزم کی نئی چنگاریاں سلگنے لگیں۔ جب موت ہر جاندار کا مقدر ہے تو سانپوں کی تقدیر کا یہ آخری باب میرے ہاتھوں ہی مکمل ہو گا۔ میں نے اپنی ورم آلود سرخ آنکھیں ستارہ کے بے جان جسم پر جما کر بھرائی ہوئی آواز میں عہد کیا کہ اب سانپوں کی نسل میرے ہولناک انتقام کا نشانہ بنے گی۔ میں انہیں پہاڑوں پر' میدانوں میں' ریگزاروں میں' زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ہلاک کروں گا۔ ایسی کربناک موت ان پر نازل کروں گا کہ ان کی نسلیں اسے یاد رکھیں گی۔

اگلے روز میں نے تجربہ گاہ کے احاطے میں گلاب کے تختوں کے درمیان نرم زمین میں اپنے ہاتھوں سے ستارہ کی قبر تیار کی۔ ستارہ کی یاد میری یادوں کا مقدس سرمایہ تھی' میری تنہائیوں کا سہارا تھی۔ ستارہ کی موت کے بعد پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ مجھے اس سے جنون کی حد تک پیار تھا وہ میرے دل و دماغ میں سمائی ہوئی تھی اس کی موت کے بعد بھی اسے خود سے جدا کرنے پر آمادہ نہ ہو سکا۔ میں نے اشک بار آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں سے چپکے سے اسے قبر میں اتارا سفید چادر میں لپٹی اس کی

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

لاش سے جلال و جمال کا ایسا تاثر ہویدا تھا کہ میں دیر تک باہر بیٹھا اسے دیکھتا رہا' پھر بادل نخواستہ قبر پر تختے جمائے اور پھر اپنے ہی ہاتھوں اسے منوں مٹی کے نیچے دبا دیا۔ سب مٹی سے پیدا کیے گئے اور ایک روز اسی مٹی میں ملیں گے!

ستارہ کی تدفین سے نمٹ کر میں بوجھل دل لیے' جذبات سے مغلوب تجربہ گاہ میں آیا۔ خوراک نہ ملنے کے باعث حشرات الارض بھانت بھانت کی آوازیں نکال رہے تھے۔ ان ہی آوازوں میں تینوں مقید سانپوں کی آوازیں بھی تھیں' میرے دل میں انتقام کے شعلے بھڑک اٹھے' دماغ پر جنون سا طاری ہو گیا۔ میں نے تجربہ گاہ میں تیل کا چولھا روشن کر کے ایک بڑی دیگ میں پانی کھولانا شروع کر دیا اسی کے ساتھ میں نے سانپوں کے سوا تمام کیڑوں مکوڑوں کو آزاد کر دیا۔ جب چولھے پر چڑھے پانی کی حدت بڑھ گئی تو میں فیصلہ کن قدموں کے ساتھ شیشے کی الماری کی جانب بڑھا جہاں تینوں سانپ بھوک کے عذاب میں مبتلا نحیف پھنکاریں مار رہے تھے۔ میں نے الماری کھول کر دونوں بند ٹوکریاں اٹھائیں اور ان زندہ سانپوں کو ٹوکریوں سمیت کھولتے پانی کی دیگ میں ڈال دیا جس کے نیچے چولھا پوری شدت سے جل رہا تھا۔

تجربہ گاہ کی پرسکون فضا میں ایک طوفان امڈ آیا۔ آبی الاؤ میں ابلتے ہوئے سانپوں کی پھنکاریں' سسکیاں' غضبناک آوازیں' پرشور سیٹیاں! میرے وجود پر اشتعال آمیز لذت کی کیفیت طاری ہو گئی آگ کے فرزند' شیطان کی مدد کرنے کے جرم میں جنت سے دھتکاری ہوئی اس موذی مخلوق کی آوازیں جتنی بلند ہوتی تھیں' میرا جوش' میرا سرور اسی قدر بڑھتا جا رہا تھا۔ میں مٹھیاں بھینچ کر فضا میں کے لہرا رہا تھا' کبھی چولھے کی آگ تیز کرتا' کبھی کھولتے ہوئے پانی کے ابال میں ڈبکیاں لگاتی ٹوکریاں دیکھ کر خوش ہوتا۔

ستارہ کی موت کا یہ شیطانی جشن' انتقام کی یہ لرزہ انگیز کارروائی جب اپنے عروج پر تھی تو یکایک مجھے اپنی پشت پر ایک ہولناک پھنکار سنائی دی۔ نہ جانے وہ کیسی جہنمی پھنکار تھی کہ اس سے گرم ہوا کا ایک جھکڑ میرے بدن سے ٹکرایا۔ دبی دبی خوفزدہ چیخ مار کر پیچھے مڑا تو چند گز کے فاصلے پر ایک سفید ناگ کو موجود پایا۔ کسی درخت کے تنے کی طرح موٹا وہ ناگ کسی طرح تیس فٹ سے کم لمبا نہ رہا ہو گا' اس کی کنڈل نے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

فرش کا بڑا حصہ گھیرا ہوا تھا۔ وہ شاہانہ انداز میں اپنا چوڑا چکلا پھن اٹھائے میری طرف گھور رہا تھا۔ اس کا پھن فرش سے تقریباً چھ فٹ اوپر اٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بالکل میری نگاہوں کی سیدھ میں چمک رہی تھیں۔ اس کا لہریں لیتا ہوا' پھولتا پچکتا بدن چاندی کی کسی نازک سی منقش تلی کی طرح چمک رہا تھا۔ ایسا پروجاہت اور تیم تحیم ناگ میں نے اپنی زندگی میں اس سے پیشتر نہیں دیکھا تھا اور میرا دعویٰ ہے کہ ایسے ناگ بڑے بڑے سپیروں نے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔ میں نے خود نادر تحقیقی اداروں میں بھی اس جیسا حسین اور رعب انگیز ناگ نہ دیکھا تھا۔

جب جہنمی پھنکار محسوس کر کے میں پلٹا تو تیور غضب ناک تھے' ارادہ یہی تھا کہ میں جان کی بازی لگا کر ابلتے ہوئے سانپوں کے اس نئے حمایتی کی گردن مروڑ دوں گا لیکن اس کی شوکت اور اس کی آنکھوں سے نکلنے والی غیر مرئی مقناطیسی لہروں نے مجھے چشم زدن میں مفلوج کر کے رکھ دیا۔ میرے پوری طرح متوجہ ہو جانے پر وہ ناگ اپنا پھن فضا میں ایک جگہ ٹھہرائے مجھے مسلسل گھورے جا رہا تھا۔ چند ہی سیکنڈ بلکہ چند ہی لمحوں میں میری سماعت مفلوج ہو کر رہ گئی' زبان تالو سے جم گئی' بدن سے گویا جان نکل گئی۔ نگاہوں کی یہ حالت کہ میں کوشش کے باوجود اس سفید ناگ پر سے آنکھیں نہ ہٹا سکا اور ذرا سی دیر میں ان آنکھوں کا حجم بتدریج بڑھتے بڑھتے اتنا ہو گیا کہ وہ ایک پردے کی طرح میری بینائی اور باقی دنیا کے درمیان حائل ہو گئیں۔

اس کے بعد مجھ پر کیا بیتی یہ مجھے نہیں معلوم۔ شاید میں اسی عالم میں تیورا کر فرش پر گر گیا تھا۔ کیونکہ آنکھ کھلنے پر خود کو تجربہ گاہ کے فرش پر پڑا پایا۔ سر کے عقبی حصہ میں خاصی تکلیف ہو رہی تھی۔ چولہا سرد ہو چکا تھا اور دیگ میں بھی کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں کافی دیر تک یونہی فرش پر بے حس و حرکت پڑا پتلیاں گھما گھما کر تجربہ گاہ کا جائزہ لیتا رہا لیکن وہ پرشکوہ سفید ناگ کہیں نظر نہ آیا۔

سر کی تکلیف کے ساتھ ہی مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے میرے بدن کی ساری توانائی نچوڑ لی ہو۔ اس سے پیشتر میں اپنی صحت اور شہ زوری پر بجا طور پر فخر کیا کرتا تھا لیکن اس وقت میری ساری شہ زوری نہ جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔ کئی مرتبہ کی کوشش کے بعد میں فرش سے اٹھا۔ میرے بدن پر کوئی زخم نہیں تھا' نہ کہیں

سے خون نکلا تھا۔ اس کے باوجود نقاہت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنے قدموں پر کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا۔

بمشکل دیگ تک پہنچا تو اس کے منہ سے گرم گرم بھاپ کے بادل اٹھ رہے تھے۔ اندر جھانکا تو دونوں ٹوکریاں کھلی ہوئی حالت میں پانی پر تیر رہی تھیں۔ بہت دیر تک پانی میں ابلنے کے باعث ٹوکریوں کے تنکے پھول چکے تھے۔ میں نے بہت غور سے دیکھا لیکن تینوں سانپوں کا دیگ میں پتہ نہیں تھا پھر میں نے ایک چھڑی سے ٹوکریوں اور ان کے ڈھکنوں کو ہٹا ہٹا کر دیکھا لیکن عنبری ناگ کے جوڑے اور سیاہ مادہ کا سراغ نہ مل سکا۔

بے اختیار میرا دل چاہا کہ اپنی بے بسی پر بلبلا بلبلا کر رونا شروع کر دوں لیکن یہ بھی نہ کر سکا۔ اس وقت یک بیک مجھ کو یہ احساس ہوا کہ میں بہت کمزور اور بے بس ہوں۔ ساری جسمانی شہ زوری کے باوجود میں اپنی پیاری ستارہ کی لاش پر کیا ہوا عہد پورا نہ کر سکا۔ وہ پراسرار سفید ناگ مجھے مفلوج کر کے اپنے ہم نسلوں کو میرے پنجہ انتقام سے چھڑا لے گیا اور میں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

مظلومیت اور انتقام کے شعلوں میں سلگتا' میں تجربہ گاہ سے نکل کر باہر آیا اور بوجھل بوجھل قدموں سے گلاب کے پودوں کے درمیان ستارہ کی تازہ قبر کی طرف چل دیا۔ میں پشیمانی اور غصہ کی حالت میں سر جھکائے ستارہ کی قبر کے نزدیک پہنچا تو بے ساختہ میرے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کسی ظالم نے میرے سکون کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی تھی۔ ستارہ کے مرتے ہی بدنصیبوں' محرومیوں اور شکست کے خوف اور سایوں نے مجھے اپنے حصار میں لے کر طاغوتی رقص شروع کر دیا تھا۔

گلاب کے تازہ پھولوں سے لدی ستارہ کی وہ قبر جسے دوپہر میں نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا' اب میرے سامنے کھدی ہوئی پڑی تھی۔ اس پر جمے ہوئے تختے بے ترتیبی سے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے اور قبر بالکل خالی تھی۔ کوئی سفاک ستارہ کی معصوم لاش کو کفن سمیت میرے قبضہ سے نکال لے گیا تھا۔ "ستارہ! میری ستارہ..... اب میں تجھے کہاں ڈھونڈوں!" بے اختیار میرے منہ سے نکلا اور میں نڈھال

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ستارہ کی قبر سے ہٹی ہوئی نم آلود مٹی کے ڈھیر پر گر گیا۔

احساس شکست نے میری جینے کی امنگوں اور آرزوؤں کو پامال کر دیا۔ مجھے شدت سے یہ سوچنا پڑا کہ ستارہ کی موت اور پھر اس کی بے جان لاش کی جدائی کے بعد میری زندگی کا کیا مقصد رہ گیا ہے۔ اپنے آنسوؤں سے ستارہ کی ادھڑی ہوئی قبر کی نمی میں کچھ اور اضافہ کر کے میں اپنے اجڑے ہوئے وسیع مکان میں آ گیا۔ جہاں زندگی دم توڑ چکی تھی۔ جہاں کے در و دیوار ستارہ کی کھوئی ہوئی مسکراہٹوں کے سوگ میں مبتلا تھے۔ ہر شے سے عجیب سی ویرانی برس رہی تھی..... ماتم میں ڈوبی اجاڑ ویرانی!

شام کو میں برآمدے میں بیٹھا خلا کی ویرانیوں میں گھور رہا تھا۔ شملہ کے ذرہ ذرہ میں چھپا فطری حسن میرے لئے اپنی کشش کھو چکا تھا اور میں اپنے ہنگامہ آفریں ماضی کی یادوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ یکایک پختہ روش پر قدموں کی گونج سنائی دی۔ آسمانی ساری، اسی رنگ کے کارچوبی بلاؤز اور قیمتی اونی شال میں لپٹی ایک گوری چٹی لڑکی اپنی خمار آلود، غزالی آنکھوں کی پتلیاں گھماتی سہمے سہمے قدموں سے میری جانب بڑھی آ رہی تھی، اس کی رنگت کا نکھار، فسوں انگیز خد و خال، بھرے بھرے گداز بدن اور تمکنت آمیز چال سے مل کر اسے خوابوں کی کسی شہزادی کے روپ میں پیش کر رہا تھا۔ اس کی حیا آلود مسکراہٹ میں اس قدر جاذبیت اور خود سپردگی رچی ہوئی تھی کہ میری جگہ کوئی صحیح العقل مرد ہوتا تو بے قابو ہو کر اسے اپنی چھاتی سے لپٹا لیتا لیکن میں اس وقت ستارہ کے غم میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ اپنی تنہائی میں اس دوشیزہ کی دخل اندازی طبیعت پر بڑی گراں گزری اور جب وہ سکڑتی سمٹتی میرے مقابل آ کر ٹھہری تو میں جنون کے عالم میں مٹھیاں بھینچتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"میں تمہاری داسی ہوں سرکار!" وہ عجیب ادا سے جسم کو لچکا کر دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ اس کے انگ انگ سے سپردگی کا خمار جھلک رہا تھا۔ اس کے انداز بتا رہے تھے کہ میری رضامندی پاتے ہی وہ اپنی لانبی گھنیری پلکیں موند کر میرے بازوؤں میں آ گرے گی۔

"تم کون ہو..... چلی جاؤ یہاں سے!" میں غصہ میں چیخا۔

اس نے بڑی بڑی آنکھوں سے تحیر آمیز انداز میں میری طرف دیکھا اور

معصومیت سے بولی۔ "میں تمہارا درد جانتی ہوں..... مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دو! میں تمہاری ستارہ کی جگہ لے لوں گی۔"

میں ستارہ کا نام سنتے ہی بھڑک اٹھا، آنکھوں سے انتقام کی چنگاریاں نکلنے لگیں، ذہن میں شکوک و شبہات کا طوفان امڈ آیا اس کی التجا آمیز آواز کو نظر انداز کرتے ہوئے میں نے جھپٹ کر اس کا گلا دبوچ لیا۔ "تو کون ہے..... سچ سچ بتا، تو کون ہے؟ تو ستارہ کو کیسے جانتی ہے؟"

اس کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو بھر آئے اور وہ رحم بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں بے قصور ہوں..... تم ستارہ کے غم میں پاگل ہوئے جا رہے ہو۔ اب وہ لوٹ کر نہ آئے گی۔ مجھے چھوڑ دو میرے راجا! جب تمہارا غم مٹ جائے گا اور تم مجھے یاد کرو گے تو میں آ جاؤں گی۔"

اس کے ان فقروں نے میرا اشتعال اور بھڑکا دیا اور مجھے یقین ہونے لگا کہ وہی ستارہ کی قاتلہ ہے۔ وہی اس کی لاش میرے قبضہ سے نکال لے گئی ہے۔ میں نے فرط غضب سے بے قابو ہو کر اپنے حلق سے لایعنی آوازیں نکالتے ہوئے اس لڑکی کو فرش پر گرا دیا اور اس کی چھاتی پر سوار ہو کر اس کا گلا اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا۔

میرے اس وحشیانہ طرز عمل نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر میری آنکھوں میں جھانکا اور وہاں وحشت کے خون آشام سائے لہراتے دیکھ کر بری طرح مچلی، اس کے حلقوم پر میری گرفت اور سخت ہو گئی۔ اس کا دہکتا ہوا گداز بدن میری ٹانگوں میں جکڑا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ میرے وجود میں چھپی نفس کی حیوانی حسیں میرے جوش انتقام سے خائف ہو کر سرد پڑی ہوئی تھیں۔ میں اس کی گردن پر لحظہ بہ لحظہ اپنی گرفت مضبوط کرتا رہا اور وہ میرے نیچے دبی کسی خوف زدہ ہرنی کی طرح تڑپتی رہی۔ اس کا لباس ڈھلکتا جا رہا تھا سنگ مرمر کی طرح ترشا ہوا اس کا دہکتا ہوا بدن میری قوت برداشت کو چیلنج کر رہا تھا۔ نفس انتقام پر غالب آنے کی کوشش کر رہا تھا اور میں اپنی ذات میں چھڑی ہوئی اس جنگ سے نمٹنے کے ساتھ ہی اسے ختم کرنے پر پوری قوت صرف کر رہا تھا کہ وہ آخری بار اپنی تمام قوتیں مجتمع کر کے تڑپی اور جوبن کی تمازت سے سلگتا ہوا نمکیں بدن لباس سے آزاد ہو گیا۔ بس ایک لمحہ کے لئے میری نگاہیں اس

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے بدن کے ابھاروں سے پھسلتی ہوئی نیچے آئیں اور وہ مجھے اچھال کر فرش سے اٹھ گئی۔ اس کا پورا سراپا کسی پردہ کے بغیر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ میں اس کی طرف جھپٹا اور وہ پلٹ کر پوری قوت سے دوڑ پڑی۔ بس ایک ثانئے کے لئے میں اسے بھاگتے دیکھتا رہا اس کے بعد میری مدافعت دم توڑ گئی۔ میں اپنے سینے میں گھٹتے گرم گرم سانسوں کو خارج کرتا اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ وہ میرے آگے دوڑ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی فنکار کا تراشا ہوا مرمر کا چمکیلا مجسمہ یک لخت ہواؤں کے دوش پر تیرنے لگا ہو!

برآمدے سے نکل کر میں لان میں آیا پھر اس کے تعاقب میں احاطہ تک پہنچا لیکن پھاٹک عبور کرنے تک میں اسے کھو چکا تھا۔ صنوبر اور دیار کے درخت پر غرور انداز میں سر اٹھائے میری ناکامیوں پر پتوں کے جھانجھ بجا رہے تھے۔ سرسراتی ہوئی ہوائیں میری محرومیوں پر قہقہے لگا رہی تھیں۔

وہ رات میں نے انگاروں پر لوٹتے گزاری۔ اس نئی ناکامی نے میرے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ اجنبی دوشیزہ کون تھی؟ وہ ستارہ کو کیسے جانتی تھی؟ کیا وہ دوبارہ میرے ہاتھ آسکے گی؟ ذہن پر سوالات کی یلغار ہو رہی تھی اور نگاہوں میں دنیا تاریک تھی۔ میرے بدن کا ہر عضو انتقام انتقام پکار رہا تھا۔ میری پیاری ستارہ کا انتقام۔ میری محبت کا انتقام۔

اگلے کئی دن مجھ پر تقریباً پاگل پن کا دورہ پڑا رہا۔ کبھی میں ستارہ کی قبر کی مٹی اپنی پیشانی اور چہرے سے لگاتا کبھی گیندے کے شاداب پودوں سے سرگوشیاں کرتا میں ان وادیوں میں پھیلے بلند و بالا درختوں سے لپٹ لپٹ کر روتا رہا۔ مجھے نہ کھانے پینے کا ہوش رہا نہ ستارہ کی لاش پر کئے ہوئے عہد کا پاس رہا۔ کسی کسی وقت جب جوش کے عالم میں دوران خون کنپٹیوں پر ٹھوکریں مارنے لگتا تو میں گیندے کو جڑوں سے اکھاڑ کر مسل دیتا۔ گلاب کے لہلہاتے پودوں کو نوچ لیتا' گلاب کے کانٹوں سے میری انگلیاں لہولہان ہو جاتیں اور ان سے زندہ خون کی بوندیں ٹپکنے لگتیں تو میں دوڑتا ہوا ستارہ کی خالی قبر پر پہنچتا اور اپنے زخموں کے خون سے اس ویران مرقد کی آبیاری کرتا رہتا۔

ایک روز مجھے تجربہ گاہ سے چند فرلانگ دور ایک مرغزار میں حیرتناک واقعہ پیش

آیا۔ باغ کے ایک ویران بنچ پر ایک سوگوار لڑکی بیٹھی قریبی درخت کے تنے پر اپنے ناخنوں سے کچھ کھودنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے چہرے کی بناوٹ حیرت انگیز حد تک ستارہ سے مشابہ تھی خاص طور پر اس کی آنکھیں تو ستارہ جیسی ہی تھیں۔ میں درختوں کی اوٹ میں چھپا کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ اسے دیکھ کر ستارہ کی جدائی کا زخم اور کاری ہو گیا۔ اس لمحہ ستارہ کو یاد کر کے میری روح تک بے چین ہو گئی۔

ادھر وہ لڑکی بڑے غمزدہ انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اپنے ناخنوں سے قریبی درخت کے تنے کو کریدنے لگتی تھی۔ میں کافی دیر پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اور جب اپنے بڑھتے ہوئے جوش پر قابو پانا دشوار ہو گیا تو میں والہانہ انداز میں درختوں کی اوٹ سے نکل آیا۔

وہ نہ جانے کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی کہ نظریں اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ جب میں اس کے بالکل قریب پہنچا تو وہ اپنی محویت سے چونکی اور سراسیمہ نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ وہ شاید میرے دیکھنے کے انداز سے گھبرا اٹھی تھی!

"تت..... تم کون ہو؟" وہ بدقت اتنا کہہ سکی۔

"گھبراؤ نہیں! میں تمہارا دوست ہوں۔" میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "سبزے سے لدی ان بے رحم وادیوں نے میری رفیق حیات کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ اس صدمے نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔ تمہاری صورت میں میری بیوی کی شباہت بہت نمایاں ہے۔ یہی یکسانیت مجھے تمہارے سامنے لے آئی ہے۔"

پہلے وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں معصومیت سے پلکیں جھپکا جھپکا کر میری طرف دیکھتی رہی اور جب اسے میری صداقت کا یقین آگیا تو وہ بنچ کے ایک کنارے پر ہو گئی اور اداس آواز میں بولی۔ "بیٹھ جاؤ اجنبی دوست! تم بھی میری طرح مقدر کے ستائے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔" میں بیٹھ گیا۔

اس کے چہرے سے پھسلتی ہوئی میری نظریں اس درخت کے تنے پر پڑیں جسے وہ میرے آنے تک کریدتی رہی تھی۔ وہاں صنوبر کی چھال پر تیر کمان سنبھالے ہوئے کیوپڈ کی تازہ تصویر کھدی ہوئی تھی' شاید وہ لڑکی بھی محبت کا فریب کھا کر ان وادیوں میں بھٹک رہی تھی..... اپنے نامعلوم محبوب کے انتظار میں!

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پھر باتیں، مڑ گئیں۔ درد یکساں تھے، دونوں دل گھائل تھے، بہت جلد بے تکلفی پیدا ہو گئی اور میں پوری توجہ سے اس کی کہانی سننے لگا۔

اس کا نام اندراوتی تھی اور وہ کشمیری نسل کے ایک برہمن خاندان کی اکلوتی اولاد تھی۔ میری طرح وہ بھی کسی کی محبت کا شکار تھی۔ برسوں سے وہ اپنے محبوب سے وفا کے پیمان باندھتی رہی لیکن جب بات شادی کی ہوئی تو اندراوتی کے خاندان والوں نے اپنی اونچی ذات کے گھمنڈ میں رشتہ ٹھکرا دیا۔ وہ برہمن ذات کی ایک سندر کنیا کو شودر نسل کے جوان کی بانہوں میں دینے پر آمادہ نہ ہو سکے اور اندراوتی کے محبوب نے اپنی اس تذلیل پر دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔ برہمن زادی کو اپنے محبوب پر اپنے ماں باپ کا یہ ظلم پسند نہ آیا اور وہ گھر سے ایک معقول رقم سمیت کر الہ آباد سے شملہ آ پہنچی۔

اسے یقین تھا کہ کڑکتی سردیوں میں اس کے گھر والے یہ سوچ بھی نہ سکیں گے کہ ان کے نازوں کی پالی نے شملہ کا انتخاب کیا ہے۔ شملہ پہنچنے کے بعد اندراوتی نے کئی بار اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کیا لیکن اس پر عمل کرنے کا حوصلہ نہ کر سکی، وہ اپنی کہانی بیان کرتی رہی اور ہم دونوں محویت میں ڈوبے کھسکتے کھسکتے ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ جسموں کے اتصال نے آتش شوق کو اور بھڑکا دیا۔ میں نے ستارہ کی اس ہم شکل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے بنگلہ پر چلنے کی پیش کش کی جسے اس نے قبول کر لیا۔

اندراوتی کو دیکھ کر مجھ پر عجیب ملی جلی کیفیت طاری ہو رہی تھی کبھی اس کے روپ میں مجھے ستارہ کی کھوئی ہوئی رفاقت مل جانے کا احساس ہوتا اور کبھی ستارہ سے محرومی کا احساس شدت سے دل میں کھٹکنے لگتا۔ دوسری طرف اندراوتی بنگلہ میں داخل ہوتے ہی ہشاش بشاش نظر آنے لگی، وہ مجھ سے اتنی بے تکلف ہو گئی جیسے برسوں سے میرے ہمراہ اس بنگلہ میں رہ رہی ہو۔

وہ دن ڈھل گیا، شام آئی اور وہ بھی رات کی آغوش میں ڈوب گئی۔ اندراوتی کی آنکھوں میں نیند کے گلابی ڈورے تیرنے لگے۔ میں نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا اور وہ مسکرا دی۔ "میں تمہاری خواب گاہ میں سوؤں گی، ستارہ کے بستر پر!"

ستارہ! میرے ذہن میں گونج سی پیدا ہوئی اور میں نے رضامندی کے اظہار میں سر ہلا دیا۔

خواب گاہ میں مدھم روشنی کرنے کے بعد میں بستر پر آ گیا۔ اندراوتی دوہرے بستر پر میرے بائیں جانب لیٹ گئی، وہ کچھ دیر کسمسائی ہوئی بوجھل نظروں سے میری جانب دیکھتی رہی اور پھر سو گئی۔ حسن پر بے حجابی پھیلنے لگی، آوارہ گیسو اس کی پیشانی پر گرنے لگے، میں اسے دیکھنے لگا، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر۔ دھڑکتے دل کے ساتھ!

میرے دماغ میں آندھیوں کا شور ابھرنے لگا۔ ستارہ سے محرومی کے بعد اندراوتی جیسی حسین و جمیل لڑکی کو اتنے قریب پا کر میں پھنکا جا رہا تھا۔ ٹھٹھرے ہوئے جذبات کا جہنم سلگنے لگا۔ میرے بدن میں کروڑوں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ میں پہلو بدل بدل کر کروٹیں لے لے کر سوچتا رہا اور لاپروائی کے ساتھ نیند کی دنیا میں کھوئی اندراوتی کو دیکھتا رہا، گجر پر گجر بجتے رہے، وقت گزرتا گیا۔ لیکن میری آنکھوں میں دور دور تک نیند کا پتہ نہیں تھا۔ اچانک وہ لحاف میں کسمسائی، بانہیں پھیلا کر میری جانب کروٹ لی اور مدہوشی کے عالم میں اس کی بائیں ٹانگ میرے بدن پر آ گئی۔

صبر، برداشت اور اخلاقی پابندیوں کے سارے بندھن جذبات کے ایک زبردست ریلے میں بہہ گئے۔ میں خود پر قابو نہ پا سکا اور اندراوتی نے اپنے بدن پر میری مضبوط ہوتی ہوئی گرفت محسوس کر کے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہونٹوں پر میٹھی سی مسکراہٹ مچل رہی تھی اور خمار میں ڈوبی غزالی آنکھیں میری آتش شوق کو بھڑکا رہی تھیں۔ سارے حجاب ایک ایک کر کے سمٹنے لگے۔ نیلگوں تاریکی میں نقرئی دھبے آہستہ آہستہ چمکتے ہوئے سراپا کا روپ دھارنے لگے۔

"روشنی گل کر دو!" اندراوتی کی بوجھل آواز ابھری۔ ایک مغرور برہمن کی آبرو شملہ کے ٹھٹھرتے ہوئے سبزہ زاروں میں اپنے سانسوں کی حرارت بکھیر دینے کے لئے بے چین ہو رہی تھی!

اور اگلی صبح میں اپنا بوجھ بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ ستارہ کی کسک تو ایسی تھی کہ میں زندگی بھر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکتا تھا لیکن اب مجھے ایک ایسا ساتھی مل گیا تھا جس کے ساتھ اپنے ماضی کی تمام تر تلخیوں سمیت زمانہ کی دشوار گزار راہیں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہنستے مسکراتے عبور کر سکتا تھا۔

میں نے اندراوتی کو اپنے ماضی کے بارے میں سب کچھ بتایا لیکن ستارہ کی تدفین اور اس کی لاش کی پراسرار گم شدگی کو دانستہ گول کر گیا۔ میں جانتا تھا کہ پچھوں کے پجاری کتنے اوہام پرست ہوتے ہیں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ستارہ کی لاش کا قصہ سن کر اندراوتی بدک جائے گی اور آسیب کے ڈر خوف سے میرا ساتھ گوارا نہیں کرے گی۔ پچھلی دوپہر تک میں نے ستارہ کی قبر کھدی ہوئی چھوڑی تھی۔ دوپہر میں اندراوتی کو رسوئی میں مصروف چھوڑ کر میں چپکے سے لان میں پہنچا تاکہ ستارہ کی قبر کو برابر کر دوں اور اندراوتی کی نظر اس پر نہ پڑ سکے لیکن وہاں ایک اور واقعہ میرا منتظر تھا۔ قبر پر نظر پڑتے ہی میرا سر چکرا گیا۔ میری پھٹی پھٹی آنکھوں میں چھپا ہوا تحیر خوف کی پرچھائیوں میں اب گیا۔ نہ جانے وہ کون تھا، وہ کون سی پراسرار قوت تھی جو میری نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر مجھے خوف زدہ کرنا چاہتی تھی۔

ستارہ کی قبر کسی نامعلوم ہستی نے برابر کر دی تھی۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہاں اب سے پہلے کوئی قبر کھودی گئی ہوگی۔

میں سکتے کے عالم میں گلاب کے تختوں کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک پشت سے اندراوتی کی زندگی سے بھرپور چہکار سنائی دی۔ وہ مجھے اندر موجود نہ پا کر لان میں نکل آئی تھی۔ اس کی غیر متوقع آمد پر میں بری طرح بوکھلا گیا۔ لیکن اس نے خود ہی میری مشکل آسان کر دی۔ قریب آکر اپنی ٹھوڑی میرے سینے پر ٹکا کر بولی۔ "کیوں جی! بھلا گلاب مجھ سے زیادہ سندر ہیں۔"

"ارے نہیں" میں کھوکھلے انداز میں ہنسا "اس لان کے سارے پودے میں نے خود پروان چڑھائے ہیں۔ زمین میں جان نہیں رہی ہے۔ کئی دن سے اس طرف توجہ نہیں دے سکا اب یہاں کھاد ڈلوانی ہی ہوگی۔"

"آؤ رسوئی میں چلو" وہ میرا ہاتھ تھام کر بولی۔ "تمہارے بغیر کام میں دل نہیں لگ رہا۔"

اگلے چند دنوں میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ مجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگی ہے۔ وہ میری مردانہ وجاہت اور خوش روئی کا اتنے پیار سے ذکر کرتی کہ مجھے شرمندگی

ہونے لگتی وہ کہیں بھی میرا ساتھ نہ چھوڑتی۔ اس کی ساری ادائیں مجھے بڑی پسند آتیں لیکن میں اسے وقتی رفاقت کے علاوہ کسی اور حیثیت میں قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ یہ درست ہے کہ اندراوتی ستارہ جیسی حسین اور خوش اندام نہ سہی، پھر بھی سینکڑوں میں ایک تھی۔ گرمیوں میں شملہ آنے والے سیاحوں میں ایک آدھ ہی اس جیسی حسین لڑکی میں نے دیکھی تھی لیکن میرے دل میں جو مقام ستارہ کا تھا وہ میں نے ایک امانت سمجھتے ہوئے محفوظ کر لیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میری زندگی کا یہ خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا، کیونکہ مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا میرے عقائد کی رو سے ناممکن تھا۔

جب اندراوتی اپنے عمل اور جذبات کی پوری شدت کے ساتھ اپنی چاہت کا اظہار کرتی تو مجھے اپنے دل میں چور سا محسوس ہوتا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اپنے سماجی نظام کی باغی، اس لڑکی کو میں ایسی محبت نہیں دے سکتا جس کا وہ اظہار کرتی ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ تنہائی کے علاوہ بسا اوقات اندراوتی کے مرمریں جسم سے لذتیں چراتے ہوئے بھی مجھے ستارہ شدت سے یاد آنے لگتی۔ پھر اس کی موت سے وابستہ راز مجھے پریشان کرنے لگتے۔ میں گھنٹوں لاش کی گم شدگی اور قبر کے برابر ہونے کے رازوں کو سلجھانے کی کوشش کرتا اور محض ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آتا۔ یہ چند باتیں ایسی تھیں کہ ان پر میں کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جب ان موضوعات پر سوچتے سوچتے میرا دماغ پھوڑے کی طرح دکھنے لگتا تو میں اندراوتی کے جسم سے آسودگیاں سمیٹنے لگتا۔

یہ میرا معمول بن کر رہ گیا تھا!

ڈھلتے جاڑوں کی ایک گلابی شام ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وادی کی سیر کر رہے تھے۔ سرمئی بادلوں کی آوارہ ٹکڑیاں ہماری آرزوؤں کی طرح ہواؤں کے دوش پر تیر رہی تھیں۔ سردی کی شدت اب کم ہو چلی تھی۔ کئی میل کا چکر کاٹ کر ہم ایک پہاڑی پر واقع انگاروں کی طرح دہکتے سرخ چناروں کے کنج میں پہنچے۔ وہ چڑھائی طے کرتے کرتے ہانپنے لگی تھی اس لئے ہم سانس لینے کے لئے ایک ابھری ہوئی چٹان پر بیٹھ گئے۔

میں نے اس کے قریب ہونا چاہا لیکن وہ تیزی سے دور کھسک گئی اور شرارت

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "نہ بابا..... تم اس وقت دور رہو تو اچھا ہے۔ میں کئی کئی میل چڑھائیاں طے کر کے بھی اتنا نہیں تھکتی جتنا ذرا ہی دیر میں تمہاری بے رحم گرفت تھکا دیتی ہے۔"

میں اپنی جگہ بیٹھا مسکراتا رہا..... اس کے سانس معمول پر آجانے کے انتظار میں!

چند منٹ اسی طرح گزر گئے اور جب میں نے اس کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو سامنے ایک پہاڑ کی اوٹ سے ایک سفید ریش بوڑھا اس جانب آتا نظر آیا۔

میں نے برا سا منہ بنایا۔ اندراوتی کی پشت اس کی جانب تھی اس لئے وہ اسے نہ دیکھ سکی لیکن میرے چہرے کے زاویئے بگڑتے دیکھ کر چونک پڑی۔ "کیا بات ہے؟"

"ہونا کیا۔ تمہاری خیر ہو گئی۔" میں نے کہا۔ "وہ سامنے ایک بڑے میاں آرہے ہیں۔"

وہ پیچھے پلٹی اور یک بیک بری طرح سراسیمہ ہو گئی اور میری طرف جھپٹتے ہوئے بولی۔ "جلدی چلو یہاں سے۔"

میں سمجھ گیا وہ اندراوتی کے خاندان کا کوئی دوست ہے' اور وہ نہیں چاہتی کہ اس کا سامنا ہو۔ میں اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولا۔ "تم چناروں کی اوٹ میں چھپ جاؤ۔"

"وہ مجھے بو سے پہچان لے گا..... پاگل نہ بنو۔" وہ بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر مجھے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"ہم وہاں سے چلے ہی تھے کہ اس باریش بوڑھے نے شاید اندراوتی کو دیکھ لیا جو بائیں سمت ڈھلان اترتے ہوئے بار بار مڑ کر دیکھ رہی تھی۔

"ٹھہر جا لڑکی!" وہ دور ہی سے ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔"

وہ جہاں تھی وہیں ٹھہر گئی۔ دہشت اور خوف سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ بوڑھا یقیناً اس کا عزیز ہے اور اب مجھ پر اندراوتی کو بہکا کر اغوا کرنے کا الزام عائد کرے گا۔

میں اپنے ذہن میں متوقع جرح کی روشنی میں جوابات ترتیب دینے لگا۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ بڈھے کو شروع ہی میں آڑے ہاتھوں..... لوں گا تاکہ وہ بھی سمجھ لے کہ جس سے پالا پڑا ہے وہ کوئی کمزور یا بزدل آدمی نہیں ہے۔

بوڑھا آہستہ آہستہ ہمارے قریب آتا جا رہا تھا اور اندراوتی کا چہرہ خوف سے دھواں ہو رہا تھا' اس کا بدن ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور سردی کے باوجود پیشانی پر پسینے کی بوندیں جھلملا رہی تھیں۔

"عجیب ڈرپوک لڑکی ہے۔" میں نے دل میں سوچا جب خاندان کا اتنا خوف تھا تو گھر سے بھاگنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

ذرا ہی دیر میں وہ شخص قریب آگیا اور کڑے تیوروں سے اندراوتی کو گھورنے لگا جو نظریں جھکائے اس طرح بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی جیسے چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔

بوڑھے کے خشم ناک تیور مجھے پسند نہ آئے اور میں بڑھ کر اس کے اور اندراوتی کے درمیان آگیا۔ "تم کون ہو..... اور اسے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟" میں نے تیز آواز میں پوچھا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔" بوڑھے نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے ایک طرف دھکیل دیا اور مجھے سوچنا پڑا کہ اس سفید ریش بوڑھے میں اس قدر توانائی کہاں سے سمٹ آئی۔ اسی وقت مجھے خیال آیا کہ جب معاملہ آبرو کا ہو تو کمزور آدمی بھی غضب ناک شیر بن جاتا ہے۔

مجھے ایک طرف دھکیلنے کے بعد بوڑھے نے چند لمحوں تک نیچے سے اوپر تک میرا جائزہ لیا اور کڑکدار آواز میں بولا۔ "تم درمیان میں نہ بولو..... میں اس حرامزادی کو آج ایسا سبق دوں گا کہ عمر بھر یاد رکھے گی۔"

اس بوڑھے سے مجھے اس گستاخی کی توقع نہ تھی۔ خوف سے لرزتی اندراوتی کے لئے بوڑھے کے منہ سے گالی سن کر میرا خون کھول اٹھا۔ غیظ و غضب کے عالم میں میں نے اس وقت زندگی میں پہلی بار قتل کے بارے میں سوچا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ بوڑھا اب میرے ہاتھوں زندہ نہ بچ سکے گا اور خون آشام نظروں سے اسے گھورتے ہوئے اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اندراوتی خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی اور چور نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہوں میں سمٹی ہوئی دہشت دیکھ کر ہی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

یہ بوڑھا جو بھی ہو' بہت خونخوار ہے اور اس سے خود بچنے اور اندراوتی کو بچانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اسے پہل کرنے کا موقع دیئے بغیر گلا گھونٹ کر کسی ڈھلوان سے نیچے پھینک دیا جائے۔

بوڑھا اپنی ابلی ہوئی غیض آلود نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا اور میں اس پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا تھا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میں اپنے دل میں اس بوڑھے کو قتل کرنے کا پکا ارادہ لئے اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے مناسب موقع کی گلت میں تھا ادھر وہ بھی میرے تیور بھانپ چکا تھا اور پلکیں جھپکائے بغیر اپنی سرخ آنکھوں سے میری جانب گھورے جا رہا تھا اندراوتی کا چہرہ خوف سے دھواں ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی اور بدن تنکے کی طرح کانپ رہا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ بوڑھا اندروتی کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے اور اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ وہ اپنے گھر سے فرار ہو کر شملہ پہنچی ہے' یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اندراوتی ہی کی تلاش میں شملہ کے پہاڑوں پر آیا ہو' ایسی صورت میں اندراوتی کو اس کے گھر والوں کے قہر سے محفوظ رکھنے اور اپنی امنگوں کو زندہ رکھنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ میں اسے مار ڈالوں' مجھے پورا بھروسہ تھا کہ امتحان کی اس نازک گھڑی میں اندراوتی بھی وہی سوچ رہی ہو گی جو میرے ذہن میں تھا۔ چند لمحوں تک ہم دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھورتے رہے' اچانک وہ بوڑھا اپنا داہنا ہاتھ بلند کر کے بولا۔ "ہوش میں رہ نادان لڑکے! دیکھ وہ تیری چہیتی اپنے اصلی روپ میں آ رہی ہے۔" بوڑھے کے الفاظ پر میں نے اندراوتی کی طرف دیکھنے کی حماقت نہیں کی' میں خوب سمجھ رہا تھا کہ وہ میری توجہ اندراوتی کی طرف لگا کر مجھ پر وار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود وہ اتنا توانا تھا کہ ایک مرتبہ اس سے مغلوب ہو جانے کے بعد اس پر حاوی آنا میرے لئے بہت دشوار ہو جاتا۔ میرا ذہن اشتعال کے باوجود بہت تیزی سے کام کر رہا تھا کہ اچانک وہ زور سے بولا۔ "یہ حرام زادی آج ہرگز نہیں بچے گی۔"

بوڑھے کی زبان سے گالی کی تکرار سن کر غصہ سے میرا دماغ ماؤف ہو گیا اور میں

نتائج کی پروا کئے بغیر اس پر ٹوٹ پڑا۔ بوڑھا میرے وزن کی جھونک نہ سنبھال سکا اور لڑکھڑا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا میں نے اس کے سینے پر سوار ہو کر اس کی گردن دبوچنی چاہی کہ اس نے اسی وقت میرا داہنا ہاتھ اتنی تیزی سے موڑا کہ میں درد کی شدت سے چیختا ہوا اچھل کر اس کے سینے سے زمین پر آ گرا۔

میرے گرتے ہی بوڑھے نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین سے اٹھ کر تیزی سے اس طرف لپکا جدھر اندراوتی خوف سے کانپ رہی تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ بوڑھے پر جنون سوار ہے اور وہ مجھے ہلاک کرنے سے قبل اندراوتی کو اپنے خاندان کی آبرو لٹانے کی سزا دینی چاہتا ہے اندراوتی میرے دکھے ہوئے دل کے لئے تریاق تھی' ستارہ کی جدائی کا گھاؤ اس کی رفاقت سے آہستہ آہستہ مندمل ہو سکتا تھا اسے بوڑھے کے وحشیانہ انتقام سے بچانے کے لئے میں اپنے ہاتھ کی تکلیف بھول کر زمین سے اٹھا اور بوڑھے کے پیچھے لپکا جو اندراوتی سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔

میرے پہنچنے سے قبل بوڑھے نے جست لگا کر اندراوتی کی ریشم جیسی ملائم زلفوں کو اپنی بے رحم گرفت میں لے لیا اور اس وقت میری نظر اندراوتی کے چہرے پر پڑی۔

نہ جانے اس کے چہرے میں مجھے کیا تبدیلی نظر آئی کہ میرا انتہا کو پہنچا ہوا غصہ حیرت میں بدل گیا۔

اس کی زندگی سے بھرپور چمکتی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی دھندلاہٹ سمٹ آئی تھی۔ ایسی دھندلاہٹ جس نے اس کے چہرے سے انسانی تاثر چھین لیا تھا' اس کے رخسار جن پر سیبوں کی سرخی رچی تھی' اب زرد پڑے ہوئے تھے جیسے اس کے بدن سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو' اس کی جلد کا کساؤ ڈھیلا پڑ چکا تھا اور اس کے ویران چہرے میں بظاہر کوئی تبدیلی نہ ہونے کے باوجود اجنبی سا اجاڑ پن سرایت کر گیا تھا اس وقت میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود اس کے چہرے میں ستارہ کی شباہت نہ محسوس کر سکا۔

میری نگاہوں کے سامنے دائرے سے ناچنے لگے اندراوتی کا خوبصورت پیکر میرا فریب نظر تھا' یا اس کی موجودہ حالت ایک بدہیبت دھوکا!

میں یہ سوچ رہا تھا اور میرے قدم بوجھل ہو رہے تھے بوڑھے نے بے رحمی سے اندراوتی کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ بغیر آواز نکالے کھڑی ہوئی تھی۔ میں بخوبی اندازہ کر سکتا تھا کہ اس وقت وہ بوڑھے کی قہربار نگاہوں کا سامنا کرتے ہوئے گھبرا رہی ہے جو میری موجودگی سے بظاہر بے پرواہ نظر آ رہا تھا۔

"آج تو مجھ سے نہ بچ سکے گی..... تو نے ان حسین وادیوں میں اپنی جنس کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھانے کے لئے بہت سے خوبرو جوانوں کا خون کیا ہے..... اس بار تجھے ہرگز معاف نہیں کروں گا۔" بوڑھا کڑکتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"خون.....!" بوڑھے کے الفاظ سنتے ہی میں چونک پڑا۔ یکایک یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے سوتے میں سرد پانی سے بھری بالٹی میرے سر پر الٹ دی ہو۔ پھر بوڑھے کے جواب میں اندراوتی کے ہونٹوں سے جو کانپتی لرزتی سرسراہٹیں پیدا ہوئیں انہیں سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ سرسراہٹیں میرے لئے ناقابل فہم اور غیر انسانی تھیں۔

"سن رہا ہے تو!" بوڑھے نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ "یہ ابلیس کی بیٹی کون سی زبان بول رہی ہے؟ یہ تجھ پر اپنا جادو چلا چکی ہے' تو اس کے ظاہری حسن پر فریفتہ ہو چکا تھا لیکن اب دیکھ اس کی طرف..... یہ بڑی موذی ہے' اب تک پانچ کڑیل جوان مٹی میں ملا چکی ہے اور اب تیری باری تھی۔"

بوڑھے کے الفاظ سن کر میں پھریری لے کر رہ گیا۔ وہ نہ جانے کون تھا' اندراوتی کون تھی' بوڑھے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کا عزیز نہیں ہے' اگر میرا یہ قیاس درست تھا تو وہ آخر اندراوتی کو کیسے جانتا تھا؟ میرے ذہن پر سوالوں کی یلغار شروع ہو چکی تھی' اور غصہ کافور ہو چکا تھا' دل و دماغ پر انجانے وسوسوں اور شکوک و شبہات کی کہر چھانے لگی تھی۔

"آپ اس لڑکی کو کیسے جانتے ہیں؟" میں نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بمشکل بوڑھے سے یہ سوال کیا۔

"نیکی اور بدی کی بہت پرانی شناسائی ہے لڑکے!" بوڑھا زہرخند کرتے ہوئے بولا۔ "اگر تیری حماقت سے آج یہ نکل جاتی تو میں تجھے بھی نہیں بچا سکتا تھا" یہ لڑکی جو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میری گرفت میں کسی بے ضرر کیڑے کی طرح سہمی کھڑی ہے' ذرا بھی مہلت پا کر زمین میں اتر جاتی زمین نے اس سے عہد کیا ہوا ہے کہ اسے جگہ دیتی چلی جائے گی۔"

"کیا یہ کوئی آوارہ لڑکی ہے؟" میں نے چند ثانیوں کے توقف کے بعد سوال کیا۔

"ہاں آوارہ بھی ہے۔" بوڑھے نے لڑکی کے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا اور اندراوتی کے ہونٹوں سے کوئی آواز نہ نکلی' وہ یقیناً کوئی پراسرار مخلوق تھی ورنہ اتنا شدید جھٹکا برداشت کرنا اس جیسی نازک اندام لڑکی کے بس کا روگ نہیں تھا' میں اندراوتی کو دیکھ رہا تھا اور بوڑھے کی بات سن رہا تھا۔ "یہ اپنی راتیں مضبوط بدن کے خوبصورت اور جوان مردوں کے بستر پر گزارنے کی عادی تھی' میں دوبارہ اسے رنگ رلیاں مناتے پکڑ چکا ہوں اور ہر بار اس کی منت سماجت پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا لیکن یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی اور آج یہ اپنے کئے کی سزا پائے گی۔"

اندراوتی میری طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی جیسے جیسے بوڑھا اس کے راز کھولتا جا رہا تھا وہ بے چین ہوئی جا رہی تھی۔

اچانک اس توانا بوڑھے نے نظریں اندراوتی کے بدن پر جما کر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ پڑھنا شروع کیا اور اندراوتی بری طرح تڑپنے لگی' اس کے ہونٹوں سے زخمی ساپنوں کی سی ہولناک اور خوف آور سسکاریاں ابھرنے لگیں' وہ بوڑھے کے ہاتھ میں لٹکی اس طرح اپنے لچکیلے جسم کو حرکت دے رہی تھی جیسے کسی نظر نہ آنے والی جنسی آگ سے اپنے مرمریں بدن کو بچانا چاہتی ہو اور شعلے لپک لپک کر اس کے بدن کو چاٹ رہے ہوں۔

مجھے یک بیک نقاہت کا احساس ہونے لگا اور میں بے اختیار ایک درخت سے پشت لگا کر زمین پر بیٹھ گیا' اندراوتی کی اذیت آمیز جدوجہد میں خوف و دہشت کا سسکاریاں بھرتا ہوا غیر انسانی تاثر اتنا شدید تھا کہ میں نے اپنا منہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔

سورج مغربی وادیوں میں اتر چکا تھا رات کی دیوی کائنات کو اپنی نمناک آغوش میں سمیٹنے کے لئے تیزی سے آسمان سے نیچے آ رہی تھی' برف کو پگھلا کر آنے والی یخ بستہ ہوائیں درختوں میں سرسراتی پھر رہی تھیں' ہر سمت تاریکی اور ویرانی کی خوف میں ڈوبی چادر پھیلتی جا رہی تھی اور اس بھیانک ماحول میں اپنا چہرہ گھٹنوں میں دیئے

اندراوتی کی سسکاریاں سنے جا رہا تھا جو لحہ بہ لحہ ماند پڑتی جا رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بوڑھے کے ہونٹوں کی ہر جنبش کے ساتھ وہ موت کے اندھے کنویں کی گہرائیوں میں اترتی جا رہی ہو۔

آخر کار اندراوتی کی سسکاریاں ہوا کی سرسراہٹوں میں ڈوب گئیں میرے دماغ میں یک بیک لاانتہائی سکوت چھا گیا۔ جیسے کائنات کی نبضیں رک گئی ہوں' میرے دل کی دھڑکنیں خاموش ہو گئی ہوں! میں نے اسی بھیانک سکوت سے بوکھلا کر سر اوپر اٹھایا تو سامنے بوڑھے کا فتح مندی کی مسکراہٹ سے جگمگاتا چہرہ موجود پایا اندراوتی کا کہیں پتہ نہیں تھا' مجھے بوڑھے کے الفاظ یاد آئے کہ زمین نے اندراوتی کو اپنے سینے میں جگہ دینے کا عہد کیا ہوا ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ بوڑھے نے اپنی نامعلوم قوتوں کے سہارے اندراوتی کے زندہ وجود کو زمین کی گہرائیوں میں دبا دیا ہے' مجھے اس مسکراتے ہوئے بوڑھے سے خوف محسوس ہونے لگا اور میں پھریری لے کر زمین سے اٹھ گیا۔

"اب وہ تجھے کبھی پریشان نہ کر سکے گی۔" بوڑھے نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا اور میں بے بسی سے سر جھکائے سنتا رہا۔ "وہ تجھ سے محبت کرنے لگی تھی' اس نے میرے مقابلہ میں بڑی جدوجہد کی لیکن وہ مجھ سے نہ جیت سکی' مجھے حیرت ہے کہ وہ ہرجائی لڑکی تجھے اس قدر پسند کیوں کرنے لگی تھی...... وہ تو روز نئی آغوش بدلنے کی عادی تھی۔"

میرا حلق خشک ہونے لگا تھا اور سر چکرا رہا تھا میں بمشکل اتنا کہہ سکا۔ "میں نقاہت محسوس کر رہا ہوں..... مجھے سردی لگ رہی ہے..... میرا مکان شمال کی ویران ڈھلانوں پر ہے..... خدا کے لئے مجھے وہاں پہنچا دو۔"

وہ بوڑھا بڑا نرم دل تھا میری ناقابل بیان حالت دیکھ کر اس کا دل پسیج گیا' مجھے کچھ یاد نہیں کہ وہ کس طرح مجھے مکان تک لایا میرے حواس اس وقت بحال ہوئے جب گرم گرم کافی کی خوشگوار بو نتھنوں میں گھسنے لگی۔

بوڑھے نے مجھے آتشدان کے نزدیک بٹھا کر کافی کی تین پیالیاں تیار کر کے پلائیں اور رحم آلود نظروں سے میری جانب دیکھتا رہا۔

کافی پی کر جیسے جیسے میرے حواس بحال ہوتے گئے میرے ذہن پر ناامیدی کی سیاہی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

چھانے لگی ہولناک اور روح فرسا حقیقتوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ ستارہ کی زندگی کے آخری دنوں سے مجھ پر مصائب کی ابتدا ہوئی اور یکے بعد دیگرے پراسرار واقعات پیش آتے چلے گئے' ستارہ پر سیاہ ناگن کے نر کا حملہ آور ہونا مجھے یاد آیا۔ پھر ستارہ کی موت' اس کی تدفین' سفید ناگ کی آمد' پانی میں ابلتے سانپوں کی حیرتناک رہائی' ستارہ کی لاش کی گمشدگی' ایک اجنبی لڑکی کی آمد اور فرار' اندراوتی سے ملاقات' اس کے ہمراہ گزارے ہوئے لذت آمیز لمحے' بوڑھے کی آمد اور اندراوتی کی عبرتناک حالت مجھے یاد آتی گئی' سارے واقعات تسلسل کے ساتھ ذہن میں گھومنے لگے جیسے کوئی فلم نظروں کے سامنے اسکرین پر گزر رہی ہو۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مجھ پر بدنصیبی اور پے در پے صدموں کے عذاب کیوں مسلط کر دیئے گئے ہیں' وہ کونسی نظر نہ آنے والی قوتیں ہیں جو مجھے ذہنی اذیتوں کے جہنم میں سلگا سلگا کر ختم کرنا چاہتی ہیں۔ میں اپنی بے چارگی پر جس قدر غور کرتا رہا بے چینی اس قدر بڑھتی گئی' آخر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

اس وقت میری حالت کسی ایسے معصوم بچے سے مشابہ تھی جس سے اس کے تمام پسندیدہ کھلونے چھین کر اس کی نظروں کے سامنے توڑ دیئے گئے ہوں۔

وہ بوڑھا یقیناً ایک عظیم انسان تھا کیونکہ اس نے میرے بیہودہ اور خطرناک رویئے کے باوجود مجھے مایوسی کے ان لمحات میں دلاسا دیا اور مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ زندگی ایسے ہی نشیب و فراز کا نام ہے۔ اس کے محبت آمیز رویئے نے مجھے بے قابو کر دیا۔ میں اس سے لپٹ کر دیر تک روتا رہا۔ اور وہ میرے دل کا غبار ہلکا ہونے کے انتظار میں مجھے اپنے سینے سے چمٹائے رہا' اس روز میں اتنا رویا کہ میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ اگر وہ بوڑھا میرے پاس موجود نہ ہوتا تو شاید آج میں اپنی یہ کہانی سنانے کے لئے زندہ نہ ہوتا اس روز کا جذباتی ابال مجھے زندگی کے حصار سے نکال کر موت کے چنگل میں ڈال دیتا لیکن قدرت کو مجھے زندگی کے پوشیدہ اسرار دکھانے مقصود تھے' نئی دنیائیں اور خوشبوؤں میں بسے حسین پیکر میری آہٹوں کے منتظر تھے اس لئے میں زندہ رہا اور جب حالت اعتدال پر آئی تو بوڑھے کو میری مظلومیت پر رحم آیا اور اس نے مجھ سے میری کہانی سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔

میں نے کوئی بات چھپائے بغیر پوری نیک نیتی سے اپنی کہانی اسے سنا دی' وہ سنتا رہا اور اس کے چہرہ پر گھمبیر سا تناؤ آتا چلا گیا۔ جب میں خاموش ہوا تو اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں سوچ کی غیر مرئی دنیا میں گم تھیں۔ "تم مقدر کی بے رحمی کا شکار ہوئے ہو سلطان بیٹے!" بوڑھے نے اتنی محبت سے یہ الفاظ کہے کہ ایک مرتبہ پھر میرا دل بھر آیا لیکن بوڑھے کے اگلے جملوں نے مجھ پر دوبارہ طاری ہونے والی رقت کو دور کر دیا۔ وہ ٹھہری ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ "ستارہ مری نہیں..... وہ زندہ ہے اور اندھیری دنیا میں تمہارا انتظار کر رہی ہے..... تمہیں اس کی مدد کرنی ہے' حوصلے سے کام لو۔"

"وہ زندہ ہے.....!" میں نے چیختے ہوئے اس بوڑھے کو جھنجھوڑ ڈالا۔ "تم کہتے ہو کہ وہ زندہ ہے.....بتاؤ وہ کہاں ہے.....؟ میں موت کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اسے لے آؤں گا..... بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"ہوش کی ضرورت نہیں۔" بوڑھے نے آہستگی سے کہا۔ "تمہیں دل کے بجائے عقل سے کام لینا ہے' اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تم بھی مشکل میں پڑ جاؤ گے اور تمہاری ساگن تمہاری راہ تکتے تکتے اپنی جان دے دے گی۔"

اس نئے انکشاف نے میرے بدن میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ میرے حوصلے بلند ہو گئے' اپنی گمشدہ کائنات ستارہ کی زندگی کی نوید سن کر مجھ میں زندہ رہنے اور کچھ کر گزرنے کی وہ تڑپ پیدا ہو گئی جس کے سامنے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے ہیں اور سمندروں کی وسعتیں سمٹ جاتی ہیں۔

"میرا نام حیدر شاہ ہے۔" بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔ "میں نے اپنی عمر ان جہانوں کے راز جاننے کی کوشش میں گزاری ہے جو انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور قدرت نے مجھے کامیابی سے سرفراز بھی کیا ہے' جسے تم اندراوتی سمجھتے رہے' وہ تمہاری نظروں کا دھوکا تھا۔ تم انتقام اور رقابت کا شکار ہوئے ہو۔ جس کالے سانپ کی مادہ کو تمہاری بیوی نے قید کیا تھا اس کے نر نے انتقام لینے کے لئے ستارہ کو ڈسنا چاہا لیکن اس کا زہر انسان کے لئے مہلک نہیں ہے۔ اس زہر کے اثر سے بدن میں خون کا دوران رک جاتا ہے' جو کئی دن' اور بعض مرتبہ ہفتوں کے بعد بحال ہوتا ہے۔ تم نے ستارہ کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیا' پھر اپنے پاس قید کئے ہوئے سانپوں کو ابلتے ہوئے پانی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں ڈال کر ختم کرنا چاہا' ان سانپوں نے پانی کے اس الاؤ میں موت کی حرارت محسوس کر کے ہولناک آوازیں نکالیں اس وقت سانپوں کی رانی آس پاس رہی ہو گی سانپوں کے کان نہیں ہوتے لیکن یہ آوازوں سے پیدا ہوتی زمین کی لرزشوں کو خوب پہچانتے ہیں وہ بھی اپنے ہم نسلوں کی آواز سے پیدا ہونے والی زمین کی لرزش کے سہارے تم تک آ گئی' جب اس سفید ناگن نے تمہیں دیکھا تو تمہاری محبت کا شکار ہو گئی اور تمہیں نقصان پہنچائے بغیر اپنے ہم نسلوں کو تمہارے ہاتھوں سے بچا لے گئی۔ پرانے سانپوں اور ناگنوں کو قدرت بہت سی قوتیں دے دیتی ہے اور شیطانی مخلوق ان سے بھی خوب فائدہ اٹھاتی ہے اس کو تندرست اور جوان مرد بہت مرغوب ہیں وہ ان وادیوں میں خوبصورت عورتوں کا روپ دھار کر مردوں کو اپنے دام میں پھنساتی ہے لیکن ناگنوں کے ساتھ بستر پر جانے والے مرد آہستہ آہستہ اپنا نکھار کھونے لگتے ہیں ان کی جوانی تیزی سے ڈھلنے لگتی ہے' ناگنوں کا زہر آہستہ آہستہ ان کے بدن میں پھیلتا رہتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو کر موت کے قریب پہنچ جاتے ہیں' وہ سفید ناگن ایسے حالات میں اپنے پرانے محبوب کو چھوڑ کر نئے شکار کو پھانس لیتی ہے۔ اس نے اسی طرح پانچ جوانوں کو اپنے حسن کا فریب دے کر اپنے زہر سے ہلاک کیا تھا' تمہیں دیکھنے کے بعد وہ تمہاری دیوانی ہو گئی' وہ اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے قبر سے ستارہ کا بدن نکال کر لے گئی اس کو اندیشہ تھا کہ ستارہ اپنے خون کی گردش لوٹ آنے پر کچی قبر توڑ کر پھر سے تمہارے پاس نہ آ جائے' پھر ناگنوں کی وہ سفید رانی ایک الھڑ لڑکی کے روپ میں ادائیں دکھاتی تمہارے سامنے آئی لیکن تم اس کے منہ سے ستارہ کا نام سنتے ہی اسے مار ڈالنے کے درپے ہو گئے اور وہ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلی' اس کا دوسرا وار بہت بھرپور تھا۔ جب تم نے اس ناگن کو اندراوتی کے روپ میں دیکھا تو ستارہ سے ملتی جلتی شکل کے باعث دھوکا کھا گئے' سفید ناگن کا یہ روپ بہت کامیاب رہا اور وہ اپنی ناکام محبت کی ایک فرضی کہانی سنا کر تمہارے قریب آ گئی.... تم یقین کرو کہ وہ بہت چالاک ہے وہ ستارہ کو سکا سکا کر ختم کر دیتی اور اپنی اداؤں کے سہارے تمہارے دل سے اس کی پرچھائیں تک مٹا دیتی' اسے تم سے سچی محبت ہو گئی تھی اس لئے اس کا زہر تم پر اثر نہ کر سکا۔ وہ تمہاری غذا میں ایسی بوٹیاں

ملاتی رہی ہو گی جو اس کے زہر کا تریاق ہوں گی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو تمہارا بدن بھی گھل گھل کر کمزور ہو جاتا۔"

بوڑھے حیدر شاہ کی نگاہوں میں بجلیاں سے کوند رہی تھیں اور آہستہ آہستہ اس کی آواز میں پرجوش تیزی آتی جا رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے اپنا بیان آگے بڑھاتا جا رہا تھا میری حالت بگڑتی جا رہی تھی' میں یہ سوچ کر ہی کانپنے لگا تھا کہ جس لڑکی کے سیمیں بدن سے کھیلتا رہا۔ جس کی رعنائیوں سے اپنی خواب گاہ کی اداس راتوں میں زندگی بکھیرتا رہا وہ انسان نہیں بلکہ اندراوتی کے روپ میں ایک ناگن تھی۔ زہریلی ناگن!

حیدر شاہ جیسے ہی سانس لینے کے لئے رکا۔ میں بے تابی سے بول پڑا۔ "وہ ناگن اب کہاں ہے' اب تو وہ مجھ پر وار نہیں کر سکے گی؟"

وہ ہنسا...... ایک زہریلی ہنسی!

پھر اس نے اپنی اونی چادر میں ہاتھ ڈال کر ایک چمکتا ہوا شفاف سا پتھر نکال کر میری طرف بڑھایا اور بولا۔ "میں نے اس کا منکا چھین لیا ہے' وہ اپنی آوارگی سے تو باز نہیں آئے گی لیکن اب اس کا زہر اس شخص پر اثر نہیں کر سکے گا۔ جس کے پاس یہ منکا ہو' تم اپنے پاس یہ منکا احتیاط سے رکھ لو' یہ ہرگز تمہارے قبضہ سے نہ نکلنے پائے' اسے تم سے گہری محبت ہو گئی ہے' میری سزا کے باعث وہ وقتی طور پر تمہیں چھوڑ کر چلی گئی ہے لیکن بہت جلد کسی نئے روپ میں تمہارے پاس آئے گی.... بلکہ اب تو تمہیں ہی اس کو تلاش کرنا ہو گا۔"

"کہاں؟" اس کا آخری جملہ سن کر میں چونکا۔

"ناگ بھون میں۔" حیدر شاہ نے مجھے متحیر دیکھ کر کہا۔

"ناگ بھون۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"یہ ناگوں کی راجدھانی ہے' وہاں گھور سیاہی میں کروڑوں چھوٹے بڑے سانپ کلبلاتے رہتے ہیں ان کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا تمہاری ستارہ وہیں قید کی گئی ہو گی۔ تم ناگوں کی سفید رانی کے بغیر وہاں نہیں پہنچ سکتے' وہ اس دنیا کے کس خطہ میں واقع ہے یہ کسی کو نہیں معلوم اور نہ میں تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں۔"

"لیکن میں اندراوتی.... یعنی سفید ناگن کو کس طرح اس بات پر آمادہ کر سکوں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

حیدر شاہ مجھے اس پراسرار اور ہولناک مہم کے بارے میں سمجھانے لگا۔

اور جب جاڑوں کی ٹھٹھرتی ہوئی فضا میں پرندوں کی چہکار گونجنے لگی تو حیدر شاہ اٹھ گیا۔

"ٹھہر جائیے!" میں نے اس سے التجا آمیز لہجے میں کہا۔ "آپ ضعیف ہیں اور باہر ناقابل برداشت سردی پڑ رہی ہے سورج نکلنے کے بعد چلے جائیے گا۔"

"سردی گرمی سے درویشوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے بیٹے!" حیدر شاہ بولا۔ "ہمیں وقت پر اپنے مقام پر پہنچنا ہوتا ہے۔"

"اب میں آپ سے کہاں مل سکوں گا؟" اسے روانہ ہونے پر آمادہ پا کر میں نے سوال کیا۔

"خدا کی زمین بہت بڑی ہے' کچھ پتہ نہیں کہ کہاں جانے کا حکم ہو جائے۔ تم حیدر شاہ کو بھول جاؤ۔ ہاں اس کی ہدایات یاد رکھنا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر درویش وہاں سے روانہ ہو گیا۔ میرے ذہن میں اس کی شخصیت اور اس کے علم کا گہرا تاثر باقی رہ گیا۔

میں گھنٹوں گزرے ہوئے واقعات کے اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا رہا۔ پہلے میں اپنے آپ کو حالات کی دلدل میں دھنستا ہوا محسوس کر رہا تھا لیکن اب میرے سامنے طے شدہ راستہ تھا جو ستارہ کی پرخلوص رفاقت تک جاتا تھا' اس راستہ میں پیش آنے والے خونچکاں اور لرزہ خیز واقعات کے بارے میں مجھے خیال تک نہ آیا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ سفید ناگن سے ملاقات ہوتے ہی میں ناگ بھون تک پہنچ جاؤں گا جہاں میری ستارہ میری منتظر تھی...... یہ کس قدر خام خیالی تھی میری!

اسی پس و پیش اور ادھیڑ بن میں کئی دن گزر گئے' ستارہ کے صدمہ کے علاوہ اندراوتی بھی میرے لئے خلش بن کر رہ گئی تھی' میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا دل میں ہلکی سی کسک اٹھنے لگتی اس کا دہکتا ہوا نرم نرم اور گداز بدن میرے لئے آسودگیوں کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ میں اس کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ کسی غیر انسانی مخلوق کا حسین انسانی پیکر ہو گی لیکن حقیقتوں کی ٹھوس چٹانوں سے ٹکرا کر میرے

یہ سہانے تصورات شیشے کے نازک ٹکڑوں کی طرح بکھر جاتے۔

چند ہی دن میں تنہائی اور یکسانیت سے میری طبیعت اکتا گئی' میں سارا سارا دن شملہ کی سڑکوں اور پگڈنڈیوں پر بے مقصد گھومتا رہتا لیکن طبیعت میں تازگی پیدا نہ ہو پاتی' مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے حیدر شاہ سے میری ملاقات محض ایک بھیانک خواب تھا لیکن اس کا دیا ہوا منکا مجھے اس فرار کی پناہ میں جانے سے روک دیتا تھا۔ اندراوتی نے مجھے اپنی اداؤں سے اتنا گرویدہ کر لیا تھا کہ اب میرے لئے تنہائی عذاب بن کر رہ گئی تھی' میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا' تو ساری حقیقتوں کے باوجود اسے ہرجائی ناگن سمجھنے کو دل نہ چاہتا۔ کبھی کبھی تو میں یہ سوچنے لگتا کہ وہ مجھ سے دور رہ کر اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے میرے دل کو اپنی جانب دوبارہ مائل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس دوران میں میں نے گھر کے کام کے لئے ایک مفلوک الحال شخص کو ملازم رکھ لیا۔ وہ ادھیڑ عمر تھا اور بھیک مانگتا ہوا میرے دروازہ پر آیا تھا۔ اس کی حالت اس قدر قابل رحم تھی کہ میں نے اسے ملازم رکھ لیا۔ اس کا نام ہری چند تھا وہ بمبئی کے ایک نواحی گاؤں کا رہنے والا تھا اور کئی برس پہلے ایک وبائی بیماری میں اپنی بیوی اور لڑکے کے مرنے کے بعد اپنے گھر سے نکل پڑا تھا۔ میں نے چند روز تک اس سے پوشیدہ رہ کر اس کی نگرانی کی لیکن میں نے اسے پوری طرح ایماندار اور محنتی پایا اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے پورا گھر اسے سونپ دیا۔

ایک روز میں دل بہلانے کے لئے سینما گھر چلا گیا جہاں ایک کارٹون فلم لگی ہوئی تھی پورا ہال بھرا ہوا تھا لیکن میرے بائیں طرف کونے کی سیٹ خالی تھی۔ جب ہال میں اندھیرا ہو گیا اور فلم شروع ہوئی تو مجھے اس طرف کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور بھینی بھینی خوشبو سے فضا معطر ہو گئی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا تو ایک سبک اندام لڑکی میرے برابر والی کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔

اس لڑکی کی موجودگی دریافت ہوتے ہی میرا دماغ بہکنے لگا۔ بہت عرصے بعد کوئی عورت یا لڑکی میرے اتنے قریب بیٹھی تھی اسکرین پر سے آنے والی سفید روشنی میں میں نے نظریں چرا کر اس کی جانب دیکھا اور میرا دل تیزی سے بے اختیار دھڑکنے لگا'

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

وہ بہت خوبصورت تھی اور چہرے پر بلا کی معصومیت برس رہی تھی۔ لڑکی کے بیٹھتے ہی میں ذرا سا سرک گیا تھا تاکہ وہ آرام سے بیٹھ سکے لیکن ذرا ہی دیر میں میری ذہنی رو بہک گئی' نگاہیں پردے پر تھیں لیکن مجھے کچھ نظر نہ آ رہا تھا' میں نے اپنے بدن کو ہلکی سی جنبش دی' میرا بایاں بازو لڑکی کے بازو سے ٹکرایا اور میرے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ نہ چاہنے کے باوجود میں نے فوراً ہی اپنا بدن سمیٹ لیا اور لڑکی کی جانب سے کسی اعتراض کا منتظر رہا۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ اس کی خاموشی سے میری ہمت بڑھی اور ایک بار پھر ہمارے جسم ٹکرائے' وہ اس بار بھی کچھ نہ بولی' میں اپنی کرسی پر کسمسایا اور اس پر میرے بدن کا دباؤ بڑھ گیا۔

لیکن لڑکی بالکل اطمینان سے بیٹھی رہی۔ جیسے کوئی بات ہی نہ ہو' اس کے گرم گرم بدن کے لمس سے میرے روئیں روئیں میں مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔ میں نے مزید حوصلہ کر کے اپنے شانوں کا دباؤ اس پر ڈالدیا اور وہ یوں ہی بیٹھی رہی اس کے لباس اور بدن سے پھوٹنے والی بھینی بھینی خوشبو مجھے مدہوش کئے جا رہی تھی' میں اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے ہاتھ کی گرفت محسوس کی' وہ دبے دبے جوش کے ساتھ میرا ہاتھ دبا رہی تھی' میرا دوران خون تیز ہونے لگا۔ نگاہوں کے سامنے چنگاریاں سی اڑنے لگیں اور میرے ہاتھ حرکت میں آ گئے۔

وقفہ ہونے تک ہم دونوں اپنے اردگرد کے لوگوں کو کسی شبہ میں مبتلا کئے بغیر ایک دوسرے کے جسم سے کھیلتے رہے اور جب روشنی ہوئی تو ہم دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔ نگاہیں چار ہوئیں اور ذہنوں پر چھایا ہوا خمار اور گہرا ہو گیا۔

وہ کرسی سے اٹھ کر ہال سے باہر نکلی۔ میں نے بھی اس کی تقلید کی' اس کا کتابی چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا آنکھوں میں بوجھل پن کے ڈورے تیرنے لگے تھے اور سینے کے بے ترتیب اتار چڑھاؤ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ میری طرح وہ بھی جذباتی ہیجان میں ڈوب چکی ہے۔

ہال سے نکل کر ہم دونوں باہر آ گئے اور سڑک کے کنارے رک کر کسی سواری کا انتظار کرنے لگے۔

"میرا نام شاشاکول ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

میں نے تعارف کے لئے پہلی بار زبان کھولی اور ہم دونوں مسکرا دیئے۔

اس کے ہونٹوں پر سلگتی ہوئی سی ایسی مسکراہٹ مچل رہی تھی جس کی گہرائی اور معنویت کو محسوس کر کے میں پاگل ہوا جا رہا تھا۔

ٹیکسی رکی۔۔۔۔ ہم اس میں سوار ہوئے اور ٹیکسی چل دی میں نے ڈرائیور کو اپنے گھر کا پتہ بتایا لیکن وہ بول پڑی۔ "نہیں مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے راستے میں میرے گھر اتار دیجئے گا۔"

"ایسا بھی کیا کام!" میرے لہجے اور نگاہوں میں احتجاج تھا۔

"آپ بڑے شریر ہیں۔" وہ اٹھلا کر بولی۔ "میں آپ کے ساتھ پوری فلم دیکھتی لیکن مجھے گھر پر بہت ضروری کام ہے' ہم پھر ملیں گے۔"

میرا چہرہ اداس ہو گیا۔ "آج کی رات گزارنی مشکل ہو گی۔"

"میں ایک رات کے دو سو روپے لیتی ہوں!" اس نے آہستہ سے میرے کان کے نیچے سرگوشی کی اور میں چونک پڑا۔

میرا خون سرد پڑنے لگا۔ دل کی دھڑکنیں دھیمی ہونے لگیں۔۔۔۔ تو وہ ایک طوائف ہے!

نہ جانے کیا بات ہے کہ مجھے طوائفوں سے ہمیشہ نفرت سی رہی ہے' اس لڑکی کی اصلیت معلوم ہونے پر میں اپنی اس نفرت کو نہ چھپا سکا' فوراً ٹیکسی رکوائی اور پانچ روپے کا نوٹ لڑکی کی گود میں ڈالتا نیچے اتر گیا۔

اس نے نوٹ ڈرائیور کو تھمایا اور خود بھی نیچے آ گئی اور میرا بازو تھام لیا۔ "تم ناراض ہو گئے۔ چلو جو من چاہے دے دینا۔"

میں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا' یہ سمجھنے کے بعد کہ وہ کام کا بہانہ کر کے میرے جذبات کے اونچے دام وصول کرنا چاہتی تھی' مجھے اس سے کراہت آنے لگی' اس کی خوبصورتی میرے لئے یک بیک اپنی دلکشی کھو بیٹھی' اس کے بدن سے اٹھتی مہکار مجھے اپنے ذہن پر گراں محسوس ہونے لگی۔

اس نے میرا راستہ روکنا چاہا' بلامعاوضہ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئی' پھر

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خوشامدوں پر اتر آئی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور سیدھا چل دیا۔

طبیعت بدمزہ ہو چکی تھی اس لئے سیدھے گھر کا راستہ لیا۔ وہاں پہنچا تو پھاٹک پر ہری چند ایک تندرست لڑکی سے الجھ رہا تھا۔

مجھے دیکھتے ہی ہری چند خاموش ہو گیا۔ شاید وہ کافی دیر سے اس لڑکی سے جھگڑا کر رہا تھا۔ وہ لڑکی تیر کی طرح میری طرف آئی۔

"بابو تیرا نوکر بڑا کٹھور دل ہے۔" وہ سانولی سلونی لڑکی دلفریب معصومیت سے بولی۔ "میں کہتی تھی اپنے بابو کے لئے دو چار آنے کے بادام خرید لے لیکن یہ مانا ہی نہیں مجھے مارنے پر اتر آیا تھا۔ آج صبح سے میں نے دھیلے کا دھندا نہیں کیا' خالی ہاتھ گھر گئی تو میری ماتا کیا کھائے گی.... تو لے گا نا بادام میرے!"

میں نے غور سے اس لڑکی کی طرف دیکھا' جوان اور دلکش لڑکی بنجارنوں کے لباس میں تھی اس کی میلی گھاگری جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی' چولی کا حال بھی خستہ ہی تھا۔

اس کی باداموں کی ٹوکری پھاٹک کے قریب رکھی تھی۔

میں گہری نظروں سے اس الھڑ لڑکی کا جائزہ لیتا رہا پھر اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا اندر داخل ہو گیا' وہ باداموں کی ٹوکری سر پر اٹھا کر ہری چند کو منہ چڑائی میرے پیچھے آنے لگی اور ہری چند کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں سر کو جھٹکتا عقبی راستے سے رسوئی کی جانب چل دیا۔

سینما میں ملنے والی لڑکی کی اصلیت معلوم ہونے کے بعد دب جانے والے جذبات اس بار زیادہ شدت سے سر ابھار رہے تھے' میں کمروں سے گزرتا ہوا سیدھا اپنی خواب گاہ میں پہنچا۔ میرے رکتے ہی لڑکی ٹوکری سر سے اتار کر فرش پر بیٹھ گئی۔ اور سوالیہ نظروں سے میری جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ "کتنے کے دوں؟"

اس کی گھٹنوں تک اٹھی ہوئی گھاگری میں سے جھانکتا بھرا بھرا بدن میری نگاہوں کا مرکز تھا' میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ "تم صرف بادام بیچتی ہو؟"

"ہاں۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا' پھر میرا مقصد سمجھتے ہی وہ شرم سے

دوہری ہو گئی اور لجا کر نظریں جھکا لیں۔

"تم میرے ہاں نوکری کرو گی؟" میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کام کرنا پڑے گا؟" اس نے دبی دبی آواز میں پوچھا۔

"داسی بن کر رہنا پڑے گا۔" میں نے اس کے رخساروں کو چھوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو کرنا ہی پڑتا ہے بابو!" وہ نظریں نیچے کئے ہوئے بولی۔ "لوگ بادام کم خریدتے ہیں' بادام والی کے دام زیادہ پوچھتے ہیں' تیرا نوکر تو نرا بدھو ہے' میری بات ہی نہیں سمجھتا تھا۔ تو مجھے نوکر رکھ لے تو روز روز نئے نئے بابوؤں کے پاس نہیں جانا پڑے گا۔ کبھی کبھی تو مجھے بھی لاج آنے لگتی ہے تیرے گھر کے کسی کونے میں پڑ جاؤں گی۔"

"اور تیری ماتا کیا کرے گی؟" میں نے پوچھا۔

"ماتا۔!" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "وہ تو میں ہر ایک سے ایسے ہی کہتی ہوں' میری ماتا ہوتی تو مجھے گھر بٹھا کر خود بادام بیچتی' وہ بے چاری تو برسوں پہلے سرگباش ہو چکی ہے۔"

میں نے اسے فرش سے اٹھا کر اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ میری خواب گاہ میں بہت دن بعد کوئی سریلا قہقہہ گونجا تھا۔

وہ میرے بازوؤں میں تڑپی اور دور ہٹ گئی۔ "تجھے لاج نہیں آتی بابو! دن کی روشنی میں پاپ کماتا ہے۔"

اس کی اس معصومانہ شوخی پر میرا دل جھوم اٹھا۔ میں اس کی طرف لپکا اور وہ ہرنی کی طرح دوڑتی ہوئی خواب گاہ سے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہری چند سے میرا آمنا سامنا ہوا - اور میں نے اندازہ لگایا کہ بادام والی لڑکی کو روکنے پر وہ ناخوش ہے۔

"ہری چند! تم کچھ ناراض معلوم ہوتے ہو؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"نہیں بابو۔۔۔ ہم نیچی ذات والے کسی سے خفا ہوں گے؟" اس نے روکھے پن سے کہا۔

اس کے لہجے سے مجھے تکلیف ہوئی۔ "میں نے بات اسی جگہ ختم کر دی۔ اور اپنی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خواب گاہ میں آ گیا۔ چمپا شاید نہانے دھونے میں لگی ہوئی تھی۔

وہ نہا دھو کر ستارہ کے کپڑے پہن کر واپس آئی تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ نہا دھو کر اس کا رنگ نکھر آیا تھا' سلیقے سے گندھے ہوئے بالوں میں کانسی جوڑا بڑا بھلا لگ رہا تھا۔ لمبی لمبی غزالی آنکھوں میں کاجل کی ڈوریوں نے خمار اور گہرا کر دیا تھا۔

مجھے پرنام کر کے وہ فرش پر بیٹھ گئی۔ میں نے اسے اٹھا کر اپنے برابر میں بٹھا لیا۔ "پگلی نیچے کیوں بیٹھتی ہے؟؟"

"بابو۔۔۔ داسیاں تو اپنے مالک کے چرنوں ہی میں بھلی لگتی ہیں۔" اس نے لجا کر کہا۔

"تم داسی نہیں۔۔۔ اس گھر میں میرے من کی رانی بن کر رہو گی۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ حمائل کرتے ہوئے کہا۔

اس نے نگاہیں میری طرف اٹھائیں۔ "کیا میں سندر لگتی ہوں بابو!"

"پتہ نہیں' ابھی دیکھوں گا!"

"دیکھو بابو! میں کوئی بوچی نہیں ہوں' پہلے میں بھی بھلی عورت تھی' پر بھوک بڑی ظالم ہوتی ہے' میں پیٹ سے مجبور ہو کر ابھاگن ہو گئی!"

میں نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا!

طوائفوں سے نفرت ہونے کے باوجود میں چمپا سے نفرت نہ کر سکا اس کی معصومیت اور الھڑپن دیکھتے ہوئے میں اسے طوائف سمجھنے کو تیار نہیں تھا!

وہ والہانہ انداز میں مجھ سے لپٹ گئی' جذبات کا جہنم سلگنے لگا۔ وہ بھی بے قابو ہوئی جا رہی تھی' اس کا گداز بدن بل کھا رہا تھا اور میں بھی زیادہ دیر اپنی بے چینی پر قابو نہ پا سکا' میرے ہاتھوں میں بجلی کی لہر دوڑ گئی' چمپا کا چمپئی بدن اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت ظاہر ہونے لگا اور پھر میں اس میں ڈوب کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

وہ ساری رات ہم نے یونہی ایک دوسرے کے سائے میں گزاری اور جب تھکن سے میرا بدن چور ہو گیا تو میں کروٹ بدل کر سو گیا۔

نہ جانے میں کتنی دیر سوتا رہا۔ پھر کسی کی چیخ سن کر میری آنکھ کھل گئی' ہری چند میرے برابر میں سوئی ہوئی چمپا کے نیم عریاں بدن سے کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح

لپٹا ہوا تھا اور وہ بڑبڑا کر چیختے جا رہی تھی۔

میں پھرتی سے بستر سے اتر آیا' ہری چند کا چہرہ ننگے جذبات کی تمازت سے دہک رہا تھا اس کی سرخ آنکھوں میں وحشیانہ بھوک چمک رہی تھی اور وہ بڑبڑاتے ہوئے چمپا کے تڑپتے ہوئے بدن پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ "ساری رات تو میری نگاہوں کے سامنے رنگ رلیاں مناتی رہی اور میں کھڑکی سے جھانکتا رہا۔ دھرم کے ناطے تجھ جیسی سندر ناری پر میرا بھی ادھیکار ہے۔" پھر وہ زور سے چیخا۔ "باز آ جا چنڈال۔ زیادہ ہاتھ پیر مارے گی تو ٹانگیں چیر دوں گا۔"

میں چند ثانیوں تک آنکھیں پھاڑے یہ شیطانی مقابلہ دیکھتا رہا پھر ہری چند کی بڑھتی ہوئی دست درازی پر میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔ دو ٹکے کا بھکاری اپنے مالک کی آغوش پر حملہ کرنے اتر آیا تھا۔ یہ میرے لئے کھلا ہوا چیلنج تھا میں نے ہری چند کی گردن دبوچ کر اسے چمپا کے بدن سے نیچے فرش پر کھینچ لیا۔ اس نے وحشیانہ قوت سے میرے منہ پر ٹکر رسید کی اور میں چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا' پھٹے ہونٹوں سے خون بہہ بہہ کر میرے منہ میں بھرنے لگا۔

چمپا اس درندگی سے خوف زدہ ہو چکی تھی' وہ بستر پر پڑی مچلتی اور چیختی رہی' اودھر ہری چند میری گرفت سے آزاد ہو کر ایک بار پھر چمپا کے اوپر سوار ہو گیا' اس کے بدن پر رہے سہے چیتھڑے بھی نوچ ڈالے' میں اپنی شدید چوٹ سے سنبھل کر پلٹا تو ہری چند چمپا کے بدن کو بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔ میں نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ہم دونوں کے نیچے چمپا بری طرح دبی گھٹتے جا رہی تھی۔ ہری چند نے میری گرفت سے نکلنے کے لئے بہت ہاتھ پیر مارے لیکن میں اس کا نرخرا دبوچ چکا تھا۔ چند ہی سیکنڈ میں ہری چند کی غضب ناک غرابٹیں اس کے حلق میں گھٹنے لگیں۔ آنکھیں اپنے حلقوں میں سے ابلنے لگیں لیکن میری گرفت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ میں اس نمک حرام کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔

ذرا ہی دیر میں ہری چند کا بدن بے حس و حرکت ہو گیا اس کی اکڑی ہوئی زبان منہ سے باہر نکل پڑی تھی اور ابلی ہوئی سرخ آنکھوں میں خون جم گیا تھا۔ میں ہری چند کی لاش چمپا کے بدن پر چھوڑ کر الگ ہٹ گیا چمپا نے زور لگا کر ہری چند کے بے جان

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بدن کو نیچے گرا دیا اور وہ ہانپتی ہوئی میرے برابر میں آ گئی' اس کا بدن بری طرح کانپ رہا تھا۔

ہری چند کی لاش پر نظر پڑتے ہی وہ چیخ پڑی۔ "تم نے اسے مار ڈالا؟"

"ہاں۔۔۔ یہ اسی قابل تھا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"بابو!" وہ میرے سینے سے لپٹ کر رو پڑی۔

جب میرا غصہ سرد ہوا تو مجھے ہری چند کی لاش سے چھٹکارا پانے کی فکر ہوئی' وہ لاش مکان سے باہر لیجانا تو ممکن نہ تھا بس ایک ہی صورت تھی کہ اسے کسی گوشے میں دبا دیا جائے' پھر مجھے ستارہ کی قبر کا خیال آیا' وہ زمین نرم تھی اور زیادہ محنت کئے بغیر اسے دوبارہ کھودا جا سکتا تھا۔ چمپا نے میرے ساتھ مل کر گلاب کے تختوں کے درمیان وہ قبر کھدوائی اور ہم دونوں نے پوری احتیاط اور راز داری کے ساتھ ہری چند کی لاش قبر میں دبا دی۔

اس کام سے نمٹ کر مجھے خاصا اطمینان ہوا مجھے یقین تھا کہ چند ہی دن میں ہری چند کی لاش گل سڑ کر ختم ہو جائے گی۔

دوپہر میں چمپا گھر کے کام کاج میں لگ گئی اور میں اوور کوٹ پہن کر لان میں چھلی ہلکی دھوپ میں آ بیٹھا۔ تنہائی میں اپنے تازہ ترین جرم کے بارے میں سوچ کر مجھے پریشانی لاحق ہونے لگی۔ چمپا اس قتل کی چشم دید گواہ تھی' اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اب مجھے چمپا کی ناراضگی مول لینے سے گریز کرنا پڑے گا' میں نے سوچا بھلا اس سے اختلاف کی بات ہی کیا ہے' مجھے اپنی دلچسپی کے لئے کسی نوخیز لڑکی کی ضرورت تھی اور وہ بھی بادام بیچتے بیچتے تنگ آ چکی تھی۔

کچھ دیر بعد میرے سگریٹ ختم ہو گئے اور میں نیا پیکٹ لینے اپنی خواب گاہ کی طرف چل دیا ذرا دور ہی تھا کہ خواب گاہ میں کچھ آہٹیں سنائی دیں' میں دبے قدموں اس طرف بڑھنے لگا' دروازے میں گھسنے سے قبل میں نے ایک کھڑکی پر پڑے ہوئے پردے کی اوٹ سے جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چمپا جلدی جلدی کوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔ میں پریشان ہو گیا کہ وہ وہاں کیا ڈھونڈھ رہی ہے' اس کے تلاشی لینے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی چھوٹی سی چیز کی تلاش ہے۔

میں بغیر آواز پیدا کئے خواب گاہ کے دروازے میں جم کر کھڑا ہو گیا تاکہ چمپا مجھے دیکھ کر فرار نہ ہو سکے' مجھے اندیشہ تھا کہ وہ میری غفلت سے فائدہ اٹھا کر قیمتی زیورات۔۔۔ میری ستارہ کے زیورات وغیرہ سمیٹ کر بھاگ جانا چاہتی ہے۔

ڈریسنگ ٹیبل کے خانوں کی تلاشی لیتے ہوئے چمپا دروازے کی طرف پلٹی اور مجھے دیکھ کر بھونچکا رہ گئی پل بھر کے لئے اس کے چہرے پر خوف کی سیاہی آ کر گزر گئی اور وہ پھیکے پن سے ہنس دی۔

"ہری چند سے ہاتھا پائی میں میری مندری کہیں کھو گئی ہے۔" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو تمہارے ہاتھ میں کوئی انگوٹھی نہیں دیکھی تھی۔" میں نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ میں چمپا پر اپنا شبہ ظاہر کر کے اسے بھڑکانا نہیں چاہتا تھا۔

"اس مندری میں فیروزے کا نگ تھا۔" وہ جلدی سے بولی۔ "تم تو میرے بدن کے دوسرے انگ دیکھتے رہے' تمہیں کیا خبر ہو گی کہ میرے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی میں سندر سی مندری تھی۔"

میں دل ہی دل میں ہنس دیا اور بولا۔ "لیکن وہ تمہاری انگلی سے نکل کر درازوں میں تو نہ گئی ہو گی۔"

"پہلے میں نے قالین پر ڈھونڈھا۔ پھر سوچا کہ شاید تمہیں مل گئی ہو۔ تم نے کسی دراز میں ڈال دی ہو اور مجھے بتانا یاد نہ رہا ہو۔" اب وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی۔

میں نے بڑھ کر چمپا کی پیشانی کا بوسہ لے لیا۔ میں اس پر یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا کہ مجھے اس پر شبہ ہو گیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد میں نے سارا دن چمپا کو اپنی نظروں کے سامنے رکھا' میں اپنی مصیبتوں میں اضافہ برداشت کرنے کو تیار نہیں تھا' ہری چند کے قتل کے الزام میں میری گردن میں پھانسی کا پھندا پڑ سکتا تھا' اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر چمپا نے مجھے دھوکا دے کر فرار ہونا چاہا تو بے دریغ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ ایک قتل کے بعد انسانی زندگی کے بارے میں میری سوچ یکسر

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بدل چکی تھی میں خود کو محفوظ رکھنے کے لئے دوسرا خون بہانے پر پوری طرح تیار تھا۔

اس رات سونے سے قبل میں نے خواب گاہ کو اندر سے مقفل کر کے چابی فرشی قالین کے نیچے چھپا دی۔ چمپا نے تالا لگانے کی وجہ پوچھی تو میں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے مال و دولت کی کوئی فکر نہیں ہے۔ لیکن کوئی اور ہری چند میری چمپا کو چرا لے گیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

روشنی گل کرنے کے بعد ہم بستر پر آئے تو مجھے اندازہ ہوا کہ چمپا اتنی الھڑ نہیں ہے جتنی وہ نظر آتی ہے' اسے مرد اور عورت کے نازک رشتوں کے بارے میں بڑے گر معلوم تھے' کافی دیر تک میرے جذبات سے کھیلتے رہنے کے بعد اس نے سپردگی کا انداز اختیار کیا اور میں نے بے دردی سے اس کے انگ انگ کو مسل ڈالا۔ ہری چند کی "دھرم" والی بات میرے ذہن میں کانٹے کی طرح اٹک گئی تھی اور میں اپنی انا کی تسکین کے لئے ہر طرح سے اس کے چمپئی بدن کو روند رہا تھا...... یہ احساس مجھے بے حد سرور بخش رہا تھا کہ ملعون ہری چند کے دھرم کی ایک سندر اور کومل کنیا کو میں بھرشٹ کر رہا ہوں ہری چند کی ٹکر سے زخمی ہونے والے ہونٹوں کو چمپا کے جلتے ہوئے ہونٹوں سے بڑی شانتی مل رہی تھی!

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ انسان دھرم کے معاملے میں کتنا حساس ہوتا ہے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود میرے ذہن میں ہری چند کے جملوں نے آگ سی بھر دی تھی اور میں چمپا کی بجائے اپنے تصور میں ہری چند کی ہرجائی دیویوں کو دیکھ رہا تھا!

اگلے دن صبح مجھے ایک بے حد ضروری کام سے بازار جانا پڑ گیا میرے پاس آتش گیر اور تیزابی مادے خریدنے کا سرکاری اجازت نامہ موجود تھا جو میں نے اپنے پیشہ ورانہ تجربات کے لئے حاصل کر لیا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ گندھک کے تیزاب کی خاصی مقدار ہری چند کی لاش پر الٹ دینے سے وہ بہت جلد مٹی میں مل جائے گی جانے سے قبل میں نے چمپا کو بتایا کہ میں اسے ایک کمرے میں بند کر کے جاؤں گا۔

"کیا میں بھاگ جاؤں گی؟" اس نے روٹھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تو مجھ سے کہاں بھاگ کر جائے گی؟" میں نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھا کر کہا۔ "میں نے تو تیری حفاظت کے خیال سے ایسا سوچا ہے کسی نے تجھے اکیلا دیکھ لیا تو نیت

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

خراب ہو جائے گی۔"

شاید یہ بات اس کے ذہن میں آ گئی اور میں اسے اپنی آرام دہ خواب گاہ میں لے آیا۔

باہر تالا ڈالنے کے بعد جانے سے پہلے میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ چھپ کر چمپا کی حرکتیں دیکھوں...... یہ خیال اتنی تیزی سے ذہن میں آیا کہ میں پھاٹک سے واپس آ گیا اور بڑی کوشش کے بعد ایک جگہ سرکے ہوئے پردے میں سے اندر جھانکنے میں کامیاب ہو گیا۔

چمپا بستر پر بیٹھی کسی سوچ میں کھوئی ہوئی تھی اس وقت اس کے چہرے پر الھڑپن اور معصومیت کے بجائے تجربے کی گہرائی نمایاں تھی' وہ بہت سنجیدگی سے کچھ سوچ رہی تھی اس کی یہ محویت دیکھ کر میرا تجسس بڑھ گیا۔

چمپا کچھ دیر یوں ہی بیٹھی رہی' پھر آہستگی سے بستر سے اٹھی' اور الماری کے قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی' پہلے وہ اپنا عکس دیکھ کر جھکتے ہوئے انداز میں مسکراتی رہی پھر ہاتھ اٹھا کر بھرپور انگڑائی لی اور اپنے بدن سے ساڑی اتارنے لگی' ساڑھی فرش پر گرانے کی بعد چولی کی باری آئی اور وہ سر سے پاؤں تک برہنہ بڑے غور سے آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی' میرے کانوں میں تیز ہوائیں گھنے لگیں' میرا جی چاہا کہ دروازہ کھول کر اندر گھس پڑوں لیکن خود پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ میں یہ جاننے کے لئے بے چین تھا کہ چمپا اب کیا کرنے والی ہے۔

وہ بل کھا کھا کر انگڑائیاں لے کر اپنا عکس دیکھ کر خوش ہوتی رہی اور مجھے یہ سمجھنا پڑا کہ وہ پاگل لڑکی مجھ پر اپنا جادو چلا کر اپنے حسین بدن پر غرور بھری نظریں ڈال رہی ہے' شاید یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ کسی پڑھے لکھے اور باحیثیت آدمی نے اس کے جوبن کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے باداموں کی نوکری ہمیشہ کے لئے علیحدہ کرا دی تھی۔

میں حیرانی سے اس سراپا ناز کو دیکھ رہا تھا اور ذہن میں اس کے آئندہ اقدامات کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ یک بیک تیزی سے چکرائی اور پلک جھپکنے میں اس کے چکیلے بدن نے سفید ناگ کا روپ دھار لیا۔ میں بمشکل اپنی چیخ ضبط کر سکا!

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اب چمپا کی جگہ میری خواب گاہ کے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر وہی تین فٹ لمبی ناگن لہریں لے رہی تھی جسے دیکھ کر کچھ عرصہ قبل میں اپنی تجربہ گاہ میں مبہوت ہو گیا تھا اور وہ اپنے ہم نسلوں کو کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں سے نکال لے گئی تھی۔

ناگوں کی وہ سفید رانی اس وقت بھی بہت پرشوکت نظر آ رہی تھی شیشے سے پڑنے والے انعکاس میں اس کا نقرئی بدن اس طرح چمک رہا تھا جیسے اس پر چاندی کی سپوں کی تہہ جمی ہوئی ہو' بے اختیار میرے ذہن میں ماضی کی یادیں سر ابھارنے لگیں' یہ ناگ رانی واقعی میرے پیچھے لگ چکی تھی۔ کبھی وہ گمنام لڑکی بن کر میرے سامنے آئی۔ کبھی اندرلوتی بن کر میرے قربت کے مزے لوٹتی رہی اور اس بار چمپا کے الھڑ روپ میں ایک بار پھر میرے قریب آ گئی۔ مجھے تو شبہ ہونے لگا کہ سینما میں ملنے والی لڑکی شانتا کول کے روپ میں بھی یہی ناگ رانی رہی ہو گی۔ چمپا کی اصلیت سامنے آنے کے بعد میں سمجھ گیا کہ مندری کھو جانے کے بہانے وہ میری خواب گاہ میں اپنا سفید منکا ڈھونڈتی رہی ہو گی۔

میرے ذہن میں بوڑھے حیدر شاہ کے الفاظ گونجے۔ جو اس نے ناگ رانی کے بارے میں کہے تھے اور پھر میں پھریری لے کر رہ گیا' وہ سفید ناگن واقعی اتنی شدت سے مرمٹی تھی کہ روپ بدل بدل کر مجھ پر ڈورے ڈال رہی تھی!

ماضی کی یادوں کے ساتھ ہی مجھے اپنی ستارہ یاد آئی جو سفید ناگن کی قیدی تھی' اس کو رہا کرانے کے لئے مجھے ناگ بھون کی پراسرار فضاؤں میں پہنچنا تھا اور ناگ بھون جانے کے لئے مجھے سفید ناگن کی تلاش تھی۔ حیدر شاہ کی ہدایات مجھے بخوبی یاد تھیں۔ اور چمپا کی اصلیت کے اس غیر متوقع انکشاف کو تائید ایزدی سمجھتے ہوئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ چمپا پر میں یہ ظاہر نہ ہونے دوں گا کہ میں اس کا اصلی روپ دیکھ چکا ہوں' اگلا قدم اٹھانے سے پہلے سوچ بچار بہت ضروری تھی۔

ناگ رانی خواب گاہ کے فرشی قالین پر بل کھاتی' اپنا پھن اوپر اٹھا اٹھا کر مسہریوں کے نیچے اور الماری کے پیچھے رینگتی رہی اور پھر ایک گوشے میں بنی ہوئی نکاسی کی نالی کی طرف بڑھی اس نے اپنا پھن سکیڑ کر نالی میں داخل کیا اور بتدریج اس کا پورا بدن نالی

سے گزر کر میری نگاہوں سے روپوش ہو گیا...... میری خواب گاہ اب خالی رہ گئی تھی!

وہ نالی سے نکل کر جس طرف غائب ہوئی تھی' ادھر جھاڑ جھنکار پھیلے ہوئے تھے۔ میں جتنی دیر میں چکر کاٹ کر ادھر پہنچا وہ غائب ہو چکی تھی' میں ستون اور دیواروں کی اوٹ میں اسے تلاش کرتا رہا۔ لیکن وہ کہیں نظر نہ آئی۔

اب میرا وہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ ناگ رانی کی واپسی سے قبل مجھے وہاں سے نکل جانا چاہئے تھا تاکہ اسے کوئی شبہ نہ ہو سکے' میں مکان سے نکل کر بازار پہنچ گیا' میرا دماغ گم نام وسوسوں کی دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ کبھی میں خود کو موٹے موٹے ناگوں کے ہجوم میں پاتا' کبھی آسمان میں غیر مرئی سایوں کی سرسراہٹوں میں گھرا محسوس کرتا اور کبھی اپنے آس پاس سے گزرنے والی عورتوں کے روپ میں ناگ رانی نظر آنے لگتی۔

میں نے تیزاب کی بوتلیں خریدنے کا ارادہ ترک کر دیا اور چمپا کے لئے بناؤ سنگھار کا بہت سا سامان خرید کر گھر لوٹ آیا۔

خواب گاہ کا دروازہ کھولتے ہی چمپا پر نظر پڑی جو بے حجابی سے مسہری پر پڑی گہری نیند سو رہی تھی حسن پر چھائی ہوئی لاپرواہی قیامت ڈھا رہی تھی' اس کے چہرے پر ایک ایسی معصومیت چمک رہی تھی۔ میں نے چند ثانیوں تک اسے دیکھا۔ دل میں اس کی اصلیت کی جانب سے خوف محسوس ہوا لیکن نفس خوف پر غالب آ گیا۔ عورت واقعی مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے' مجھے معلوم تھا کہ چمپا کے روپ میں مسہری پر ایک خوفناک ناگن سو رہی ہے لیکن وقتی طور پر میں یہ بھول گیا اور قدم بے اختیار اس کی طرف بڑھنے لگے۔

میرے جلتے ہوئے سانسوں کی تپش اپنے دہکتے ہوئے رخساروں پر محسوس کر کے وہ دھیمے سے کسمائی اور میرے بے چین ہونٹوں کا بوجھ محسوس کر کے ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

"اف! بابو' تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" وہ اپنے چڑھتے ہوئے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

اس کے منہ سے ڈر کا لفظ سنتے ہی میں لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میرے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے ذہن میں دبا ہوا ناگ رانی کا خوف تیزی سے میرے شعور میں ابھر آیا' پھر ستارہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی' اس کی لاش پر کیا ہوا عہد یاد آیا' اور میں نے بڑھ کر چمپا کو دبوچ لیا! اس پر جھپٹنے کا جب میرا اشتعال تھا' میں اسے ہلاک کرنے کی نیت سے دانت پیس کر اس کی طرف بڑھا تھا لیکن اس کے بدن کا لمس محسوس ہوتے ہی میں جاگ اٹھا' مجھے فوراً خیال آیا کہ اس طرح اسے مارنا میرے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر وہ میرے دل میں چھپے ہوئے دشمنی کے جذبہ سے واقف ہو گئی تو ستارہ کی بازیابی مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گی۔

میرے تیور دیکھ کر وہ سٹ پٹا گئی۔ لیکن جب میں نے آنکھیں میچ کر' دانت کچکچاتے ہوئے اپنا چہرہ اس کی چھاتیوں میں چھپا لیا تو اس کے انداز میں بھی گرمجوشی آ گئی۔

اگلے روز دوپہر ڈھلے مجھے اندرونی کمرے سے چمپا کی چیخیں سنائی دیں' میں دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو وہ پچھواڑے میں کھلنے والے دروازے کی طرف گھورتی' ہذیانی انداز میں چلائے جا رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟" میں نے گھبرا کر اس سے پوچھا۔

"ناگ۔۔۔۔ ناگ! ابھی اس کمرے میں ایک بہت بڑا سفید ناگ تھا۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔ "میرے چیخنے ہی باہر بھاگ گیا۔ بابو! وہ بہت بڑا ناگ تھا۔"

چمپا کے ان الفاظ سے میں نفسیاتی طور پر بوکھلا گیا۔ پتہ نہیں' وہ یہ سوانگ کیوں رچا رہی تھی' بہرحال اسے شبہ کا موقع دیئے بغیر میں نے کہا۔ "ہاں ان اطراف میں سانپ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ آؤ۔ دوسرے کمرے میں چلو۔ وہ اب نہیں آئے گا۔"

"بابو! وہ بہت لمبا تھا' چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔" چمپا یہ کہتے ہوئے مڑ مڑ کر دیکھتی جا رہی تھی۔ "میں نے اپنی زندگی میں ایسا ناگ نہیں دیکھا۔۔۔۔ اگر میں نہ دیکھتی تو وہ۔۔۔۔ تو وہ مجھے ڈس لیتا۔۔۔۔ میری ماتا کہتی تھی کہ سانپ کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔"

"وہ ناگ تجھ سے ڈر گیا ہو گا۔" میں اس کی کمر پر دھپ مار کر بولا۔ "تو بھی تو کسی ناگن سے کم نہیں ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی زردی آ کر گزر

گئی۔ "تو میں تم کو ناگن لگتی ہوں۔"

"تو بات بات پر روٹھ جاتی ہے۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"نہیں بابو! وہ صوفے پر میرے قریب کھسکتی ہوئی بولی۔ "میری ماتا کہتی تھی کہ پرانے ناگ انسانوں کے روپ میں بھی آ جاتے ہیں۔"

"تیری ماتا بھی پگلی تھی۔۔۔۔ بھلا ناگ بھی انسان بن سکتا ہے۔" میں نے کھوکھلی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اور کیا کہتی تھی تیری ماں۔"

مجھے چمپا کے منہ سے ناگوں کی باتیں سن کر وحشت ہونے لگی تھی۔ وہ اتنی معصومیت سے بات کر رہی تھی کہ میں نے اگر اپنی آنکھوں سے اسے ناگ رانی کا روپ دھارتے نہ دیکھا ہوتا تو اس کی نادانی سے دھوکا کھا جاتا' وہ سہم جانے کی ایسی مکمل اداکاری کر رہی تھی کہ اس کی کسی بات پر شبہ کرنا محال نظر آتا تھا۔

"میری ماتا کو برا نہ کہو بابو!" وہ آزردہ ہو کر بولی۔ "میں خود ایک سپیرے کی بیٹی ہوں' میری ماں سانپوں اور ناگوں کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔"

"اچھا اب ناگوں کی بات ختم کر دے۔" میں جھلا کر بولا۔ "اگر مجھے غصہ آ گیا تو ابھی ناگ بن کر تجھے کھا جاؤں گا۔"

"اوئی ماتا۔۔۔۔!" وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ وہ بے بسی سے میری طرف دیکھتی ہوئی ڈری ڈری آواز میں بولی۔ "کیا تو سچ مچ ناگ ہے بابو!"

یہ صورت حال اتنی مضحکہ خیز تھی کہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی' حالات کی یہ ایسی ستم ظریفی تھی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی اصلیت خوب اچھی طرح جاننے کے باوجود ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے تھے!

"کیا میں تجھے ناگ لگتا ہوں۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "تیری ماتا نے ایسے ناگوں کی پہچان بھی تو بتائی ہو گی؟"

"ہاں۔۔۔۔ وہ کہتی تھی کہ جو ناگ آدمی کا روپ دھارنے کی شکتی رکھتے ہیں ان کے منہ میں سفید پتھر کی شکل کا ایک منکا ہوتا ہے اس منکے میں بھی بڑی شکتی ہوتی ہے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

وہ جس کے پاس ہو گا اس پر ناگ کا زہر اثر نہیں کرتا۔"

چمپا کے ان الفاظ پر میرے کان کھڑے ہوئے وہ کس قدر سادگی اور خوبصورتی سے منکے کا ذکر درمیان میں لائی تھی وہ یقیناً اپنا کھویا ہوا منکا حاصل کرنے کے چکر میں تھی' مکان کی ناکام تلاشی کے بعد وہ ناگ والا سوانگ رچا کر براہ راست مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہی تھی!

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ "اب ختم کر یہ رام کہانی۔۔۔۔ ورنہ میں تجھے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا جاؤں گا۔"

"تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو جی!" وہ سینہ تان کر بولی۔ "کیا میں خود تمہارے کمرے میں نہیں آ سکتی۔۔۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ ڈرپوک ہو' میں نے تو ناگ دیکھا تھا اور تم اس کا نام ہی سن کر ڈر گئے۔"

"اچھا بابا میں ڈرپوک ہوں۔۔۔ تیرا جو جی چاہے بکے جا!" میں نے اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔

"ہاں ہاں میں وہی کروں گی جو میرا من چاہے گا" وہ برابر دھونس جمانے پر تلی ہوئی تھی۔ "تم مجھے یہ بتاؤ بابو جی! کہ یہ منکا کیا ہوتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا!" میں نے رکھائی سے کہا۔

"تم جانتے ہو!" چمپا تیزی سے بولی۔ اس بار وہ اپنی اداکاری کا بھرم رکھنے میں ناکام ہو گئی تھی اس کی آواز میں پرجوش تختی اور تحکم آ گیا تھا۔ اور میں اس کی وجہ خوب سمجھ رہا تھا۔

"میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں تیز چمک کوند رہی تھی اور چہرے پر تناؤ آیا ہوا تھا مجھ سے نظریں چار ہوتے ہی وہ ہنس پڑی اور اس کے چہرے پر ایک بار پھر سادگی نے ڈیرے ڈال دیئے۔

"بابو' تم برا مان گئے!" وہ میرے قدموں میں بیٹھ کر منانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "دیکھو نا' میں ایک سپیرے کی بیٹی ہوں' مجھے سانپوں کے بارے میں جاننے کا شوق ہے' میری ماں کو جیون نے مہلت ہی نہیں دی کہ وہ ساری باتیں مجھے سکھاتی۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ تم بہت کچھ جانتے ہو پر کسی کارن مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔"

میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ خون یک بیک جوش مارنے لگا۔ وہ مجھے بالکل ہی بدھو سمجھ رہی تھی' میں اس کو اپنے سے دور جھٹک کر کھڑا ہو گیا اور غصہ سے کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہاں' ناگ رانی میں بہت کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔ تو مجھے اتنا الو سمجھتی ہے کہ اپنا منکا نکال لے جائے گی۔ اب تیرا کھیل ختم ہو گیا۔"

میرے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی چمپا کا رنگ بدل گیا۔ اس کے منہ سے ایک خوفناک پھنکار نکلی۔۔۔ یہ وہی آواز تھی جو حیدر شاہ کے ہاتھوں میں گرفتار اندراوتی کے ہونٹوں سے نکلی تھی۔ چمپا کسی غضب ناک سانپ کی طرح تیزی سے پھنکارے جا رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں سے نکلتی آواز سن کر ایک ثانیہ کے لئے میں لڑکھڑا گیا۔ میرے غیر ضروری جوش نے کام بگاڑ دیا تھا' مجھے نظر آ رہا تھا کہ ایک لمحہ بھر میں چمپا سفید ناگن کا روپ دھار کر میرے قبضہ سے نکل جائے گی' اس پر قابو پا کر ناگ بھون جانے اور ستارہ کو وہاں کی ہولناک قید سے نجات دلانے کے سہانے اور فرحت انگیز سپنے بکھرتے نظر آ رہے تھے۔

چمپا کے فرار کا اندیشہ محسوس ہوتے ہی میرے بدن میں بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ ساری کیفیت چند سیکنڈ میں گزر گئی۔ اس دوران میں چمپا کے چہرے پر غیظ و غضب کی پرچھائیاں ناچنے لگی تھیں' وہ انسانی آواز بھول کر اپنی اصل آواز میں پھنکاریں مار رہی تھی اور اس کا بدن بڑی تیزی سے ایک نئے روپ میں ڈھل رہا تھا۔ میں نے لپک کر اس کے بال جکڑ لئے۔

چمپا نے اپنی سرخ ہوتی ہوئی خوف ناک آنکھیں میری طرف اٹھائیں' لمحہ بھر کے لئے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا لیکن مجھے اطمینان تھا کہ ناگ رانی کا منکا میرے پاس ہے اور وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی میں نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت اور مضبوط کر لی۔

اس کا بدن بری طرح مچل رہا تھا جڑے ہوئے پتلے پتلے ہونٹوں کے درمیان سے ہولناک پھنکار اور سیٹیوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"ناگ رانی! آج تو بچ کر نہ نکل سکے گی!" میں نے اس کے بالوں کو تیزی سے جھٹکا دے کر کہا۔ مجھ پر غصہ اور خوف سے ملی جلی کیفیت طاری ہو چلی تھی۔

جواب میں وہی بگڑی ہوئی پھنکاریں سنائی دیں۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مجھے خیال گزرا کہ شاید روپ بدلتے وقت ناگ رانی' انسانی زبان بولنے سے معذور ہو جاتی ہے۔ اس کی آوازوں سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سانپوں کی آواز میں کچھ کہہ رہی ہے لیکن میں اس کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ حیدر شاہ کی رگفت میں پھنس کر بھی اندراوتی یا ناگ رانی کی یہی حالت ہوئی تھی جس میں وہ اس وقت میرے سامنے مبتلا تھی۔

مجھے حیدر شاہ کی بتائی ہوئی آیات یاد آئیں' بے اختیار میرے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور میں نے مقدس کلمات دہرانے شروع کر دیئے۔ حیدر شاہ نے مجھے وہ کلمات بتانے کے بعد سختی سے حکم دیا تھا کہ میں کسی اور کو ان کا علم نہ ہونے دوں اور اس وقت میں بھی ان فقروں کی پرجلال تاثیر سے ناواقف تھا لیکن جونہی میں نے رہائی کی جان توڑ کوشش میں مصروف چمپا کو گھورتے ہوئے ان کا ورد شروع کیا اس کی آنکھوں سے اضمحلال جھانکنے لگا۔ بدن کی جنبشیں دم توڑ گئیں' اس کے چہرے پر سیاہی مائل زردی پھیل گئی۔

اپنے عمل کا یہ حوصلہ افزا نتیجہ دیکھ کر میری منتشر ہوتی ہوئی اعصابی قوتیں بحال ہونے لگیں' مجھے بے اختیار دادا جان مرحوم سے سنی ہوئی ایک بات یاد آئی' ایک بار انہوں نے مجھے جنوں اور پریوں کی کہانی سناتے ہوئے بتایا تھا کہ اللہ ہر قسم کی مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے غیبی ذریعوں سے اپنے بعض بندوں کو اسم اعظم سکھا دیتا ہے اور ان پر ہیبت جلالی کلمات کی قوت کے سامنے شیطانی قوتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہونے لگا کہ حیدر شاہ کوئی غیبی فرشتہ تھا جو تائید ایزدی کی صورت میں مجھے ناگ رانی کے حسین فریب سے بچانے دھرتی پر اتر آیا اور مجھے اسم اعظم سکھا کر چلا گیا۔

جس وقت میں نے اس مقدس ورد کو ختم کیا تو چمپا بالکل ساکت ہو چکی تھی اس کی آنکھوں میں الم ناک ویرانی امڈ آئی تھی اس کے بشرے سے مایوسی ٹپک رہی تھی' یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نئی سہاگن کی مانگ پہلی ہی رات اجاڑ دی گئی ہو۔

میں اس کے بالوں کو ہاتھ میں جکڑے' اسے اندرونی کمرے میں لے گیا اور وہاں سے قینچی اٹھا کر چمپا کے سر پر باریک باریک سیاہ ناگنوں کی طرح لہراتی زلفوں کو کاٹ لیا'

بال کٹتے ہی چمپا نے ایک تیز پھنکار ماری' اس کی کٹی ہوئی زلفیں میرے ہاتھ میں رہ گئیں اور وہ پلک جھپکتے میں سفید ناگن کے روپ میں آ گئی۔

اب چمپا کی جگہ فرش پر لحیم شحیم سفید ناگن بل کھا رہی تھی اس وقت میرے وجود میں نہ جانے کون سی قوت سمٹ آئی تھی کہ میں پھریری آ جانے کے باوجود اس سے زیادہ خوف زدہ نہ ہوا۔ وہ فرش پر اپنا چوڑا چکلا پھن بڑی بے چینی کے عالم میں پٹک رہی تھی۔ اچانک ایک تیز جھٹکے سے اس نے اپنا پچیس تیس فٹ لمبا جسم کمرے میں لہریئے کی شکل میں پھیلا دیا۔ اور تیز پھنکاریں مارتی میری طرف لپکی۔ میں اس نئے حملے سے یک بیک خوف زدہ ہو گیا اور تیز چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

ناگ رانی فرش پر رینگتی تیزی سے میرے قریب آئی اور اپنا نچلا دھڑ میری ٹانگوں پر لپیٹنے لگی۔ یہ ناگہانی افتاد میرے لئے ناقابل برداشت تھی موت آنکھوں کے سامنے منڈلانے لگی۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ میری ٹانگوں پر لپٹ کر اپنی بے انداز وحشیانہ قوت سے میری پنڈلیوں کی ہڈیاں توڑ ڈالے گی۔۔۔۔ میں ایسے سانپوں کے بارے میں سن چکا تھا جو صرف دودھ پینے کے لئے گائے بھینسوں کی پچھلی ٹانگوں سے لپٹ کر ہڈیاں توڑ ڈالتے ہیں اور اب سفید ناگن کے ہاتھوں مجھے اپنا یہ حشر سامنے نظر آ رہا تھا۔

حیدر شاہ نے منکا دیتے ہوئے جو الفاظ کہے تھے' وہ مجھے یاد آئے... منکا ہوتے ہوئے میں ناگ رانی کے زہر سے تو ضرور محفوظ تھا۔ لیکن اگر وہ اپنی جسمانی قوت سے کام لے کر میری پنڈلیاں اور پسلیاں چور چور کر دیتی تو میں زندہ رہنے کے باوجود مردوں سے بدتر ہوتا' اپنی اس معذوری کا تصور کرتے ہی میں بوکھلا اٹھا اور تڑپ کر اپنی ٹانگیں ناگ رانی کے لپٹے ہوئے بدن سے آزاد کرا لیں.... اس نے اپنا پھن میرے منہ پر مارا۔ میں نے اس کی زبانوں' سلگتی ہوئی باریک زبانوں کی کلبلاہٹ اپنے رخسار پر محسوس کی' ایک ہلکی سی چبھن ہوئی اور میں تیزی سے زمین سے اٹھ گیا۔

موت کو اپنے سے اتنے قریب پا کر میں اپنی تمام تر قوتوں سے کام لے کر اس موذی ناگن کو ختم کر دینے کے ارادے سے پلٹا.... وہ بڑے پرسکون انداز میں میرے اور کھلے ہوئے دروازہ کے درمیان پورے فرش پر کنڈلی مارے بیٹھی تھی اس کا سفید پھن فضا میں لہرا رہا تھا' وہ بڑے اطمینان سے اپنی سرخ زبانیں نکال کر ہلکی ہلکی پھنکاریں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مار رہی تھی۔

اس کا پرسکون انداز دیکھ کر میں کانپ اٹھا۔۔۔ شاید اسے یقین تھا کہ اب میں اس سے نہ بچ سکوں گا! وہ فرش کے بڑے حصے پر کنڈلی مارے دھیمے دھیمے لہریں لے رہی تھی' چمپا کے سر سے کٹی ہوئی زلفیں ابھی تک میرے بائیں ہاتھ میں دبی ہوئی تھیں اور داہنے ہاتھ میں قینچی موجود تھی۔۔ میں نے فوراً قینچی کے دونوں پھل کھولے اور انہیں تان کر احتیاط سے ناگ رانی کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔ آخری' اور فیصلہ کن معرکے کے لئے۔۔۔۔۔!

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میرے ہاتھ میں دبی ہوئی قینچی کے چمکدار پھل اور میرا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ پرسکون ناگن یک بیک گھبرا گئی۔ اس نے فضا میں اپنا پھن دو تین بار تیزی کے ساتھ لہرایا اور پھر منہ سے دبی دبی پھنکاریں نکال کر' اپنا پھن فرش پر مسلنے لگی!

میرے قدم ٹھہر گئے' نگاہوں میں حیرت امڈ آئی۔ ناگ رانی کے رویہ میں بے چارگی بسی ہوئی تھی۔ مجھے معاً حیدر شاہ کے الفاظ یاد آئے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ناگ رانی دل سے مجھے چاہنے لگی ہے اور مقدس الفاظ کی ادائیگی کے بعد جب میں اس کے سر کے بال اپنے قبضہ میں کر لوں گا تو وہ بالکل مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔

اوسان بحال ہوتے ہی میرے ذہن پر سے خوف کی دھند چھٹ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ ناگ رانی نے میرے جسم سے لپٹ کر اور میرے رخسار کو اپنی سلگتی ہوئی زبانوں سے چوم کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہا تھا جس سے میں بلاوجہ خوف زدہ ہو گیا تھا!

میں نے قینچی ایک طرف ڈال دی اور ناگ رانی کا چمکیلا جسم پرسکون انداز میں آخری ہلکورا لے کر ساکن ہو گیا۔ اس کا پھن ابھی تک فرش پر پڑا ہوا تھا۔

ناگ رانی اب میرے قبضہ میں آ چکی تھی۔ میں لمحہ بھر میں خود کو بے حد توانا اور خوش قسمت سمجھنے لگا۔ ہولناک قوتوں کی مالک' وہ جہنمی مخلوق اب میرے اشاروں پر ناچنے پر مجبور تھی۔ میں نے اس پر اپنی گرفت آزمانے کا ارادہ کرتے ہوئے دل میں سوچا۔ "ناگ رانی۔ تو فوراً چمپا کے روپ میں آ جا!"

اس نے میرے خیال کی لہریں پڑھ کر تیزی سے فرش پر لوٹ لگائی اور اس کا پورا جسم چمکیلی دھند میں بدل کر میری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ پلک جھپکتے میں اس دھند نے انسانی ہیولے کا روپ دھار لیا اور چمپا اس سفید ناگن کی جگہ آ موجود ہوئی۔

یہ دیکھ کر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ایک غیر انسانی قوت میرے قبضہ میں آ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

چکی تھی!

"بڑے ظالم ہو تم۔" چمپا نے تھکی تھکی آواز میں زبان کھولی۔

اس کی آنکھوں میں غم ناک اداسی ناچ رہی تھی اور سر کے بال کٹے ہوئے تھے۔ اس الھڑ لڑکی کی خوبصورتی پر بالوں کے کٹ جانے کے باعث بدنما داغ آ گیا تھا۔

"چمپا۔" میں اس کی طرف بڑھا۔ "تمہارے بال مجھے برے لگ رہے ہیں۔"

"تم میرے بالوں کی سندرتا چھین چکے ہو!" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کی ویران نگاہیں میرے بائیں ہاتھ میں دبی سیاہ زلفوں پر جمی ہوئی تھیں۔ "یہ بال مجھے لوٹا دو' میری سندرتا لوٹ آئے گی۔ میں تمہاری راتوں کو خوشیوں سے بھر دوں گی' یہ مجھے دے دو۔"

غیر ارادی طور پر ان بالوں پر میری گرفت سخت ہو گئی۔ "ان بالوں کے ساتھ میں نے تمہاری شکتی بھی چھین لی ہے چمپا رانی۔" میں نے فخریہ لہجے میں کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ اب تم جب بھی انسان کا روپ دھارو گی یہ عیب موجود رہے گا لیکن میں یہ بال تمہیں نہ لوٹا سکوں گا۔" یہ کہتے ہوئے میں نے اس کے گداز بدن کو اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیا۔ میرے جسم کا لمس محسوس کرتے ہی اس پر عجیب سی مستانہ کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ میں پوری قوت سے کلم لے کر اس کے نازک اور گدرائے ہوئے بدن کو مسلتا رہا اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔ وہ لذت آمیز انداز میں ہولے ہولے کراہ رہی تھی۔ اس کی زبان سے بے معنی جملے نکل رہے تھے اور اس کا بدن کانپنے لگا تھا۔ وہ پوری طرح میرے جسم میں سما جانے کو بے چین ہو رہی تھی۔ آخر مجھ سے بھی صبر نہ ہو سکا۔ میں اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹے صوفے پر ڈھیر ہو گیا اور دیوانوں کی طرح اس کے بدن سے کپڑے نوچنے لگا اس نے بدن ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

اور عین اس وقت جب میں چمپا کے روپ میں ناگ رانی کے وجود میں پوری طرح گم تھا۔ سرور اور نشاط کی کیفیت ناقابل بیان تھی اور وہ ان لمحوں کی لذت میں ڈوبی کسک سے بے تاب ہوئی جا رہی تھی' میں نے اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے بال فرش پر ڈال دیئے اس وقت میرا دماغ ماؤف ہو چلا تھا اور حسین چمپا کے سوا میں ہر چیز کو فراموش کر چکا تھا۔

اچانک وہ تڑپ کر میری سخت گرفت سے نکل گئی۔ مدہوشی میں مجھے یہ خیال گزرا کہ وہ میرے بڑھتے ہوئے وحشیانہ حملوں سے گھبرا گئی ہے۔ میں نے پھر اس پر ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن وہ کروٹ بدل کر صوفے سے فرش پر گری اور وہاں پڑے ہوئے اپنے بالوں پر ہاتھ مارا۔ یہ دیکھتے ہی میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

ناگ رانی بڑی چالاکی سے میرے قبضہ میں آ کر نکلی جا رہی تھی۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں میرے ذہن نے فیصلہ کیا اور میں جست لگا کر فرش سے اٹھتی ہوئی ناگ رانی پر جا پڑا۔ میرا بوجھ پڑتے ہی وہ بے اختیار چیخ پڑی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے زلفیں چھین لینی چاہیں۔ اس کا بدن میرے نیچے آہستگی سے کسمسایا اور میرے بدن پر کروڑوں چیونٹیاں سنسنانے لگیں۔ وہ ایک بار پھر مجھے اپنے بدن کی لذتوں میں ڈبو کر مفلوج کر دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں نے اس کے ہاتھ سے بال چھین لینے چاہے لیکن اس نے بھی جان کی بازی لگا رکھی تھی۔ وہ ایک طرف بالوں کو میرے ہاتھ سے چھڑا لینے کی جان توڑ کوشش کر رہی تھی' دوسری طرف اپنے بدن کے ارتعاش سے مجھے کمزور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ معاً اس نے ایک ایسی حرکت کی کہ میں فوراً ہی اپنے دماغ پر قابو نہ پا لیتا تو بالوں پر میری گرفت کمزور پڑ جاتی۔ چمپا ہر لحاظ سے تجربہ کار عورت تھی' وہ خوب جانتی تھی کہ مرد کی کیا کمزوریاں ہوتی ہیں۔ میں نے پھرتی لے کر اپنا دھڑ اس سے علیحدہ کر لیا اور ایک جھٹکا دے کر اس کی گرفت سے بال چھین لینے چاہے لیکن پھر بھی کچھ بال اس کے ہاتھ میں دبے رہ گئے اور میں اس پر سے ہٹ گیا۔ اس کی دست درازیوں نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔

چمپا نے ہلکی سی چیخ مار کر باقی ماندہ بال چھوڑ دیئے۔ میں نے وہ بھی اپنے قبضہ میں لے لئے اور پھر جنون کے عالم میں اس پر ٹوٹ پڑا۔ میں اسے بتا دینا چاہتا تھا کہ مرد ہر حالت میں مرد ہوتا ہے اور جب وہ اپنے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے تو بڑی بڑی کھلاگ ناریوں کی چیخیں نکل پڑتی ہیں۔

وہ جس قدر چیخ رہی تھی میں اسی قدر فرحت محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت میری وحشیانہ جبلت پوری طرح جاگ پڑی تھی اور جب چمپا کو ان کرب ناک لمحوں سے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نجات ملی تو وہ بدحال ہو چکی تھی اور بری طرح ہانپ رہی تھی۔

میں نے اسے سہارا دے کر فرش سے اٹھایا اور اس کی زخمی کنپٹیوں پر دوا لگانی چاہی لیکن وہ بے چین ہو گئی۔ "میں تم سے نہیں جیت سکتی۔ مجھے شما کر دو سلطان جی! میرے زخم خود بھر جائیں گے۔ ناگوں کا علاج صرف جنگلی بوٹیاں ہی کر سکتی ہیں.... اب مجھے جانے دو! تمہاری آگیا بنا اب میں کچھ نہیں کر سکتی' کچھ بھی تو نہیں کر سکتی۔"

وہ روہانسی ہو گئی اور میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے بال میرے قبضہ میں تھے اور میں غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اچانک مجھے ستارہ یاد آئی۔ وہ ہولناک رات یاد آئی جب میں نے ستارہ کے بے جان بدن کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا لیکن سیاہ سانپ کے زہر کی ہلکی نیلاہٹ میں ڈوبا ہوا جسم بالکل ساکت رہا تھا۔ ستارہ۔ جو میری ایک آواز پر گہری نیند سے بیدار ہو جاتی تھی' اس رات میری دیوانگی میں ڈوبی چیخوں کے باوجود موت کی بھیانک آغوش میں طویل نیند کے مزے لے رہی تھی۔

میرے دل میں ہوک سی اٹھنے لگی۔ ستارہ کو میں نے مردہ سمجھ لیا تھا لیکن وہ زندہ تھی۔ میں سنگدل ناگ رانی پر قابو پا چکا تھا جس نے رقابت کے باعث ستارہ کو ناگ بھون کی نامعلوم دنیا میں قید کر دیا تھا۔ بے اختیار میرا دل چاہا کہ اس وقت ناگ رانی کو طلب کر کے ناگ بھون کی بات چھیڑوں لیکن مصلحت کا خیال کر کے یہ ارادہ ترک کر دینا پڑا۔

وہ رات میں نے ستارہ کی یاد میں کروٹیں بدل بدل کر گزاری۔ اپنا آرام دہ بستر مجھے کانٹوں کی سیج معلوم ہو رہا تھا جس پر مجھے کسی پہلو قرار نہیں تھا۔

جب رات کی دیوی اپنی آغوش میں گناہوں کی پرورش کے بعد' اپنی آوارہ زلفیں سمیٹنے لگی۔ اور صبح کا بانکا دیوتا مشرقی پہاڑوں کی اوٹ سے اپنی دہکتی ہوئی آنکھ سے گناہوں کی دھرتی کو گھورنے لگا تو میں نے بستر چھوڑ دیا۔ گرم پانی کے شاور کے نیچے نہاتے ہوئے مجھے بالکل احساس نہ تھا کہ آنے والا وقت میرے لئے کس قدر کٹھن اور روح فرسا ہے۔

میں برآمدہ میں پھیلی ہوئی دھوپ میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا اور میرا ذہن نامعلوم

فضاؤں میں اڑ رہا تھا کہ پھاٹک پر ہارن کی آواز سنائی دی۔ میں چونک پڑا۔ بھلا یہاں مجھ سے ملنے کون آ سکتا تھا۔

طویل راہداری عبور کر کے میں نے پھاٹک کھولا تو حیران رہ گیا۔ انسپکٹر ہیرس اپنے پانچ مسلح ماتحتوں سمیت سرکاری جیپ سے اتر چکا تھا۔ ان سب کے تیور خراب تھے۔ بے اختیار میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"مسٹر محمد سلطان خاں۔" انسپکٹر ہیرس نے اپنی نیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ کر پوچھا۔

"جی فرمایئے.... مم.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔" انسپکٹر ہیرس نے سرد لہجہ میں کہتے ہوئے اپنے اوورکوٹ کی اندرونی جیب سے دو وارنٹ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آپ اس وقت میری حراست میں ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے قتل عمد کے سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔"

اس کے الفاظ ہتھوڑوں کی طرح میرے دماغ پر گرے اور نگاہوں کے سامنے لمحہ بھر کے لئے اندھیرا چھا گیا۔ وہ کہے جا رہا تھا۔ "ایک آپ کا ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری ہے اور دوسرا مکان کی تلاشی کا وارنٹ ہے.... آپ شکل و صورت سے تعلیم یافتہ لگتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم سے حقائق چھپانے کی کوشش نہیں کریں گے اور اپنے مکان کی تلاشی میں ہماری مدد کریں گے!"

"وارنٹ!" میرے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ "میں بے گناہ ہوں' میں نے کوئی قتل نہیں کیا۔"

"آپ کو عدالت میں صفائی کا پورا موقع ملے گا۔ ہری چند کے قتل کی تفتیش اس وقت میرے سپرد کی گئی ہے اور میں اپنے ناخوشگوار فرائض پورے کرنے پر مجبور ہوں۔" ہیرس کے نوکیلے الفاظ میرے ذہن کو ادھیڑتے جا رہے تھے۔

شاید میرے کسی نادیدہ دشمن نے ہری چند کے قتل کے بارے میں پوری تفصیلات انسپکٹر ہیرس تک پہنچا دی تھیں کیونکہ اس نے بنگلہ میں گھستے ہی لان پر گلاب کے تختوں کا رخ کیا۔ جہاں ہری چند کی لاش دفن تھی۔ اس نے مجھ سے اس مقام کی نشان

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دہی کے لئے کہا لیکن میں نے بالکل لاعلمی ظاہر کی اس وقت میری معمولی سی لغزش مجھے پھانسی کے پھندے تک لے جانے کے لئے کافی ہوتی۔

انسپکٹر کے ماتحتوں نے مجھے بندوقوں کی زد میں لے لیا اور وہ خود اپنے ماتحتوں کے ساتھ محدب شیشہ سے لان کے مختلف حصوں کا معائنہ کرنے لگا۔

لاوارث ہری چند کا قتل اور پھر اس کی تدفین اتنی رازداری کے ساتھ عمل میں لائی گئی تھی کہ یہ راز افشا ہونا میرے نزدیک ناممکن تھا۔ میں اس نئی افتاد کے بارے میں سوچتا رہا اور پریشان ہوتا رہا پھر بھی میں نے آخری سانس تک اپنا دفاع کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اپنے لان سے ہری چند کی لاش برآمد ہونے کے بعد بھی میں اس سے اپنی لاتعلقی ظاہر کر کے پھانسی کے پھندے سے بچ سکتا تھا۔ صرف چمپا یا ناگ رانی اس واقعہ کی چشم دید گواہ تھی اور وہ پوری طرح میرے قبضہ میں تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میری مرضی کے خلاف زبان بھی نہ ہلا سکے گی اور اگر اس مرحلہ پر بھی بدقسمتی آڑے آئی اور ناگ رانی میری مخالفت پر کمربستہ ہو ہی گئی تو ایک شہادت پر مجھے دنیا کی کوئی عدالت پھانسی نہیں دے سکتی تھی۔ رہ جاتیں واقعاتی شہادتیں..... تو ان کا سراغ لگانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکا تھا۔

انسپکٹر ہیرس دو بجے تک پورے مکان کا جائزہ لے چکا تھا۔ اس نے کئی جگہ گلاب کے تختے بھی ادھڑوا ڈالے جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ اطلاع دینے والے نے ہیرس کو یہی بتایا ہو گا کہ ہری چند کی لاش گلاب کی کیاریوں میں دفن کی گئی ہے۔

اس دوران میں وہ تین مرتبہ ٹھیک اس مقام پر بھی پہنچا جہاں منوں مٹی کے نیچے ہرچند کی لاش دبی ہوئی تھی لیکن اسے اس مقام پر کوئی شبہ نہ ہو سکا کیونکہ میں نے پانی ڈال کر مٹی اس طرح دبا دی تھی کہ گہری نظر سے دیکھنے پر بھی شبہ ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

تھک ہار کر ہیرس میرے پاس لوٹ آیا۔

"مسٹر سلطان! ہم جلد یا بدیر وہ لاش ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔" اس نے اپنے نئے سگار کا گوشہ توڑتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہو گا کہ آپ ہی اس کی نشاندہی کریں۔ اس طرح آپ حوالات کی ان پریشانیوں سے بچ سکیں گے جن کا آپ تصور بھی نہیں کر

سکتے۔"

اس کا لہجہ سپاٹ تھا لیکن میں دل ہی دل میں کانپ کر رہ گیا۔ وہ بہت شریفانہ الفاظ میں مجھے شدید قسم کی ایذا رسانی کے امکانات سے باخبر کر رہا تھا۔

"میں کچھ نہیں سمجھ سکا انسپکٹر کہ آپ کس ہری چند کا تذکرہ کر رہے ہیں.... یہاں آپ کو کوئی لاش نہیں مل سکے گی.... یہ سارا گورکھ دھندا کسی غلط فہمی کی پیداوار ہے۔" میں نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

میرے الفاظ پر ہیرس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے۔ "خوب! تو مجھے آخری حربہ بھی آزمانا ہی پڑے گا۔"

اس کے ان الفاظ سے حقارت کی بو آ رہی تھی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید وہ اسی وقت مجھ پر تشدد کی ابتدا کر دے گا لیکن اس کو اپنے ماتحتوں کی طرف متوجہ دیکھ کر میری جان میں جان آئی۔

دو آدمی جیپ لے کر لوٹ گئے اور ہیرس مجھے بقیہ تین آدمیوں کی نگرانی میں دے کر ایک بار پھر لان میں سر کھپانے لگا۔

اس وقت میں اپنے آپ پر بڑی حد تک قابو پا چکا تھا اور دلچسپی کے ساتھ ہیرس کو ادھر ادھر بھٹکتے دیکھ رہا تھا۔ وہ جس قدر پریشان ہو رہا تھا۔ مجھے اپنے کام کی پختگی پر اسی قدر خوشی ہو رہی تھی۔

چار بجے کے قریب جیپ کے ذریعہ گئے ہوئے اس کے دونوں ماتحت واپس لوٹ آئے اور میں جیپ کی پچھلی سیٹ پر نظر پڑتے ہی پریشان ہو گیا۔ انسپکٹر ہیرس کی فتح مند اور مسکراتی ہوئی نگاہیں اس خونخوار اور قد آدم کتے پر جمی ہوئی تھیں جو جیپ کی پچھلی سیٹ پر چوکنے انداز میں ہانپ رہا تھا' اس کے چوڑے چکلے جبڑے سے باہر لٹکی گز بھر کی زبان کے دونوں سروں پر نوکیلے دانت چمک رہے تھے۔

وہ کتا وہ آہنی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا' جیپ رکتے ہی اس نے انسپکٹر ہیرس کی طرف منہ اٹھا کر نتھنے سکیڑے اور حلق سے باریک سی آوازیں نکالنے لگا۔ اسے لانے والوں نے زنجیروں کے آخری سرے پر لگے ہوئے ہک کلائیوں میں پھنسائے اور وہ کتا اچھل کر نیچے آ گیا۔ پیر زمین سے لگتے ہی وہ دم ہلاتا انسپکٹر ہیرس کی طرف جھپٹا اور وہ

دونوں بھی اسے نہ روک سکے۔ کتے کے ہمراہ ہیرس تک کھنچے چلے گئے۔

ادھر وہ گورا انسپکٹر اپنے قدموں میں لوٹتے ہوئے خونخوار کتے پر محبت سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور ادھر مجھ پر سراسیمگی چھانے لگی تھی۔ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ بیش قیمت کتا مخصوص بو کے سہارے کسی بھی مقام کی نشاندہی کرانے کے لئے استعمال ہوتا ہوگا اور اب ہیرس کا اشارہ پاتے ہی وہ لمحہ بھر میں ہری چند کی قبر اپنے پنجوں سے ادھیڑ ڈالے گا۔ لاش برآمد ہوگی اور اعتراف جرم کرانے کے لئے مجھ پر تشدد کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

اور یہی ہوا۔ ہیرس نے کتے کو پچکارنے کے بعد چند اشاروں اور مہمل فقروں کی مدد سے کچھ سمجھایا اور کتا دم ہلاتا رہا۔ پٹے سے زنجیر کھلنے کے بعد اس نے فضا میں منہ اٹھا کر چاروں طرف کچھ سونگھنا شروع کیا اور کسی نتیجے پر پہنچتے ہی غصیلے انداز میں بھونکتا ایک طرف دوڑ پڑا۔ بے اختیار میرے بدن کے مساموں سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ پڑا۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ وہ ہتھکار کتا سیدھا باڑھے گلاب کے اسی تختے کی جانب دوڑ رہا تھا جس کے نیچے نمک حرام ہری چند کی بچی کھچی ہڈیاں دبی ہی تھیں! آزاد زندگی اور زنداں کی پریشانیوں میں چند لمحوں کا فاصلہ رہ گیا تھا اور میرے اعصاب پر ہیجان انگیز تناؤ چھا گیا تھا۔

معاً میرے ذہن میں ایک زبردست خیال کوندا اور میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو وہاں آنے اور کتے کو ہری چند کی قبر کے قریب پہنچنے سے روکنے کا حکم دیا۔ میرے سوچنے کی دیر تھی کہ ہری چند کی قبر کے قریب والے پودوں میں ناگ رانی کا جھلملاتا ہوا نقرئی بدن نظر آیا۔ ایک تیز پھنکار مار کر آگے کو لپکی اور گلاب کے اس تختے سے کچھ دور ہی خونخوار کتے کے راستے میں پھن اٹھا کر کھڑی ہو گئی اس کے آتے ہی کتے کے قدم زمین پر جم کر رہ گئے اور وہ ناگ رانی کی طرف منہ اٹھا کر پوری قوت سے بھونکنے لگا۔ انسپکٹر ہیرس اور اس کے پانچوں ماتحت بھی اس عجیب واقعہ پر سراسیمہ سے ہو گئے' انہوں نے تشویش آمیز نظروں سے میری جانب دیکھا۔ لیکن میں ان سے بظاہر لاپرواہ نظر آ رہا تھا اور پرشوق نگاہوں سے اپنی زیر کی ہوئی ایک غیر انسانی مخلوق کا کارنامہ دیکھ رہا تھا۔

انسپکٹر ہیرس اور اسکے ماتحت ناگ رانی کی غیر معمولی جسامت' لمبائی اور وجاہت سے بے حد گھبرا چکے تھے اور غیر ارادی طور پر کھسک کر ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے' ان کی پھٹی پھٹی آنکھیں ناگ رانی پر جمی ہوئی تھیں جو بڑے چوکنے انداز میں کتے کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی تھی۔

اس کتے نے بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا ساتھ ہی ناگ رانی پینترے بدل بدل کر اس پر پھن مار رہی تھی۔ لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ کتے کو محض پسپائی پر مجبور کر رہی ہے ورنہ وہ پل بھر میں اسے ڈس سکتی تھی۔ میری ہدایت کے مطابق وہ کتے کو ہری چند کی قبر سے دور رکھنے پر ہی اکتفا کر رہی تھی۔

انسپکٹر ہیرس کی نگاہوں میں میرے لئے خوف اور حقارت کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں' میں نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا' نگاہیں چار ہوئیں اور ہیرس بوکھلا کر عمارت کی جانب دیکھنے لگا.... شاید وہ یہ اندازہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ناگ رانی کے حملہ آور ہونے کی صورت میں قریب ترین پناہ گاہ کہاں ہو سکتی ہے۔

ہیرس کے کتے نے کئی بار ناگ رانی سے کترا کر ہری چند کی قبر کی جانب لپکنا چاہا لیکن پراسرار قوتوں کی مالک' اس ناگن کو جل دینا ایسا آسان نہیں تھا۔ وہ کتے کے حربوں کو ناکام بنانے کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے پر بھی مجبور کر رہی تھی اور وہ کتا اپنی ناکامی پر بری طرح جھلایا ہوا تھا' اس کی خونخوار غراہٹوں سے ہی خوف آ رہا تھا' اس کے منہ سے بری طرح جھاگ اڑ رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ آج وہ ناگ رانی پر حاوی نہ آ سکا تو سب سے پہلے اپنے سامنے پڑنے والے اجنبی کا نرخرا چبا ڈالے گا اور اس وقت اس مقام پر ہیرس اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ صرف میں ہی اس خون آشام کتے کے لئے اجنبی تھا۔

ابھی میں کتے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہیرس نے سہمی ہوئی آواز میں مجھے مخاطب کیا۔

""مسٹر سلطان! کیا یہ ناگ پہلی بار نظر آیا ہے؟"" اس کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

""نہیں۔ اکثر نظر آتا رہتا ہے۔"" میں نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔ ""ذرا

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

اندھیرا ہو لینے دیجئے' یہ پورا لان آپ کو بھانت بھانت کے سانپوں سے بھرا نظر آئے گا۔"

"اوہ خدا۔" وہ سر کو تھام کر چیخا اور تیزی سے کلائی کی گھڑی پر نظر دوڑاتے ہوئے اپنے ماتحتوں سے مخاطب ہوا۔ "ٹائیگر کو جلدی سے باندھ لو.... سورج غروب ہونے میں ذرا ہی دیر رہ گئی ہے۔ مسٹر سلطان بولتے ہیں کہ رات میں سارا لان سانپوں سے بھر جاتا ہے۔"

یہ سن کر وہ پانچوں بھی بدحواس ہو گئے اور مجھے خوشی ہوئی کہ میرے ایک جھوٹ نے چھ سورماؤں کا پول کھول دیا ہے۔

اب ان کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ ٹائیگر نامی اس خون آشام کتے کو کس طرح باندھا جائے۔ وہ چند گز کے فاصلے سے ناگ رانی کے مقابلے پر جما ہوا تھا اور ان میں سے کوئی اس سفید ناگن کے قریب پھٹکنے کو تیار نہیں تھا۔

"یہ برا ہے.... بہت برا ہے۔" دشواری کا احساس ہوتے ہی ہیرس بڑبڑایا۔ "ٹائیگر بہت قابل اعتماد کھوجی ہے.... مجھے پورا یقین ہے کہ ادھر کچھ گڑبڑ ہے جبھی ٹائیگر ادھر جانے پر تلا ہوا ہے لیکن یہ سفید سانپ راستہ میں آ گیا ہے۔"

"آپ ٹائیگر کو واپس کیوں نہیں بلا لیتے؟" میں نے اس کی مجبوری کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے یوں گھورا جیسے میں نے تاج برطانیہ کی شان میں گستاخی کی ہو۔ "وہ خود واپس نہیں آئے گا' یا تو اس سانپ کو مار کر گلاب کے تختے میں پہنچے گا یا وہ ناگ اسے زیر کر لے گا۔"

میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو ٹائیگر کو ہلاک کرنے کا اگلا حکم دیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر ٹائیگر پر ایک مہلک وار کیا اور یہ دیکھ کر سب ہی کانپ اٹھے کہ ٹائیگر کے حلق سے نکلنے والی آخری غضب ناک غراہٹ ادھوری ہی رہ گئی اور وہ پتھر کے مجسمے کی طرح گھاس پر گر گیا اور ناگ رانی تیزی سے چلی گئی۔

کئی منٹ تک ان میں سے کوئی بے جان کتے کے قریب جانے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ پھر شاید ہیرس ہی کو یاد آیا کہ اندھیرا ہو جانے پر اس لان میں سانپ ہی سانپ بھر

جاتے ہیں' وہ محتاط انداز میں کتے کی طرف بڑھا جس کا بدن اکڑا پڑا تھا' تھوڑی دیر قبل غصہ اور جنون سے کانپتا' اچھلتا بدن بے جان تھا' اس کے منہ سے نیلاہٹ مائل کف جاری تھا۔

ہیرس کے اشارہ پر کتے کی لاش اٹھا کر جیپ میں ڈال دی گئی اور ہیرس نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ اس کے پاس میری گرفتاری کا وارنٹ موجود تھا اور میں اس کی تعمیل کے لئے مجبوراً ناچار مکان مقفل کر کے اس کے ہمراہ ہو لیا۔

راستہ بھر جیپ میں گہری خاموشی رہی۔ خاص طور پر ہیرس اپنے جبڑے مضبوطی سے بھینچے دور خلا میں گھور رہا تھا۔ نہ جانے کیوں' اس کی حالت دیکھ کر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹائیگر ہیرس کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

کوتوالی پہنچتے ہی انسپکٹر ہیرس مجھے اپنے ہمراہ لے کر اپنے کمرے میں پہنچا۔ شام ہو جانے کے باعث اس وقت کوتوالی میں زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں تھی۔ اکا دکا سپاہی ادھر ادھر گھومتے نظر آ رہے تھے۔

ہیرس نے اپنا کوٹ اتار کر اپنی آرام دہ کرسی کی پشت گاہ پر ڈالتے ہوئے میرے چہرے پر بھرپور نظریں ڈالیں لیکن میرے ہونٹوں پر دوڑتی ہوئی خفیف سی مسکراہٹ میں کوئی فرق نہ آیا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر ہیرس کہ میں اپنی گرفتاری کے اسباب سے مطمئن نہیں ہوں اور اگر آج کی رات مجھے حوالات میں گزارنی پڑی تو مجھے ڈر ہے کہ میرا وکیل آپ کے لئے خاصی پریشانیاں کھڑی کر دے گا۔" میں نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

ہیرس کے چہرے پر غصہ کی سرخی آ کر گزر گئی اور وہ کڑوے لہجے میں بولا۔ "قتل کا شبہ گرفتاری کا خاصا جواز پیدا کر دیتا ہے!"

"لیکن کس کا قتل... کونسا قتل!" میں نے استفسار آمیز لہجے میں کہا۔ "جہاں تک مجھے علم ہے گزشتہ پندرہ روز میں شملہ میں قتل کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔"

میں نے محسوس کیا کہ اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کرنے کے باوجود ہیرس کو غصہ آتا جا رہا تھا وہ بولا۔ "میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ آپ پر اپنے خانگی ملازم ہری چند کے قتل کا شبہ کیا جا رہا ہے۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں نے فوراً قلابازی کھانے کا ارادہ کیا اور استہزائیہ سا قہقہہ لگا کر بولا۔ "ہری چند۔ یہ کون تھا بھلا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے' میں نے شملہ آنے کے بعد کسی خانگی ملازم کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی!" میرا یہ وار خاصا کارگر رہا' ہیرس نے بے چینی سے کرسی میں پہلو بدلا لیکن میں بولتا رہا۔ "شاید آپ کسی بڑی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں میرا مکان پراسرار شیطانی اثرات کا شکار ضرور ہے لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور کم از کم اتنی بات تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں قتل کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔"

"آپ میری معلومات کے ذرائع کو چیلنج کر رہے ہیں۔" وہ میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "شملہ کی ایک معزز شخصیت نے آپ کا یہ راز افشا کیا ہے۔"

"معزز شخصیت۔" میں نے تحقیر آمیز لہجہ میں کہا۔ "معزز لوگ کسی شریف شہری پر یوں الزام تراشیاں نہیں کیا کرتے! اور کیا آپ نے صرف اسی بیان کو میری گرفتاری کا جواز بنایا ہے یا اپنے طور پر ابتدائی تفتیش کرنے کے بعد آپ اس فرضی ہری چند کے قتل' بلکہ اس کے وجود کی تصدیق کر چکے ہیں؟"

ہیرس تلملا اٹھا۔ "یہ ضروری نہیں کہ پوری کارروائی آپ کے سامنے رکھ دی جائے۔"

"یاد رکھئے انسپکٹر کہ میں بھی ایک معزز شہری ہوں' ہر سال ایک خطیر رقم ٹیکس کی صورت میں سرکاری خزانہ کو ادا کرتا ہوں اور حکومت کی جانب سے مجھے بھی کچھ مراعات حاصل ہیں' میں اس ساری بے بنیاد کارروائی کو عدالت میں چیلنج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ خود غور کیجئے کہ اگر میں ابھی یہ کہہ دوں کہ آپ نے اپنے ملازم کو قتل کر کے اس کی لاش اپنی کرسی کے نیچے فرش میں دفن کی ہے تو کیا کوئی بھی معقول افسر بغیر تفتیش کئے محض میرے بیان کی بنا پر آپ کو حراست میں لے لے گا؟"

"آپ اسی نکتہ پر کیوں مصر ہیں کہ میں نے محض مخبر پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی تفتیش نہ کی ہو گی؟" وہ جھلائے ہوئے لہجہ میں بولا۔

اس کی دکھتی رگ پر میرا ہاتھ پڑ چکا تھا اور میں لحہ بہ لحہ اس پر حاوی ہوتا جا رہا تھا' میں نے پرزور لہجہ میں کہا۔ "حالات سے یہی ظاہر ہے۔ اس فرضی واردات قتل

میں مجھے ملزم فرض کیا گیا ہے اور جائے واردات بھی میرا ہی مکان ہے اور آج کی حراست سے پیشتر نہ آپ نے مجھ سے کوئی ابتدائی اور رسمی باز پرس کی اور نہ جائے واردات کا ابتدائی معائنہ کیا..... اس بنا پر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آپ غالباً دانستہ طور پر کسی ایسے دشمن کا آلہ کار بن گئے ہیں جس سے میں ابھی تک بے خبر ہوں۔"

میرا مدلل بیان سن کر ہیرس چراغ پا ہو گیا اور دھاڑتے ہوئے بولا۔ "میں نے تمہیں تبادلہ خیال کے لئے نہیں بلایا۔ تم اس وقت زیر حراست ہو۔"

"معلومات کا شکریہ۔" میں نے سر کو ہلکا سا خم دے کر کہا۔

"تم پر ٹائیگر کے قتل کا شبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

"اس ذہنی فتور کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔" میں نے لاپرواہانہ انداز میں کہا اور ہیرس کی قوت برداشت جواب دے گئی' اس نے دانت پیس کر گھنٹی کا بٹن دبایا اور اس وقت تک بجاتا رہا جب تک بوکھلایا ہوا ہیڈ محرر اس کے کمرے میں نہ آ گیا۔

"اسے دو نمبر حوالات میں بند کر دو!" اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔

ہیڈ محرر الٹے پاؤں لوٹ گیا اور ہیرس مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم کالے لوگ کالے جادو کے ماہر ہوتے ہو' مجھے شبہ ہے کہ وہ سفید ناگ تمہارا کوئی جادوئی حربہ تھا جس نے ٹائیگر کو ہری چند کی قبر تک پہنچنے سے روکنے کے لئے مار ڈالا..... میں کل تمہارے بنگلے کا سارا لان اکھڑوا ڈالوں گا۔"

"اگر تمہیں یہ شبہ ہے تو تمہاری عقل پر ماتم کرنا چاہئے۔" میں نے گھمبیر سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "اگر میں واقعی کالے جادو کا عامل ہوں تو تم کو کسی قیمت پر اس فرضی ہری چند کی قبر تک نہ پہنچنے دوں گا اور ہو سکتا ہے کہ میرے حوالات میں پہنچنے تک تم اس سفید ناگ کے انتقام کا نشانہ بن جاؤ' جادوگر عموماً اپنے دشمنوں کو اذیت دے کر مارتے ہیں۔"

شاید ہیرس غصہ اور جوش میں آ کر ابھی تک اس پہلو کو بھولا ہوا تھا۔ کیونکہ میرے منہ سے یہ نپے تلے اور مختلط فقرے سن کر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور آنکھوں میں بے چارگی نے ڈیرے ڈال دیے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تم کوشیلا دیوی کو جانتے ہو؟" لمحہ بھر کے سکوت کے بعد ہیرس بولا تو اس کی آواز میں کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

کوشیلا دیوی کا نام سنتے ہی میرے کان کھڑے ہوئے۔ وہ بلاشبہ شملہ کی معرو شخصیت تھی۔ اس کی عمر اٹھائیس تیس سال بیان کی جاتی تھی۔ وہ ایک مشہور ہند صنعت کار کی جوان بیوہ تھی جو شادی کے چند ماہ بعد ہی خون کی کمی کے باعث مر گ تھا۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد کوشیلا نے دوسری شادی نہیں کی حالانکہ اس کے حسن کے شیدائیوں کی کمی نہ تھی' بلکہ افواہیں تو یہاں تک تھیں کہ کوشیلا دیوی کے بڑے بڑے سرکاری حکام سے خفیہ مراسم قائم ہیں۔ وہ شملہ کی ان چند ہستیوں میں شمار کی جاتی تھی جن کے ایک اشارے پر بڑے بڑے کام بن اور سنور سکتے تھے۔ اس موقع پر ہیرس کی زبان پر کوشیلا دیوی کا نام آتے ہی میرا حیران ہونا کوئی محال امر نہیں تھا۔

"نام سنتا رہا ہوں...... ملاقات کا شرف نہیں رکھتا۔" میں نے ہیرس کے زردی مائل چہرے پر نگاہیں گاڑ کر متحیرانہ لہجہ میں کہا۔

"میری معلومات کا ذریعہ کوشیلا دیوی ہی ہے۔" ہیرس نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ "تمہیں بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ کوشیلا کی مخبری کے بعد تفتیش کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی تھی' میں ابھی اسے یہاں بلانے کی کوشش کرتا ہوں اور سارا معاملہ تمہارے سامنے ہی طے کروں گا۔"

میری حیرانگی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ بھلا کوشیلا دیوی جیسی شہ نشین عورت کو مجھ جیسے گوشہ نشین سے کیا سروکار ہو سکتا تھا' پھر ہری چند کے قتل اور تدفین کا سارا جھمیلا اتنی رازداری سے کیا گیا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے پورا اعتماد تھا۔ اب ایک نئی گتھی موجود تھی جس کا حل اسی صورت میں ممکن تھا کہ کوشیلا دیوی میرے سامنے ہیرس سے بات کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

ہیرس نے ہیڈ محرر کو دوبارہ طلب کر کے میری قفس بندی کا حکم واپس لے لیا اور فون پر کوشیلا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ سلسلہ مل جانے پر وہ سرگوشیوں میں کچھ دیر تک بات کرتا رہا۔ پھر ریسیور رکھتے ہوئے مجھے خوش خبری سنائی کہ کوشیلا اسی وقت ان لوگوں سے اپنے مکان پر ملنے کو تیار ہو گئی ہے۔

کوتوالی سے ہیرس صرف مجھے لے کر روانہ ہوا۔ سارے راستے ہم دونوں خاموشی سے اپنے اپنے خیالات میں کھوئے رہے' میں اس وقت چونکا جب ایک عالی شان کوٹھی کے پھاٹک پر جیپ ٹھہرا کر ہیرس نے اس کا ہارن بجایا۔

تھوڑی دیر میں ہم خالص مشرقی انداز میں سجے ہوئے پرتکلف ڈرائنگ روم میں موجود تھے جس کی ہر چیز سے صاحب خانہ کی امارت اور حسن پسندی نمایاں تھی۔

چند ثانیوں کے بعد ایک دروازے کے ریشمی پردوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ بھینی بھینی خوشبوؤں کی ایک لہر کمرے میں گھس آئی اور پھر نیلی ساڑھی میں لپٹا ایک حسین اور پرتمکنت' نسوانی پیکر سامنے آ گیا' ہیرس بے اختیار دیوان سے اٹھتا چلا گیا' میں نے بھی اس کی تقلید کی۔ سچ تو یہ ہے کہ دودھ جیسی ملائم رنگت' غزالی آنکھوں' پتلے پتلے ہونٹوں اور کسے ہوئے متناسب جسم والی اس سرو قد دوشیزہ کو دیکھ کر چند لمحوں کے لئے میرا دل بھی دھڑکنا بھول گیا تھا۔

اس نے ایک میٹھی مسکراہٹ سے ہیرس کی تعظیم کا جواب دیا اور جب اس کی مدھ بھری' غزالی آنکھیں ہیرس سے پھسلتی میرے چہرے پر آئیں تو وہیں ٹھہر گئیں' نگاہیں چار ہوتے ہی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لئے پسندیدگی کا تاثر پڑھ لیا تھا۔ اور جب وہ بے حجابانہ میری جانب دیکھتی رہی تو میرا دل کھوپڑی میں دھڑکنے لگا۔

"یہ کون صاحب ہیں؟" قریب آ کر اس نے ہیرس کو مخاطب کیا اور میرے کانوں میں حلاوت سی تیر گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پانی سے بھری کانسی کی کٹوریوں کو یکبارگی چھیڑ دیا ہو۔

"یہی محمد سلطان خان صاحب ہیں جن کے بارے میں آپ نے مجھے باخبر کیا تھا۔" ہیرس نے اسے اپنے پہلو میں جگہ دیتے ہوئے کہا۔

ہیرس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنی پرشوق نگاہیں میرے چہرے پر ڈالیں اور بولی مجھے ضرور غلط فہمی ہوئی ہے' یہ وہ شخص ہرگز نہیں ہے۔"

اس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سر سے ایک بڑا بوجھ ٹل گیا ہو۔

"لیکن کوشیلا دیوی۔ آپ نے...!" ہیرس نے احتجاج اور تحیر آمیز لہجے میں کچھ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کہنا چاہا لیکن کوشیلا نے اس کی بات اچک لی۔

"ہاں ہاں۔ میں نے پورے یقین سے آپ کو اس کے بارے میں بتایا تھا۔ میں پہلے بھی بارہا آپ کی مدد کر چکی ہوں۔ اس بار پہلی مرتبہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"دیکھ لیا مسٹر ہیرس آپ نے۔" میں نے پُرمسرت لہجے میں انسپکٹر کو مخاطب کیا۔ "میں جس نکتہ پر زور دیتا رہا' اس وقت وہی فیصلہ کن ثابت ہوا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے شری سلطان کہ میری وجہ سے آپ کو پریشانی اٹھانی پڑی۔" کوشیلا ندامت آمیز لہجہ میں پہلی مرتبہ مجھ سے براہ راست مخاطب ہوئی۔ "مجھے خوشی ہو گی اگر آپ اس وقت میرے ساتھ کھانے میں شرکت پسند فرمائیں۔"

"اوہ۔ یقیناً!" میں نے پورے خلوص سے کہا۔

"میرے لئے دشواریاں پیدا ہو جائیں گی مادام.... یہ بہت برا ہوا۔" ہیرس تشویش آمیز لہجے میں بولا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ لاپرواہانہ اور دلربایانہ انداز میں بولی۔ "اس قصہ کو ریکارڈ پر ہی نہ آنے دو۔"

"اس ریڈ میں پانچ ماتحت میرے شریک تھے۔ پولیس کا سب سے خطرناک اور تجربہ کار کھوجی کتا اس سلسلہ میں مارا گیا۔ مسٹر سلطان کے مکان پر پیش آنے والے پراسرار واقعات کے وہ پانچوں چشم دید گواہ ہیں۔ میں خاصی دشواریوں میں پڑ گیا ہوں۔ مسٹر سلطان بھی اس واقعہ کو عدالت تک لے جانے کی دھمکی دے چکے ہیں۔"

"اپنی دشواریوں کا اس انداز میں تذکرہ نہ کرو۔" کوشیلا قدرے روکھے لہجے میں بولی۔ "تم انسپکٹر ہو۔ اگر اس قصہ کو ریکارڈ پر نہ لانا چاہو تو پچاس ماتحت بھی زبان بند رکھنے پر مجبور ہوں گے۔" پھر وہ مسکرا کر میری طرف متوجہ ہوئی۔ "آپ ہیرس کے بجائے مجھے معاف کر دیجئے۔ ہم یہ معاملہ عدالت سے باہر بھی خوش اسلوبی سے نمٹا سکتے ہیں۔"

"محض آپ کی خاطر میں یہ بھی کر سکتا ہوں' ورنہ مسٹر ہیرس نے میری کافی توہین کی ہے' مجھے امید ہے کہ آج کے بعد وہ معزز اور بے گناہ شہریوں کے لئے ایسے مسائل پیدا نہیں کریں گے۔" میں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔

مجھ سے معذرت کر کے کوشیلا دیوی ہیرس کو ہمراہ لے کر ایک اندرونی کمرے میں چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ تک کمرے کی دیواروں پر آویزاں خوبصورت تصاویر اور مناظر میں کھویا رہا۔ وہ دونوں واپس آئے تو ان کے بشروں سے ظاہر تھا کہ تنہائی کے یہ دو دونوں کس انداز میں گزار کر آئے ہیں۔

ہیرس کی تشویش رفع ہو چکی تھی' اب وہ خاصا چاق و چوبند نظر آ رہا تھا اور بار بار اپنے ہونٹوں پر یوں زبان پھیر رہا تھا جیسے ابھی تک گزرے ہوئے لمحات کی مٹھاس اس کے ہونٹوں پر رچی ہوئی ہے۔ کوشیلا کی آنکھیں خواب ناک انداز میں مسکرا اٹھی تھیں اور اب میری ذات ان کا مرکز تھی۔

ہیرس اہم کام کا عذر پیش کر کے رخصت ہو گیا اور میں کوشیلا دیوی کے ساتھ تنہا رہ گیا۔

"کوشیلا دیوی ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟" چند ثانیوں کی بوجھل اور جذبات آفریں خاموشی کے بعد میں نے زبان کھولی۔

اس نے مسکرا کر سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"ہری چند کا کیا قصہ تھا۔ اور آپ نے مجھے اس میں کیسے ملوث کر دیا؟"

"اپنے من سے پوچھو۔" وہ شریر انداز میں بولی۔

"جو کچھ آپ نے.....؟"

"شش!" اس نے مجھے ٹوکا۔ "آپ جناب کی ضرورت نہیں۔ تم میرے دوست ہو۔"

اس وقت مجھے اپنے ستاروں پر رشک آنے لگا جس مہ جبین کی پہلی نظر میرے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی تھی' وہ خود مجھے ایک معنی خیز پیش کش کر رہی تھی۔

میں نے بھرپور نظروں سے اس کی طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں مچلتی دعوت شوق سے ظاہر تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے سنجیدگی سے کہہ رہی ہے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور بے تکلفی سے اس کے برابر جا بیٹھا۔ "میں اپنی دوستوں کے ساتھ عموماً اسی طرح بیٹھنا پسند کرتا ہوں' اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو۔"

"تم کچھ پوچھ رہے تھے۔" اس نے بدن چراتے ہوئے مجھے یاد دلایا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تم نے جو کچھ ہیرس کو بتایا' اس میں میرا نام کیسے آ گیا؟" میں نے پوچھا۔
"یہ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔
"تم وعدہ کر چکی ہو۔" میں جواب پر مصر تھا۔
"میں نے پہلے ہیرس کو جو کچھ بتایا۔۔۔ تم خود جانتے ہو کہ سچ تھا۔"
"سچ تھا۔" میں نے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔ "ابھی تو تم نے اس سے کہا تھا کہ وہ تمہاری غلط فہمی تھی۔"
"اتنے بھولے نہ بنو۔۔۔ تم ساری بات خوب سمجھ رہے ہو۔"
"میں کچھ نہیں سمجھ سکا۔" واقعی کچھ باتیں ابھی تک میرے ذہن میں چبھ رہی تھیں۔

"اس وقت محض تمہیں بچانے کے لئے مجھے ہیرس سے جھوٹ بولنا پڑا ہے۔" وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے بولی۔
میں نے قہقہہ لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "گویا اب تم مجھ سے مذاق کر رہی ہو۔"

"یہ مذاق نہیں' حقیقت ہے۔"
اس کے الفاظ میں چھپی آہنی صداقت محسوس کر کے میں دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔ "آخر میری خاطر' ایک اجنبی کی خاطر' تم کو اس سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟"

"محض اس لئے کہ مجھے امید تھی کہ تم زیادہ دیر مجھ سے اجنبی نہ رہ سکو گے۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہاری قسمت پر آخری مہر ثبت ہونے سے پہلے تم میرے سامنے آ گئے۔ میں ہری چند کے قتل کے پورے پس منظر سے اسی قدر واقف ہوں جتنا کہ تم۔۔۔ لیکن جب تم سامنے آئے تو تمہارے مردانہ حسن اور وجاہت نے میرے قدم ڈگمگا دیئے اور میں تمہیں صاف بچا گئی۔"
"کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم مجھے دھمکی دے کر اپنے قریب آنے پر مجبور کر رہی ہو؟" میں نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔
"قطعی نہیں۔" اس نے بھرپور لہجے میں کہا۔ "لیکن میں تم سے تعلقات کا نیا

باب شروع کرنے سے پہلے ایک بات واضح کر دینا چاہتی ہوں۔ میری طبیعت بہت ہرجائی واقع ہوئی ہے اور مجھے اس کا اعتراف کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے۔۔۔"
"وہ تو میں ذرا دیر پہلے ہیرس کے معاملے میں بھی دیکھ چکا ہوں۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر طنزیہ لہجے میں تبصرہ کیا۔
"خاموشی سے میری بات سنو۔" کوشیلا نے منہ بنا کر کہا۔ "آج تک مجھے کسی مرد سے سچی محبت نہ ہو سکی لیکن آج تمہیں دیکھ کر میرے دل کو بڑی تسکین ملی ہے اور میں یہ ہرگز پسند نہیں کروں گی کہ تم مجھے بہتی گنگا سمجھ کر میرے بدن سے خوب کھیلتے رہو اور جب دل بھر جائے تو مجھ سے آنکھیں پھیر لو۔"
"تمہارا مطلب ہے کہ میں تم سے شادی کر لوں۔" میں نے چونک کر کہا۔ یہ خیال آتے ہی میرے دل میں کسک سی اٹھی اور ستارہ کی سندر صورت میری نگاہوں میں گھومنے لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے سہانے سپنوں کی دنیا سے اندھیری دلدلوں میں گھسیٹ لیا ہو۔ میں پوری آزادی سے دنیا کی رنگینیوں میں کھوتا جا رہا تھا' بس کبھی کبھی ستارہ کو یاد کر کے اداس ہو لیتا تھا اور وہ پیاری لڑکی' وہ وفا کی دیوی اپنی رقیب ناگ رانی کے ہاتھوں ناگ بھون کی ہولناک اور نامعلوم وادیوں میں اذیتیں جھیل رہی تھی۔ محض میرے انتظار میں! میری سچی محبت مجھے پکار رہی تھی اور میں یکے بعد دیگرے جھوٹی محبت کے ہوس ناک فریب کھائے جا رہا تھا۔
"شادی!" کوشیلا کی رسیلی ہنسی نے مجھے چونکا دیا۔ "میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے لیکن جب بھی تم نے مجھے ٹھکرانے کی کوشش کی' مشکلات میں پڑ جاؤ گے۔"
"یعنی ہری چند والا راز فاش کر دو گی؟"
"شاید جوش انتقام میں یہ بھی کر گزروں۔" اس نے میرے شانے پر سر ٹکا کر کہا۔

یہ کھلی ہوئی دھمکی تھی یہ حسین عورت مجھے دھونس دے کر اپنے ساتھ محبت کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں موقع کی نزاکت بھانپ رہا تھا۔ اس وقت کوشیلا سے ٹکراؤ میں شاید مجھ ہی کو نقصان اٹھانا پڑ جاتا' اپنی ستارہ کی سلامتی کے لئے بہتر یہی تھا کہ اس وقت کوشیلا کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے نجات کے مناسب موقع کا انتظار کیا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جائے۔

میں نے اپنے خشک ہونٹ کوشیلا دیوی کے نرم اور گرم رخسار پر رکھ دیئے' وہ لذت سے آنکھیں موند کر بے اختیار مسکرا پڑی' پھر اس کا کتابی چہرہ میری ہتھیلیوں میں آگیا اور وہ دیوان پر' میرے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ اس کے بدن کی تپش اور اس کے گداز لمس نے میری شریانوں میں آگ سی بھر دی' اس نے آنکھیں کھول کر مستانہ وار میری طرف دیکھا' غزالی نینوں میں آتشیں خمار تیر رہا تھا میرے ہاتھ بے اختیار اس کے چہرے سے نیچے سرک آئے۔ اس کے سانسوں کی مہکار میرے جذباتی اشتعال کو اور بڑھا رہی تھی' میرے ہاتھ پھر ذرا نیچے سرکے اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آج کے یہ یادگار لمحے ہم خواب گاہ میں گزاریں گے۔" وہ اٹھلا کر بوجھل لہجے میں بولی۔ "آج کی رات ہماری ہے۔"

اس کی خواب گاہ میں داخل ہوتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ خواب گاہ تھی یا کسی عیاش شہزادی کا نشاط کدہ۔ دیواروں پر قد آدم فریموں میں مردوں اور عورتوں کی رنگین اور برہنہ تصویریں آویزاں تھیں' عریانیت سے قطع نظر ہر تصویر اپنی جگہ ایک فن پارہ تھی۔ مصور نے قلم کی جنبشوں اور رنگوں کی آمیزش سے خد و خال یوں ابھارے تھے کہ ان پر حقیقت کا گمان ہوتا تھا' ایک جانب سفید مرمر سے تراشا ہوا اندھے کیوپڈ کا تیر انداز سنگی مجسمہ کھڑا ہوا تھا جس کے عقب میں ایک خوبصورت فوارے سے ابلتا ہوا شفاف پانی نیم تاریک کمرے کی فضا کو نم آلود کرتا ایک نالی سے منسلک چھوٹی تالاب میں گر رہا تھا۔ فرش پر دبیز قالین پھیلا ہوا تھا' کھڑکیوں اور دروازوں پر ریشم کے لمبے لمبے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ میں مبہوت کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ کوشیلا نے میری پشت پر' دروازے کے اوپر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ذرا مجھے دیکھو!"

کچھ نہ سمجھتے ہوئے میں نے اسے دیکھا اور اس نے ایک بار پھر دروازے کے اوپر اشارہ کیا۔ میری نگاہیں اس کی اٹھی ہوئی انگلی کے تعاقب میں گئیں اور کوشیلا کے نیم عریاں سراپا میں الجھ گئیں۔

وہ حسین ساحرہ بال کھولے' بوجھل آنکھوں کے ساتھ میری جانب دیکھ رہی تھی'

اس کے بدن سے اترا ہوا لباس اس کے قدموں میں پڑا ہوا تھا اور باریک زیر جامے بھی جسم سے ڈھلکے ہوئے تھے۔ باریک تانے بانے میں سے جھانکتا اس کا دودھیا بدن اپنے اصل خد و خال کی نمائش کے لئے بے تاب تھا۔ کوشیلا کی وہ دیوار گیر قد آدم تصویر ہر طرح سے مکمل اور بھرپور تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے پورا یقین ہو چلا تھا کہ ذرا ہی دیر بعد میں اس تصویر کو' اسی حالت میں اپنے پہلو میں دیکھ سکوں گا۔

کشادہ اور نرم مسہری کی آغوش میں دھنس کر کوشیلا نے سرہانے والی الماری سے ایک ٹرے نکالی۔ اس میں شراب کی ایک صراحی دو پیمانوں اور کچھ لوازمات سمیت موجود تھی۔ میں اس وقت تک شراب نوشی سے بچا ہوا تھا' کوشیلا نے پیمانے لبریز کئے تو میں نے دبے الفاظ میں احتجاج کیا لیکن جب ماحول اس قدر رنگین ہوا اور ساقی کی جلوہ گری قیامت کا سماں باندھ رہی ہو تو الفاظ جذبات کے ریلے میں بہہ جاتے ہیں۔ اس وقت بھی یہی کچھ ہوا اور میرے ذہن پر چھایا ہوا نشہ اور گہرا ہو گیا۔ دوسرا پیمانہ حلق میں انڈیلنے کے بعد میں ایک طاقتور جذباتی بھنور میں پھنس گیا۔ مجھے شدت سے کوشیلا کے جسم کی قربت کی ضرورت محسوس ہونے لگی' میں نے اس پر ہاتھ ڈالا اور کھل کھلا کر مجھ سے الگ ہٹ گئی۔

اور عین اس وقت جب فاصلے مٹنے سے قبل کوشیلا کی شوریدہ سری اور میری بے کلی اپنے عروج پر تھی' اس حسین اور نیم تاریک خواب گاہ میں ایک طویل آواز گونجی۔ گہرے خمار کے باوجود میں چونک پڑا' آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا' ساتھ ہی کوشیلا ہلکی سی چیخ مار کر میری آغوش سے نکل گئی۔ لباس کی قید سے آزاد' اس کا بدن بری طرح کانپ رہا تھا۔ اسی عالم خوف میں وہ مسہری سے نیچے اتری تو میں نے دیکھا کہ وہی ناگ رانی قالین پر کنڈلی مارے بے چینی سے پھن لہرا لہرا کر پھنکار رہی ہے جو اب میری غلام ہو چکی تھی۔

کوشیلا مسہری سے اتر کر ناگ رانی کے سامنے پہنچی' میں بے اختیار چیخ پڑا۔ "کوشی! اس سے بچو' یہ بہت خوفناک ناگن ہے۔"

لیکن اس نے مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اس وقت تو میں حیرت سے تقریباً چیخ پڑا۔ جب میں نے دیکھا کہ کوشیلا بھی تیزی سے ناگ رانی ہی کی طرح پھنکارنے لگی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہے۔ بالکل یوں لگ رہا تھا جیسے دو ناگنیں غصہ کے عالم میں ایک دوسرے پر پھنکار رہی ہوں۔

وہ منظر اس قدر ڈراؤنا تھا کہ میں کانپ اٹھا۔ سانپ کی طرح پھنکارتی ہوئی کوشیلا کا ننگا بدن اور اس کے گداز نشیب و فراز میرے لئے یکبارگی اپنی ساری کشش کھو بیٹھے، میرے حواس پراگندگی کا شکار ہونے لگے۔ دراصل وہ واقعہ اتنے نشاط آور ماحول اور لمحوں میں پیش آیا کہ میرے لئے فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا۔

اور جیسے ہی میرے حواس قدرے اعتدال پر آئے میں نے غضب ناک ناگ رانی کو حکم دیا کہ وہ فوراً انسانی روپ میں آ جائے۔ یہ حکم ملتے ہی ناگ رانی کی پھنکاریں یک لخت معدوم ہو گئیں' اس کے چکیلے بدن نے تڑپ کر قالین پر لوٹ لگائی اور اگلے ہی ثانئے میں ناگ رانی کی جگہ چمپا کھڑی ہوئی تھی' اس کی زلفیں کھلی ہوئی تھیں جن پر اب میرا قبضہ تھا' آنکھیں قہر و غضب کے شعلے برسا رہی تھیں۔ اور اس کا خوبصورت چکنی بدن غصہ سے کانپ رہا تھا۔

کوشیلا نے اپنے منہ سے نکلتی پھنکاریں روک کر میری طرف دیکھا' اس کی حالت بھی چمپا سے کچھ مختلف نہیں تھی۔

"آج پہلی بار یہ حرام زادی میری خواب گاہ میں داخل ہوئی ہے۔" کوشیلا نے چمپا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلی آواز میں مجھ سے کہا۔

"آج تو مجھ سے نہ بچ سکے گی۔" چمپا بھی غصہ سے دھاڑی۔ "مجھے معلوم نہیں تھا کہ تو میری راز داں بن کر میرا پیار لوٹنے پر اتر آئے گی۔"

ان دونوں کی باتیں میری سمجھ سے باہر تھیں اور اب میں اپنے اوپر کافی حد تک قابو پا چکا تھا۔ میں نے چمپا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے بتاؤ کہ یہ کیا قصہ ہے' مجھے اب کوشیلا کی اصلیت پر شبہ ہے اور تم ہی اس پر روشنی ڈال سکتی ہو۔"

"کوشیلا۔" چمپا نے حقارت سے اپنا سر جھٹک کر کہا۔ "نہ یہ کوشیلا ہے نہ انسان۔ یہ میری چھوٹی بہن ہے اور تیرہ برس پہلے ناگ بھون سے فرار ہو کر یہاں آ گئی تھی۔ اسے بھی انسانی روپ بدلنے کی شکتی حاصل ہے' یہاں آ کر جب اس نے انسانوں سے ہم بستری شروع کی تو اسے اتنی لذت محسوس ہوئی کہ اپنی جنم بھومی' ناگ بھون کو

بالکل بھلا بیٹھی۔ وہاں کے بسنے والے کبھی کبھار یہاں آ کر اس سے مل لیتے تھے' لیکن اس نے کبھی ادھر کا رخ نہیں کیا۔ یہاں اس نے ایک ہندو سے شادی بھی کی اور اپنے زہر کے اثر سے آہستہ آہستہ اسے ختم کر دیا' اس کی آڑ میں یہ یہاں کے اونچے حلقوں میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنا چاہتی تھی اور اس میں یہ کامیاب بھی ہو گئی۔ شملہ کے سینکڑوں مرد اس کے ساتھ مزے اڑا چکے ہیں۔ جب تک تم نے مجھے اپنا تابع نہیں کیا تھا میں اپنی ہر بات یہاں آ کر اسے سنا دیتی تھی اور یہ مجھ سے اپنی محبت بھی ظاہر کرتی تھی۔ ہری چند کے قتل کا قصہ بھی میں نے ہی اسے بتایا تھا' پھر تم نے میری شکتی چھین کر مجھے اپنا غلام بنا لیا' اس کے بعد سے میں نے کوئی بات اس تک نہیں پہنچائی لیکن جب اس کا پتہ چلا کہ میں تمہاری غلام بن چکی ہوں ہیرس کو ہری چند کے قتل کا پورا قصہ سنا دیا' وہ یہ سنتے ہی تم پر چڑھ دوڑا اور جب تم اس کے سامنے آئے تو یہ حرام زادی تم کو دل دے بیٹھی۔ اسے معلوم تھا کہ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں لیکن پھر بھی اس نے اپنی بہن کی محبت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی۔ میں بڑی دیر تک صبر کرتی رہی کہ شاید کسی طرح تم پر اس کی اصلیت کھل جائے اور تم اسے ٹھکرا دو لیکن تم اس کے دام میں پھنس چکے تھے اس طرح آخر مجھ ہی کو آنا پڑ گیا۔"

"خوب!" اب میں بالکل معمول پر آ چکا تھا۔ "تو کوشیلا بھی ناگن ہی ہے' تمہاری چھوٹی بہن۔"

"اگر اس کی خاطر تم نے مجھے ٹھکرایا تو یاد رکھنا کہ مرنے کے بعد تمہاری قبر میں گھس آؤں گی اور تمہیں چین نہ لینے دوں گی!" کوشیلا نے فیصلے لہجے میں کہا۔ "میں نے اپنی محبت کے لئے کسی پر ظلم تو نہیں کیا لیکن اس نے اپنے مقصد کے لئے تمہاری۔۔۔!"

"خاموش!" چمپا دھاڑی۔ "یہ بھول کہ تیری قوتیں میرے سامنے بے حقیقت ہیں۔ میں تجھے چٹکی سے مسل سکتی ہوں' ناگ بھون کے رازوں کے بارے میں زبان کھول کر تو میرے اور وہاں بسنے والوں کے عتاب سے نہ بچ سکے گی۔"

"میں ناگ بھون پر تھوک چکی ہوں۔" کوشیلا پھنکاری۔ اس وقت اس کی آواز کا ترنم اور رسیلا پن نہ جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"سلطان جی! مجھے اجازت دو کہ میں اس کا قصہ تمام کر دوں ورنہ یہ اپنے کمینے سے تمہیں اور مجھ کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی!"

میں لمحہ بھر کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ تا تھا کہ اس وقت کس کی حمایت اور کس کی مخالفت کی جائے۔ بس ایک چیز چمپا یا ناگ رانی کے حق میں جاتی تھی کہ وہ میرے قبضہ میں تھی جبکہ کوشیلا پوری طرح آزاد!

ابھی میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ کوشیلا کے ہونٹوں سے ایک تیز اور گونجیلی پھنکار آزاد ہوئی' خواب گاہ میں پھیلی ہوئی مدھم روشنی یک بیک غائب ہو گئی پھریوں لگا جیسے وہ دونوں آپس میں الجھ پڑی ہوں۔

"سلطان جی!" چمپا کی ہانپتی ہوئی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "آ گیا دو ورنہ یہ نکل جائے گی' یہ بھاگ رہی ہے' تم کہیں اس کا سراغ نہ پا سکو گے!"

"اسے ختم کر دو۔" میں نے مسہری پر کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے خواب گاہ میں زلزلہ آ گیا ہو فرش' مسہری' دیواریں کھڑکیاں یکبارگی بری طرح لرز اٹھیں' اسی کے ساتھ ایک طویل پھنکار ابھری اور سارا ارتعاش ختم ہو گیا۔ ساتھ ہی کمرے کی روشنی بھی واپس آ گئی۔

اب میں نے فرشی قالین پر نظر ڈالی تو عجیب منظر نظر آیا۔ پریشان ناگ رانی بے چینی کے ساتھ ایک قدرے چھوٹی سفید ناگن کے مقابلے میں پھن کاڑھے کھڑی تھی ان دونوں کے بدن قالین پر زاویے بدل بدل کر ہلکورے لے رہے تھے۔

اچانک کوشیلا نے' جو اب ناگن ہی کے روپ میں تھی' ناگ رانی پر حملہ کیا وہ لچکیلے بدن کو بل دے کر ایک طرف ہٹ گئی۔ چھوٹی ناگن کا پھن پورے زور میں قالین پر پڑا اور وہ جھلائے ہوئے انداز میں مسہری کی طرف لپکی جہاں میں کھڑا ہوا تھا۔

اس کے تیوروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ناگ رانی سے مقابلے سے قبل میرا قصہ ختم کرنا چاہتی ہے' میں نے شراب کی بوتل اٹھا کر اس پر دے ماری' اس کے زخمی پھن سے خوفناک پھنکار نکلی اور وہ پھر میری طرف بڑھی لیکن اس وقت ناگ رانی اس کے سر پر پہنچ چکی تھی' اس نے اپنا چوڑا چکلا منہ کھول کر چھوٹی ناگن کے بدن کا دم والا سرا منہ میں دبایا' چھوٹی ناگن کے منہ سے پے در پے گھٹی گھٹی پھنکاریں آزاد

ہونے لگیں۔ ناگ رانی کا منہ' پھر پھن اور جسم قدرے پھولنے لگا ساتھ ہی اس کا بدن مخصوص انداز میں ہلکی ہلکی لہریں لے رہا تھا جس کے ساتھ ہی چھوٹی ناگن کی ہڈیاں چٹخنے اور ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور وہ بڑے کرب ناک انداز میں اپنا زخمی پھن قالین پر مار رہی تھی۔

میرے دیکھتے ہی دیکھتے ناگ رانی اس کا آدھا دھڑ نگل گئی' اب چھوٹی ناگن کی مزاحمت دم توڑنے لگی تھی' چند لمحے اور گزرے پھر یہ کشمکش موت کے سکوت میں ڈھل گئی چھوٹی ناگن اذیتوں کی تاب نہ لا کر بے جان ہو چکی تھی اور ناگ رانی فاتحانہ انداز میں آہستہ آہستہ اس کا مردہ بدن نگلتی جا رہی تھی۔

آخر چھوٹی ناگن کا پھن بھی ناگ رانی کے خون آشام دہانے میں اتر کر غائب ہو گیا' اس کے بدن نے ایک آخری ہلکورا لیا' چند ہڈیاں آخری بار کڑکڑائیں اور کوشیلا یا چھوٹی ناگن کا وجود مٹ گیا۔ ناگ رانی کے منہ سے نکلنے والی گونجیلی پھنکار سن کر میں چونکا اور بے اختیار جھرجھری سی آ گئی۔ کوشیلا کا انجام کس قدر عبرتناک اور روح فرسا تھا۔ جوش رقابت میں ایک بہن دوسری بہن کو زندہ نگل گئی تھی۔ خواب گاہ کی فضا بہت بوجھل ہو گئی تھی' ناگ رانی آسودہ انداز میں کنڈلی مارے' پھن اٹھائے میرے اگلے حکم کی منتظر تھی۔ میں نے اسے انسانی روپ دھارنے کا حکم دیا اور وہ پل بھر میں چمپا بن گئی۔ "وہ زلزلہ کیسا تھا چمپا؟" میں نے اسے اپنے برابر میں بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بڑی کٹھور دل تھی' خوب جانتی تھی کہ میرے مقابلے میں نہ جیت سکے گی' جبھی تمہاری اچھا لی' اس نے اپنی شکتی کے سہارے یہ کمرہ تباہ کرنا چاہا تاکہ ملبہ میں دب کر اس سمیت ہم دونوں بھی مر جائیں۔ پر میں نے اپنی مہان شکتی سے کام لے کر اس کمرے کو گرنے سے بچا لیا' وہ اسی کے جھٹکے تھے۔"

اب میں ایک نئے مسئلہ کا شکار ہو گیا تھا۔

کوشیلا کے پاس میں انسپکٹر ہیرس کے ہمراہ آیا تھا اور کوشیلا ناگ رانی کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔ اب کوشیلا کی گم شدگی کی خبر پھیلتے ہی ہیرس کے سارے شبہات میری طرف جاتے اور میرے لئے جواب دہی مشکل ہو جاتی۔ اس کا ایک حل یہ تھا کہ ناگ رانی کے ذریعے ہیرس کو بھی راستے سے ہٹا دیا جائے لیکن اس میں بھی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پریشانیاں کھڑی ہونے کا امکان تھا' میرے مکان پر ہری چند کے بارے میں پیش آنے والے واقعات کے پانچ چشم دید گواہ محکمہ پولیس ہی میں موجود تھے' پھر کوشیلا کے یہاں آتے ہوئے مجھے اور ہیرس کو کوتوالی کے عملے نے ایک ساتھ دیکھا تھا۔ ایسی صورت میں کوشیلا کی گم شدگی اور ہیرس کی موت زبردست مسائل پیدا کر دیتی۔

تیسری صورت یہ تھی کہ میں راتوں رات کہیں روپوش ہو جاؤں۔ ایسا کرنے کی صورت میں ہیرس مجھے کوشیلا کا بھی قاتل سمجھتا اور دوہرے قتل کے مفرور مجرم کی حیثیت میں میرے حلیے کی پورے ہندوستان میں تشہیر کرا دی جاتی جس کے بعد مجھے چوہے کی طرح روپوشی کی زندگی گزارنی پڑتی۔ جب تک ستارہ کی بازیابی نہ ہوتی مجھے روپوشی اور گمنامی کی یہ زندگی گوارا تھی لیکن ستارہ کے آ جانے کے بعد میں اپنے سماجی رتبے کے مطابق کسی طرح کھل کر سامنے نہ آ سکتا تھا اور جب ستارہ کو یہ معلوم ہوتا کہ اس کے محبوب شوہر پر دو قتل کرنے کا الزام ہے تو نہ جانے اس کے دل پر کیا گزرتی۔

میں اسی ادھیڑبن میں مبتلا تھا کہ چمپا نے میری فکرمندی بھانپتے ہوئے چھیڑا۔ "کیا وجہ ہے سلطان جی! تمہیں اداس دیکھ کر دل پر چوٹ سی لگتی ہے۔"

میں نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا' دل چاہا کہ اس سے صاف صاف کہہ دوں کہ میری محبت صرف ستارہ کے لئے ہے وہ بلاوجہ ایک پتھر سے سر ٹکرا رہی ہے لیکن مصلحت کے خیال سے خاموش رہنا پڑا۔ اگر وہ قبل از وقت میرے خیالات سے آگاہ ہو جاتی تو ستارہ کو نقصان پہنچنے کا امکان تھا۔

میں نے مختصر الفاظ میں اسے اپنی پریشانی کا سبب بتا دیا۔

"بس اتنی سی بات۔" وہ میری پوری بات سن کر مسکرا دی۔ "میں چمپا کے بجائے کوشیلا بن کر اس کی جگہ سنبھال لوں گی۔"

یہ تجویز سنتے ہی میرا دل کھل اٹھا۔ اتنی آسان سی بات تھی اور میں اس کے بارے میں سوچ ہی نہ سکا تھا' میں نے بے اختیار چمپا کا منہ چوم لیا۔

میری ہدایت پر چمپا نے لوٹ لگا کر پہلے ناگ رانی کا اصل روپ دھارا پھر وہ کوشیلا کے روپ میں آ گئی۔ میں نے گہری تنقیدی نظر سے اس کا جائزہ لیا۔ دروازے پر لگی

ہوئی دیوار گیر تصویر سے اس کا مقابلہ کیا اور اطمینان کا سانس لیا کہ چمپا اب ہو بہو کوشیلا بن چکی تھی۔

اس کا کندن کی طرح دمکتا بدن پوری رعنائیوں اور نکھار کے ساتھ میرے سامنے موجود تھا اور میں گزرے ہوئے ہولناک واقعات کی یاد ذہن سے مٹانے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا اور شاید ناگ رانی۔ جو اب کوشیلا بن چکی تھی بھی میری آغوش میں آنے کے لئے بے چین تھی۔ اس کی کسل مند اور مخمور سی آنکھیں میری جنبش ابرو کے انتظار میں بوجھل ہو رہی تھیں میرا اشارہ پاتے ہی وہ دلفریب انداز میں اپنا بدن چراتی میرے قریب آئی اور میں نے اسے اپنی باہوں میں سمیٹ لیا۔

"کوشیلا۔" میں نے جذباتی انداز میں ناگ رانی کو اس کے نئے نام سے مخاطب کیا۔ "آج کی رات تمہارا انعام ہے۔"

اس کے سپردگی کے انداز میں والہانہ پن آ گیا۔ اس کا مہکتا ہوا بدن اور قریب ہو گیا۔ جس کمرے کی خواب ناک فضا میں کچھ دیر قبل ہولناک غیر انسانی پھنکاریں گونجتی رہی تھیں' جہاں ایک بہن نے جوش رقابت سے مغلوب ہو کر دوسری بہن کو زندہ نگل لیا تھا۔ وہاں اب زندگی کے حرارت آفریں گوشوں سے نقاب سرکنے لگی اور ذرا سی دیر میں میرا بوجھل ذہن لذت و آسودگی کی ان وادیوں میں کھو گیا جہاں کچھ لمحوں کے لئے انسان کو پریشانی اور تشویش کے خوف آور سایوں سے نجات مل جاتی ہے۔

رات کے آخری پہر میں جب سکون کے چند لمحات میسر آئے اور میں نے گستاخ نظریں ناگ رانی یا کوشیلا کے دمکتے ہوئے چہرے پر ڈالیں تو وہ آنکھیں موندے مسکرا رہی تھی۔ شاید گزرے ہوئے حسین لمحوں کی یاد میں۔

اچانک میری نظر کوشیلا کے بالوں پر پڑی۔ اس کی کٹی ہوئی زلفوں کا عیب اب بھی نمایاں تھا۔ اس کی خوبصورتی پر یہ ایسا داغ تھا جو میری مرضی کے بغیر نہ مٹ سکتا تھا۔ جب تک میں ناگ رانی کو اس کی کٹی ہوئی زلفیں واپس نہ کرتا اس کے بالوں کی خوبصورتی واپس نہ آ سکتی تھی' لیکن اسی کے ساتھ وہ میرے قبضہ سے بھی نکل جاتی۔

اس کے بالوں پر نظر پڑتے ہی مجھے ستارہ یاد آئی اور دل میں ایک کسک سی ہونے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گئی۔

"کوشیلا۔" میں نے اسے دھیمے سے پکارا۔

"ہوں!" وہ بدستور آنکھیں موندے رسیلی آواز میں گنگنائی۔

"میں ناگ بھون جانا چاہتا ہوں۔"

میرے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی اس نے سراسیمگی کے عالم میں آنکھیں کھول دیں اور ہڑبڑا کر چاروں طرف متوحش نظریں دوڑانے لگی جیسے کچھ نظر نہ آنے والی قوتوں کو تلاش کر رہی ہو۔

"ناگ بھون!" آخر اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ "سلطان جی! تم نے مجھے سہانے سپنوں کی دنیا سے کانٹوں بھری دلدل میں پھینک دیا ہے۔"

"کیوں؟" میں نے معصومیت کا مظاہرہ کیا۔

"میں سمجھ رہی تھی کہ اتنی مدت کی کوشش کے بعد میں تمہارا من جیتنے میں کامیاب ہو گئی ہوں..... میں تمہیں اپنا پریمی سمجھ کر اس وقت اپنی خوش قسمتی پر رشک کر رہی تھی۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز درد آمیز ہو چلی تھی۔ "لیکن تم نے مجھے زمین پر لا پھینکا..... ٹھیک ہی تو ہے! میں تمہاری غلام ہوں، تمہاری اچھا کے بغیر کچھ بھی تو نہیں کر سکتی پر..... پر.....!" وہ کچھ کہتے کہتے ہچکچا کر رک گئی۔

"بولو۔ بولو!" میں نے بے تابی سے اسے لقمہ دیا۔

"تمہیں ناگ بھون لے جا کر میں تمہارا جیون خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتی!" اس نے رک رک کر کہا۔

"خطرہ..... وہ کیا؟"

"بس میری بات مان لو۔" وہ خوشامدانہ لہجہ میں بولی۔ "ناگ بھون اماوس کی کالی راتوں میں آنے والے ڈراؤنے سپنوں کی دھرتی ہے، آج تک اس دھرتی پر کوئی انسان اپنی مرضی سے نہیں جا سکا ہے اور جو تم چلے بھی جاؤ تو..... شاید زندہ نہ لوٹ سکو!" اس کی آواز کانپ کر رہ گئی۔

مجھے اپنے رگ و ریشے میں سینکڑوں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہونے لگیں اور

لمحہ بھر کے لئے ناگ بھون جانے کا ارادہ نرم پڑنے لگا میں نے فوراً خود پر قابو پا لیا۔ "تم اس کی فکر نہ کرو!"

"میں چنتا نہ کروں۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی اور اپنی تاسفانہ نگاہیں میرے چہرے پر جما کر بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ حیدر شاہ نے تمہیں شکتی دے دی ہے، میں اب یہ بھی جان گئی ہوں کہ تم اپنی پتنی کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہو۔ کاش مجھے پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ستارہ کا پتی دیو اسے من کی گہرائیوں سے چاہتا ہے تو میں اس کا پریم لوٹنے کے لئے اسے ناگ بھون نہ پہنچاتی..... ضد نہ کرو سلطان جی! اسے بھول جاؤ، اس کے کارن تم اپنی جان بھی گنوا دو گے اور میں جنم بھر تمہاری جدائی کی آگ میں جلتی رہوں گی۔"

ناگ رانی کوشیلا جو کچھ کہہ رہی تھی وہ مجھے پہلے سے معلوم تھا، حیدر شاہ مجھے بتا چکے تھے کہ ناگ بھون میں قدم قدم پر میرے لئے خطرات کے ہولناک عفریت منہ پھاڑے کھڑے ہوں گے، وہاں کی تاریکیوں میں پروان چڑھنے والے ہولناک اور دیو پیکر اژدھے میری جان کا آزار بن جائیں گے..... ناگ بھون میں ایسے ایسے باغی ناگ اور اژدھے بھی بستے ہیں جو بظاہر ناگ رانی کا اقتدار مانتے ہیں اور موقع پانے پر اسے بھی زک پہنچانے پر اتر آتے ہیں۔ میں ناگ رانی کو تو اپنا غلام بنا چکا تھا لیکن ان خطروں کے سامنے میں بے بس ہو کر رہ جاتا۔ ناگ رانی کے تابع ہو جانے سے بس اتنا فائدہ ہوتا کہ میں ناگ بھون کی پراسرار زمین پر پہنچ جاتا جہاں ستارہ قید تھی اور وہاں ناگ رانی کے باغی مجھ پر کھلم کھلا حملہ آور ہونے کی جرات نہ کر پاتے لیکن میری ذرا سی غفلت سے وہ اپنا وار کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

"تو تم ہی ستارہ کو ناگ بھون کی قید سے چھڑا لاؤ۔ وہاں وہ تمہاری ہی قیدی ہے۔" میں نے حیدر شاہ کی ہدایت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ مجھے اس حد تک بتا چکے تھے کہ ستارہ کو ناگ بھون سے زندہ سلامت واپس لانا ناگ رانی کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔

اور اس وقت کوشیلا نے بھی یہی کہا۔ "میں اسے نہیں لا سکتی۔ وہاں ایک نئی کہانی چل پڑی ہے، ستارہ اب میری پہنچ سے باہر ہے۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"وہ کیسے؟" بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

"کیا کرو گے سن کر؟" وہ نظریں جھکا کر ندامت آمیز لہجے میں بولی۔ "یہ پاپ بھی ہی کمایا ہوا ہے۔"

"کوشیلا۔" میں نے اضطراری طور پر اسے جھنجوڑ ڈالا۔ "میں تجھے حکم دیتا ہوں پوری بات سنا۔"

اس نے میری طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں محکومانہ بے بسی تیر رہی تھی۔ میں تمہارے حکم کی بندی ہوں۔ تم اپنے پیروں سے میری چوٹی مسلنے کی طاقت رکھتے ہو' پر میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میرے کرتوت سن کر مجھ سے نفرت کرنے لگو اور تمہاری پتنی کو بھی ترسنے لگوں۔" پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "ناگ بھون ناگ راجہ کا راج چلتا ہے' وہ بڑی شکتیوں کا مالک ہے اور ناگ بھون کے سارے باسی اس سے کانپتے ہیں' اپنے رواج کے مطابق تم ناگ راجہ کو میراجی دیو کہہ سکتے وہ بڑی پرانی نسل کا شیش ناگ ہے اور اس کی سات پتنیاں ہیں جن میں' میں سب سے چھوٹی ہوں۔" ناگ رانی کا لہجہ سرگوشیانہ ہو چلا تھا اور اس کی آواز میں ہرا سمٹ آیا تھا۔ "میرے بھاگ ہی خراب ہیں کہ پہلے روز سے ناگ راجہ مجھے پسند نہ کرتا' اسی لئے اس نے مجھے ناگ بھون سے باہر بسنے والے سانپوں اور ناگوں پر لگا یہاں میں نے روپ بدل بدل کر کڑیل مردوں سے اپنی زندگی کا مزا لوٹنا شروع کر دیا میں جب بھی ناگ بھون جاتی' راجہ مجھے اپنے قریب نہ آنے دیتا اور میں تمہاری میں نئے نئے ہتھکنڈوں سے اپنی پیاس بجھانے لگی' پھر میں نے تمہیں دیکھا اور میرا تم پر آ گیا۔ تمہاری پتنی میرے راستے کی دیوار تھی اسے میں نے ناگ بھون لے جا ناگ راجہ کے حوالے کر دیا۔ ستارہ جیسی سندر ناری پہنچانے پر وہ مجھ سے خوش ہو اور میں اس کے قریب ہو گئی۔ تمہاری ستارہ ناگ راجہ ہی کی قید میں ہے۔ وہ ا دیکھ کر اپنی چھ رانیوں کو بھلا بیٹھا ہے اور مردوں کے روپ میں ستارہ پر ڈورے ڈال ہے۔ اس بے چاری کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ وہ ناگوں کی راجدھانی میں پھنس گ ہے اور ناگ راجہ اس پر مرتا ہے۔ وہ ہر وقت تمہیں ہی یاد کرتی ہے' ادھر ناگ را کی سب پتنیاں ستارہ سے جلنے لگی ہیں' اگر ناگ راجہ کا ڈر نہ ہو تو وہ پل بھر میں ا

مار ڈالیں۔ میں تمہیں ناگ بھون پہنچا تو دوں گی لیکن تم ناگ راجہ کے غضب سے نہ بچ سکو گے' اس کے کاٹنے کو سانس لینے کی بھی مہلت نہیں ملتی۔"

یہ تفصیل سن کر میرا دل تڑپ اٹھا۔ ستارہ ایک اجنبی دنیا کی قید میں بھی مجھ سے کیا ہوا پیمان وفا نبھا رہی تھی اور میں آزادی کے باوجود ہرجائی پن پر اتر آیا تھا۔ میری بہت سی راتیں رنگین آسودگیوں کی آغوش میں گزری تھیں اور وہ میرے انتظار میں کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔

"کوشیلا۔" میں بے چین ہو کر مسہری سے اتر آیا۔ "اب مجھے چین نہیں آئے گا۔ میں جلد از جلد ناگ بھون پہنچنا چاہتا ہوں۔ اگر ناگ راجہ ستارہ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تو تو میرے قہر سے نہ بچ سکے گی۔"

وہ سہم گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میں اسے اذیت میں مبتلا کر کے مار ڈالنے پر قادر تھا۔

"اس کے لئے....." وہ خوف زدہ آواز میں اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور زردی مائل چہرہ خوف کی سیاہی میں ڈوب گیا۔

میں نے اس کی پھٹی پھٹی اور ٹھہری ہوئی آنکھوں کے تعاقب میں اپنی پشت کی طرف دیکھنا چاہا۔ لیکن کمرے میں ایک ہولناک اور غصیلی آواز گونجی اور پورا کمرہ تاریکی میں ڈوب گیا۔

اس غیر انسانی آواز نے میرے اعصاب کی ساری قوت نچوڑ لی' میرا سارا جوش یک بیک خوف کی لہر میں ڈھل گیا..... میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ میرے لئے کوئی ناگہانی خطرہ پیدا ہو چکا ہے!

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-627, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

Optimized by www.ImageOptimizer.net

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

کمرے میں پھیلی ہوئی گہری اور گھور سیاہی میں مجھے اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا۔ وہ آواز جو لمحہ بھر پیشتر کمرے میں گونجی تھی' میرے ذہن کو ماؤف کر گئی تھی اور مجھے اتنا موقع بھی نہ مل سکا تھا کہ میں خواب گاہ میں آنے والی نئی شخصیت کا دیدار کر سکوں..... لیکن میری چھٹی حس مجھے کسی ہولناک خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ وہ آواز کس مخلوق کی تھی' میں یہ فیصلہ تو نہ کر سکا' لیکن ایک بات یقینی تھی کہ وہ آواز غیر انسانی اور بہت ہی دہشت انگیز تھی۔

"کوشیلا۔" میں نے پھنسی پھنسی آواز میں اپنے ساتھ اس تاریک خواب گاہ میں موجود ناگ رانی کو پکارا لیکن جواب ندارد۔

میرے چڑھتے ہوئے سانسوں کے بے ربط آہنگ کے سوا اب کمرے میں پرہول سکوت چھا چکا تھا۔ جس غیر انسانی آواز کے ابھرتے ہی کمرے کی خواب ناک روشنیاں تیرگی میں ڈوب گئی تھیں۔ وہ بھی دوبارہ نہ سنائی دی۔ میں خوفزدہ ہو کر محض اندازے کی بنا پر اس طرف لپکا جدھر تاریکی ہونے سے لمحہ بھر قبل کوشیلا موجود تھی لیکن میرے ہاتھ خلا میں لہرا کر رہ گئے۔ کوشیلا اب وہاں موجود نہیں تھی۔ میں نے ایک قدم اور بڑھایا میرے پیروں کے نیچے کوئی زندہ اور نرم چیز کلبلائی اور ساتھ ہی خواب گاہ میں کسی سانپ کی بے ساختہ پھنکار گونج اٹھی۔ تکلیف کے احساس میں ڈوبی ہوئی.....!

اس وقت میری جگہ کوئی اور ہوتا تو پل بھر میں دہشت سے بے ہوش ہو جاتا لیکن میں اب ناگوں وغیرہ سے پیدا ہونے والے خوف پر قابو پانے کا عادی ہو چکا تھا۔ ماورائی قوتوں کی مالک۔ ایک ناگ رانی اپنی راتیں میری آغوش میں گزارتی رہی تھی۔ اس لئے اب میں سانپوں اور ناگوں کی دہشت اور خوف سے کافی حد تک بے نیاز ہو چکا تھا۔ میں مخبوط انداز میں پیچھے اچھل آیا۔ کیونکہ میں اس بات سے لاعلم تھا کہ میرے

پیروں میں رہنے والی ناگ رانی تھی یا میرا وہی نادیدہ دشمن جس کی آمد پر کمرے میں تاریکی نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔

کوشیلا کو تلاش کرنے کی اس ناکام کوشش کے ساتھ ہی کمرے میں پہلے عجیب سی سرسراہٹیں گونجنے لگیں جیسے کوئی وزنی ناگ فرش پر رینگتا پھر رہا ہو۔ پھر تیز سیٹیوں اور پھنکاروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ میں دم سادھ کر دیوار کے سہارے چپک گیا۔ میں پہچان گیا کہ اب ناگ رانی اپنی پراسرار قوتوں کو حرکت میں لانے کے لئے اپنی زبان میں کچھ عمل کر رہی ہے۔

بس چند ہی ثانئے گزرے اور میرے شبہ کی تصدیق ہو گئی۔ وہ تیرہ و تار کمرہ یکبارگی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ ناگ رانی میری نگاہوں کے سامنے اپنا پھن کاڑھے' پر ہیبت انداز میں پہلو بدل بدل کر ایک ہولناک مخلوق کو دیکھ رہی تھی۔ اس عجیب الخلقت مخلوق کا سیاہ چہرہ بہت ہی بھونڈا اور کراہت آمیز تھا۔ سیاہ کھال جا بجا پھوڑوں کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ اس کی قامت' جسامت اور بدن کی ساخت ظاہری طور پر انسانوں جیسی ہی تھی لیکن اس کے سر پر بالوں کی بجائے ہزاروں بال کی طرح پتلے اور چمکدار سانپ کلبلا رہے تھے۔ وہ سب زندہ تھے۔ ان کی دمیں اس بدصورت شخص کے سر میں جڑی ہوئی تھیں اور ان کے سرخ زبانیں اگلتے ہوئے منہ اس کے شانوں سے نیچے تک لہرا رہے تھے' اس کی بڑی بڑی آنکھیں سیاہ حلقوں میں دھنسی ہوئی تھیں اور ان میں موت کی سی بے رونق سی زردی رچی ہوئی تھی۔ وہ بڑے پرسکون انداز میں غصے سے بل کھاتی ہوئی ناگ رانی کو دیکھے جا رہا تھا۔

کمرے میں یک بیک روشنی آتے ہی میری آنکھیں چندھیا گئیں لیکن اس کی آنکھیں اسی طرح کھلی رہیں جیسے اس کے لئے تاریکی اور روشنی بے مقصد ہوں..... اس نے ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے کے لئے میری جانب نگاہیں اٹھائیں اور میرے سارے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی' یوں محسوس ہوا جیسے میرے بدن کے سارے مساموں کے منہ کھل گئے ہوں۔ اور ان سے پسینے کی دھاریں بہہ نکلی ہوں... وہ آنکھیں... ان پر چھائی ہوئی غیر فطری مردنی آج بھی میرے ذہن سے چپکی ہوئی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جیسے ہی میری اور اس کی آنکھیں چار ہوئیں مجھے یوں محسوس ہوا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جیسے کسی نے مجھے اچانک برفیلے پانی کے ٹب میں غوطہ دے دیا ہو۔ اس کی آنکھوں سے نادیدہ مقناطیسی لہروں کا سرد اور بے چین کر دینے والا اثر میری روح تک میں پیوست ہونے لگا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ذرا دیر اور اسی طرح میری جانب دیکھتا رہتا تو میں اعصابی طور پر بالکل مفلوج اور ناکارہ ہو کر رہ جاتا لیکن اسے میری جانب متوجہ پاتے ہی ناگ رانی کے جسم کا دم والا حصہ فرش پر لہرا کر تیزی سے اس بدوضع شخص کے پیروں کی جانب لپکا اور اسے اپنا بچاؤ کرنے کی فکر میں ایک مرتبہ پھر ناگ رانی کی طرف متوجہ ہو جانا پڑ گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے اور میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو کیوں گھور رہے ہیں۔ شاید نگاہوں کے مقناطیسی ٹکراؤ ہی سے وہ فریق مخالف کو زیر کرنے کے چکر میں تھے۔ اسی دوران میں ناگ رانی تڑپ کر فرش پر مچلی اور میرا دل بے اختیار ڈوب چلا۔ مجھے شبہ ہوا کہ وہ قابل نفرت اور مکروہ شخص' ناگ رانی پر غالب آ گیا ہے۔ لیکن اگلے لمحے میرے لئے بڑے سکون بخش ثابت ہوئے۔ ناگ رانی نے انسانی روپ دھارنے کے لئے فرش پر لوٹ لگائی تھی۔

اب ناگ رانی ایک بار پھر حسین کوشیلا کے روپ میں آ چکی تھی اور بڑے غصیلے انداز میں اسے گھور رہی تھی۔

وہ دونوں اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے یوں ہی غضب ناک تیوروں سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے اور میں دیوار سے چپکا ان میں سے کسی ایک کے زیر ہونے کا منتظر رہا۔ چند منٹ انتظار میں گزر گئے لیکن ان میں سے کسی کے جارحانہ انداز میں فرق نہ آیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس بار ناگ رانی کا مقابلہ خاصا کٹھن ہے۔

پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس شخص کے سر پر لہراتے اور کلبلاتے باریک باریک سانپوں کی بے چینی یکلخت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے چہرے پر بھی سراسیمگی پھیل گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کوشیلا سے نظریں چرانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے لیکن کسی نادیدہ مقناطیسی لہر نے اس کی نگاہوں کو کوشیلا کی غضب ناک آنکھوں پر جما کر رکھ دیا ہے۔

مکار۔۔۔ تجھے بڑا گھمنڈ تھا اپنی ان آنکھوں کی قوت پر۔" کوشیلا پلک جھپکائے بغیر قہربار لہجے میں بولی۔ "آج تو میرے پھندے میں آیا ہے۔ تیری ان منحوس آنکھوں کو آج میں پانی بنا کر نہ بہا دوں تو نام بدل دوں گی۔ تیری ان پر فتن کی ماری آنکھوں میں قوتیں سلب کرنے کی جو صلاحیت ہے وہ بھی آنکھوں کے ساتھ پانی بن کر بہہ جائے گی۔ میں بہت عرصے تک تجھے درگزر کرتی رہی لیکن اب معاف نہیں کروں گی۔"

"شما۔۔۔ شما کرو رانی جی!" وہ لڑکھڑاتی ہوئی کھوکھلی آواز میں بولا۔ "آئندہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔"

"بدمعاش۔۔۔!" ناگ رانی دانت پیس کر بولی۔ "تو جھوٹا ہے۔ اس بار میں تیرے فریب میں نہیں آؤں گی۔"

"میں لاچار تھا رانی جی۔ مجھے ناگ راجہ نے حکم دیا تھا کہ تم دونوں کو قید کر کے ناگ بھون پہنچا دوں۔ مجھے شما کر دو۔ میں اب ناگ بھون کا رخ بھی نہیں کروں گا۔ منہ چھپا کر بھوری مٹی والے پہاڑوں کی طرف نکل جاؤں گا۔ کوئی میرا سراغ بھی نہ پا سکے گا۔"

"سلطان جی میرے مالک ہیں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے راجہ تو کیا پورا ناگ بھون بھی انہیں انگلی نہ لگا سکے گا۔"

"شما کرو رانی جی!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سراسیمگی اب حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی اور اس کے سر پر اگے ہوئے زندہ سانپ دموں کے بل کھڑے اپنی باریک زبانیں نکال نکال کر آہستہ آہستہ شور کر رہے تھے۔

"اے موذی۔ سنبھل۔" کوشیلا نے اسے للکارا۔ ساتھ ہی اس کی گلابی آنکھوں میں یک بیک خون کی سرخی دوڑ گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوشیلا کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ دہکتے ہوئے کوئلوں کے دو ننھے ننھے الاؤ روشن ہو گئے ہوں۔

اس شخص کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ پھر لمحہ بھر میں وہ ڈبڈبا آئیں اور وہ مرحلہ تو میرے لئے حیرتناک تھا جب میں نے دیکھا کہ ناگ رانی کی نگاہوں سے نکلنے والی مہلک لہروں کی تاب نہ لا کر اس کی دونوں آنکھیں پگھل کر پانی بن رہی ہیں۔

"رانی۔" وہ کربناک آواز میں چیخا۔ "میری آنکھیں اندھیروں میں ڈوب رہی

ہیں..... رانی مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

اس وقت اس کی آنکھوں ...... بے رونق قلور پتھرائی ہوئی زرد آنکھوں سے رقیق اور شفاف سیال کے چند موٹے موٹے قطرے اس کے رخساروں پر ڈھلک کر زمین پر آگرے۔ اور آنکھوں کی جگہ دو خوفناک گڑھے باقی رہ گئے۔ ناگ رانی یا کوشیلا تیزی سے آگے بڑھی اور فرش پر گرنے والے آنکھوں کے پانی کو اپنے قدموں سے روند ڈالا۔

اس بدوضع شخص کے مکروہ چہرے پر اب دو تاریک گڑھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اور ڈھیلے پانی بن کر بہہ چکے تھے لیکن پپوٹے اور پلکیں بالکل ٹھیک تھیں۔ اور تیزی کے ساتھ بار بار جھپک رہی تھیں۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے باریک سانپوں کی بے قراری اور بے چینی ختم ہو چکی تھی۔ وہ خوف زدہ انداز میں بے جان رسیوں کی طرح اس کے شانوں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ بغیر کوئی حرکت کئے۔

"رانی.....!" چند ثانیوں کے بعد وہ شخص پرسکون اور سرد آواز میں بولا۔ "تو نے آج میری شکتی کی ہتیا کی ہے، تجھے اس حرکت کی بھاری قیمت دینی ہو گی۔ اب میں ہر قیمت پر تجھے ناگ بھون کی پوتر اور اندھیاری دھرتی پر لے جاؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ تو اور تیرا یار کب تک میرے انتقام سے بچے گا۔ شیو ناگ سے ٹکرا کر آج تک کوئی سکھی نہیں رہا ہے اور بہت جلد تیرے رنگین بہروپ بھی اجڑ جائیں گے میں نرگ کی سسکارتی ہوئی دلدلوں اور دہکتے ہوئے الاؤ میں تیری آتما کو سکھ نہ لینے دوں گا۔ آج سے میں سائے کی طرح تیرے پیچھے رہوں گا۔ دیکھتا ہوں تو کب تک مجھ سے بچتی ہے!"

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور کوشیلا اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر کسی نامعلوم زبان میں چلائی۔ اس کی آواز میں غیض و غضب کی بجلیاں کوند رہی تھیں کوشیلا کی آواز ابھرتے ہی وہ لڑکھڑایا جیسے اس کے پیر کسی نادیدہ جال میں الجھ گئے ہوں لیکن اس نے فوراً ہی سنبھالا لیا اور حلق سے ایک کریہہ غراہٹ نکالتا ہوا سنبھل کر آگے بھاگا۔ اسی وقت ناگ رانی کی ہتھیلی سے روشنی کا ایک تڑاقا ہوا اور تیزی سے بھاگتے ہوئے دشمن کے پیچھے لپکا۔ شاید

وہ اپنے تعاقب میں آنے والی اس آفت سے باخبر ہو گیا تھا کیونکہ کوندتی ہوئی روشن لہروں کا جال قریب پہنچنے سے قبل ہی وہ پلٹا اور فرش پر سجدے میں گر کر کسی نامانوس زبان میں کچھ چیخنے لگا۔ فوراً ہی اس کوندتے ہوئے جال کا رخ بدل گیا اور وہ اوپر اٹھ کر چھت سے ٹکراتا ہوا غائب ہو گیا۔ وہ پورا کمرہ بری طرح لرز کر رہ گیا۔ اس کوندے کے چھت سے ٹکراتے ہی ایک زبردست اور گونجیلا دھماکا ہوا تھا اور ساتھ ہی چھت میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا تھا۔ میں نے اس جھٹکے سے سنبھل کر اپنے بھاگتے ہوئے دشمن کو دیکھنا چاہا لیکن وہ لاپتہ ہو چکا تھا۔ پل بھر میں ہی وہ موقع پا کر خواب گاہ سے فرار ہو چکا تھا۔

کوشیلا کی ابلی ہوئی غضب ناک آنکھوں کے دہکتے الاؤ اب ماند پڑنے لگے تھے اور وہ سرک کر میرے قریب آگئی تھی۔

"یہ کون تھا کوشیلا؟" میں نے ناگ رانی کے شانے پر ہاتھ ٹکا کر پوچھا۔

"یہ بڑا موذی ہے..... ناگ بھون کے باسیوں میں یہ شیو ناگ کہلاتا ہے۔ اور ناگ راجہ کے منہ چڑھا ہوا ہے۔ یہ بڑی شکتیوں کا مالک ہے۔" کوشیلا کی آواز میں ہلکی سی تشویش نمایاں ہو چلی تھی۔ "شاید ناگ راجہ کو علم ہو گیا ہے کہ میں تمہارے قبضے میں آ چکی ہوں اسی لئے اس نے شیو ناگ کو ہماری گرفتاری کے لئے بھیجا تھا۔ شیو ناگ کی آنکھوں میں اس قدر طاقت تھی کہ وہ ہمیں بے بس کر کے ناگ بھون لے جا سکتا تھا لیکن میں نے بھی جان کی بازی لگا کر اس سے آنکھیں چار کیں اور میری آنکھوں کے سامنے وہ تاب نہ لا سکا۔ اس کی آنکھیں پگھل کر بہہ چکی ہیں اور وہ اپنی ایک زبردست شکتی سے محروم ہو چکا ہے۔ لیکن اب بھی وہ مجھے اور تمہیں نرک پہنچا سکتا ہے۔ یہ بڑی پریشانی کی بات ہے۔"

"وہ اندھا ہو گیا لیکن بھاگتے ہوئے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دیکھ رہا ہو۔" میں نے کہا۔

"ناگ بھون کی سبھا والے اسے دھرماتما کہتے ہیں۔ آنکھیں پگھل جانے سے اس کی قوت ضرور کم ہو گئی ہے لیکن وہ اپنی دوسری شکتیوں کے سہارے ہماری تمہاری طرح دیکھ سکتا ہے۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تم نے اسے زندہ نکل جانے کا موقع دے کر اچھا نہیں کیا۔" میں متاسفانہ لہجے
میں بولا۔ "اس جیسے خطرناک دشمن کا تو ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔"

"تم مجھے الزام دے رہے ہو۔" وہ شکایت کرنے والے لہجے میں بولی۔ "میں نے
تو اسے جلا کر بھسم کر دینے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنی مکاری سے آگ سے نـ
نکلا... میں تو کسی نہ کسی طرح اس سے نمٹتی رہوں گی لیکن اب تمہارا میرے قریب
رہنا تمہارے حق میں خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیوں۔۔۔؟"

"شیو ناگ نے اگر تم پر کوئی وار کر دیا تو میں کچھ نہ کر سکوں گی تم جتنی جلد ہو
سکے یہاں سے دور نکل جاؤ۔ میں شیو ناگ کو ٹھکانے لگانے کے بعد تمہارے پاس پہنچ
جاؤں گی۔"

"وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ اگر وہ تمہیں چھوڑ کر میرے
تعاقب میں ہو لیا تو تمہیں کیسے خبر ہو گی؟" میں نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد
پوچھا۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں مسکرا دی۔ "تمہاری ناگ رانی کی بھی کچھ طاقت ہے۔
شیو ناگ دس میل سے باہر قدم بھی نہ نکال سکے گا میں اسے اپنے ہی ساتھ الجھائے
رکھوں گی۔ یوں تو میں تمہاری داسی ہوں تم میری شکتی کے مالک ہو۔ پر شیو ناگ کے
خاتمے تک مجھے آزاد کر دو۔۔۔؟"

"آزاد کر دوں؟" اس کی بات پوری ہونے سے پیشتر ہی میں بول پڑا۔ یکایک
میرے ذہن میں خیال آیا کہ ناگ رانی نے میری قید سے نجات پانے کے لئے شیو ناگ
والا جھوٹا ڈرامہ کھیلا ہے تاکہ میں حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دوں اور
وہ ایک مرتبہ پھر آزاد ہو جائے۔

"چونکو نہیں سلطان جی!" وہ میرے سینے پر سر ٹکا کر دھیمی آواز میں بولی۔ "میں
جانتی ہوں کہ تم اپنی پتنی کو حاصل کئے بغیر مجھے آزاد نہ کرو گے تم سے آزادی مانگنے کا
یہ مقصد ہے کہ جب تک میں شیو ناگ کو نہ مسل دوں۔ تم مجھے کہیں طلب نہ کرنا۔
میں اپنا کام کرتے ہی تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

"ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔" میں نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"اس عرصہ کے لئے میں اپنی ایک سکھی کو تمہارے سپرد کئے دیتی ہوں۔ وہ بھی
ایک پرانی ناگن ہے۔ تم جب بھی اسے یاد کرو گے وہ ایک خوبصورت لڑکی کے روپ
میں تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ اس کے پاس بھی کافی طاقت ہے وہ تمہاری مدد کرتی
رہے گی۔" کوشیلا میرے سینے کے بالوں سے کھیلتے ہوئے بولی۔

"میں اسے کس نام سے بلا سکوں گا؟" میں نے کوشیلا کو۔۔۔ غیر ارادی طور پر
اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"چترا نام ہے اس کا۔" کوشیلا نے کسمساتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا کوشیلا۔" میں نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اگر قدرت کو یہی منظور ہے کہ
میری اور ستارہ کی جدائی کے لمحے اور طویل ہو جائیں تو میں مجبور ہوں' پر یہ یاد رکھنا
کہ وقت میرے دل سے ستارہ کی یاد نہ مٹا سکے گا۔ جیسے جیسے فراق کی مدت بڑھتی
جائے گی۔ میرے دل پر اپنی معصوم اور باوفا بیوی کے نقوش اور گہرے ہوتے جائیں
گے۔"

"میرے بال تمہارے قبضے میں ہیں سلطان جی! تمہیں دھوکہ دے کر میں ہرگز نہ
بچ سکوں گی۔"

"جب تک یہ یاد رکھو گی' فائدے میں رہو گی۔" یہ کہتے ہوئے میں نے اپنے جنم
جنم کے پیاسے ہونٹ اس کے دہکتے ہوئے رخساروں پر رکھ دیئے۔ کوشیلا ناگ رانی
سے نامعلوم عرصے کے لئے جدائی کا احساس ہوتے ہی میری تشنگی ابھر آئی تھی اور کوشیلا
کے انداز سے بھی واضح تھا کہ وہ مجھے الوداع کہنے سے قبل ایک بار پھر کچھ مسرور لمحے
گزارنے کی متمنی ہے۔

میں نے اسے بازوؤں میں بھینچ کر ایک طویل بوسہ دیا۔ وہ آنکھیں موندے
تسکین کی انجانی دنیا میں کھوئی رہی۔ اور جب میں نے آہستگی کے ساتھ اسے اپنے جسم
سے علیحدہ کیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں جہاں خمار کی چلمن سے دبا دبا احتجاج جھانک
رہا تھا۔

"میں ابھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ ٹرین میں بیٹھنے کے بعد ہی فیصلہ کروں گا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کہ مجھے کہاں جانا ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"جانے سے پہلے اپنی کڑیل بانہوں کو یوں نہ چھپاؤ۔ نہ جانے اب کتنے دن بعد ت سے ملاقات ہو۔ میرا بدن ٹوٹ رہا ہے۔ کیا تم کچھ دیر محض میری خاطر نہ رکو گے؟" وہ جذباتی آواز میں بولی۔

"میں نہیں چاہتا کوشیلا کہ میری تاخیر یا تمہاری خواہشات کے باعث شیو ناگ کو کوئی مہلک موقع مل سکے۔ ہم جلدی ملیں گے۔"

"شیو ناگ۔" وہ حقارت سے بولی۔ "اس کمرے کی چھت کا شگاف دیکھ رہے ہو۔ جب تک پوتر شکتی کا یہ نشان یہاں موجود ہے وہ نابکار یہاں پر بھی نہ مار سکے گا۔"

"اوہ!" میرے ذہن میں اس بات سے اچانک ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ "تو کیوں نہ میں اسی کمرے میں رہتا رہوں اور تم باہر نکل کر شیو ناگ کا سراغ لگاؤ۔"

"اتنے نادان نہ بنو!" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسہری کی طرف لے جاتے ہوئے بولی۔ "وہ بہت مکار ہے۔ تمہارے لئے ایسے سنہرے جال بنائے گا کہ تم باہر نکلنے کی آرزو کرنے لگو گے۔ اس کی بدمعاشیوں سے بچنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ تم یہاں سے دور نکل جاؤ۔ اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دو۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

پھر اس نے مسہری پر دراز ہو کر مجھے اپنے قریب کھینچ لیا۔ اس وقت میرا ذہن کسی اور طرف بھٹکا ہوا تھا لیکن میں کوشیلا کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتا تھا مجھے بادل نخواستہ اس کے مرمریں بدن اور مخروطی کونپلوں کے قریب ہو جانا پڑا اور اس کے بدن سے پھوٹنے والی بھینی بھینی مہکار نے ذرا ہی دیر میں میرے جذبات کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور کوشیلا کو میری اسی وحشت کا انتظار تھا۔

میں نے وہ رات کوشیلا کے کاکل و رخسار کے سائے میں ایک عجیب ہی انداز میں گزار دی۔ اور جب فضا میں پرندوں کی نوا سنجی کیساتھ نیا دن انگڑائی لیتا ہوا نمودار ہوا تو میں نے تنہائی کے ایک کرب آمیز احساس کے ساتھ کوشیلا کو الوداع کیا اور تن کے کپڑوں کے ساتھ کوشیلا کے گھر سے روانہ ہو گیا۔

سڑک پر آنے کے بعد میں کافی دور بے خیالی کے عالم میں چلتا رہا۔ اب شیو ناگ

کے زیر ہو جانے تک میری کوئی منزل نہیں تھی۔۔۔ میرا کوئی ساتھی نہیں تھا! مجھے اپنی زندگی کی حفاظت اور ستارہ کے حصول کے لئے ہر قیمت پر شملہ سے باہر رہنا تھا۔

اس روز پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ تن کی بے مقصد زندگی کتنا بڑا عذاب ہے' گو میرے لئے یہ عذاب محض وقتی تھا اور میں اس بات سے خوب آگاہ تھا لیکن پھر بھی میں ذہنی اذیت سے حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

شملہ سے صبح ساڑھے چھ بجے لاری روانہ ہوتی تھی' میں نے ارادہ کر لیا کہ اسی لاری سے روانہ ہو جاؤں گا۔ ہر طرف صبح کا ملگجا سا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ بھیگی بھیگی خوشگوار ہواؤں میں رچی ہوئی بھینی بھینی بو نسیم سحری کے مست خرام کو نشہ آور بنا رہی تھی۔ پرندوں کے غول چہچہاتے اور بھانت بھانت کی آوازیں نکالتے اپنے رزق کی تلاش میں اپنے نشیمنوں سے کوچ کر رہے تھے۔ میں نے گرد و پیش ہر طرف نظریں دوڑائیں لیکن کہیں کوئی سواری میسر نہ آ سکی' وقت کم تھا اور منزل بے نشان! شملہ میں رہتے ہوئے شیو ناگ کا خطرہ تلوار کی تیز دھار کی طرح سر پر لٹک رہا تھا۔ غیر ارادی طور پر میرے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔

آباد علاقے میں گزرنے کے بعد لاریوں کے اڈے تک پہنچنے کے لئے ایک ناہموار اور ویران پہاڑی کا چکر کاٹنا پڑتا تھا جو خاصا طویل پڑتا۔ جبکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ میں نے تاخیر کے اندیشہ سے پہاڑی کا چکر کاٹنے کے بجائے اسے کچے راستے سے عبور کرنے کا فیصلہ کیا' اور سڑک سے اتر پڑا۔

تقریباً دو سو گز دور نکل جانے کے بعد ویرانی کا رچاؤ اور بڑھ گیا۔ میں چوکنی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ نہ جانے کیوں۔ مجھے ہر آن کسی جانب سے شیو ناگ کے نمودار ہونے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔

مفروضہ خطرات کے وسوسوں کی شدت سے مجبور ہو کر میں نے دل ہی دل میں کوشیلا ناگ رانی کی سہیلی چترا کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میرے بڑھتے ہوئے قدموں سے چند گز دور زمین پر دھوئیں کا ایک بگولا اٹھا اور پلک جھپکنے میں ایک بے حد شوخ اور خوبصورت لڑکی۔۔۔ دھوئیں کے اس بگولے میں سے نکل آئی۔ اس کی سلونی رنگت پر کالی کالی چمکدار آنکھیں قیامت ڈھا رہی تھیں اور ماتھے کی سرخ بندیا نے تو اس کے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, RHA... ZAR, RAWALPINDI.
Call: 0... 0345-5048559
Ali Khan

نکھار میں چار چاند لگا دیئے تھے۔

"چترا تمہاری باندی ہے سرکار۔" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کرتے ہوئے بولی۔

"تم میرے ساتھ لاریوں کے اڈے تک چلو گی۔۔۔ ذرا شیو ناگ کا خیال رکھنا" میں نے اسے حکم دیا۔

"ڈرتے ہو مہاراج!" اس نے میرے برابر میں آتے ہوئے شوخی سے کہا۔

اس کا یہ بے تکلفانہ تبصرہ مجھے بڑا گراں گزرا لیکن اس وقت مجھے اس کی رفاقت کی ضرورت تھی۔ پھر میں یہ بھی جانتا تھا کہ ناگ رانی تو میری تابع ہے' میں ہر وقت اس کو سرزنش کر سکتا ہوں۔ لیکن چترا میری غلام نہیں تھی' وہ محض ناگ رانی کی ہدایت پر وقتی طور پر مجھ سے تعاون کر رہی تھی۔ میں نے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ "بڑی منہ زور لڑکی ہے تو!"

"میں تم سے کیوں منہ زوری کرنے لگی۔" اس نے تیوریوں پر بل ڈال کر کہا۔ "منہ زوری تو ان سے کی جاتی ہے جو نخرے اٹھا سکیں۔"

عجیب کھوپڑی پائی تھی اس نے۔ میرے برابر میں چلتی رہی اور بلاوجہ مجھے چڑانے کی کوشش کرتی رہی۔ شاید اسے اپنے حسن پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ناز تھا۔

ابھی ہم ذرا ہی دور گئے ہوں گے۔ کہ چترا نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف اشارہ کیا۔ "ارے وہ دیکھو۔ ایک ٹٹو گھاس چر رہا ہے۔ آؤ اسے پکڑیں۔"

میں نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا۔

"کیا گھورتے ہو مہاراج!" وہ میری طرف جھکتے ہوئے بولی۔ "لاریوں کا اڈہ یہاں سے ابھی ایک میل دور ہے۔ یوں ٹہلتے ہوئے تو تم وقت پر نہ پہنچ سکو گے۔ اور دیکھو تو اس پر زین بھی کسی ہوئی ہے۔۔۔ قریب چلو تو شاید راسیں بھی ہوں۔"

اس کے للچائے ہوئے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹٹو کی سواری کی بہت شوقین ہے۔ پھر بھی اس کی موجودہ تجویز خاصی نامناسب تھی۔ میں نے کہا۔ "اگر اس پر زین کسی ہوئی ہے اور راسیں بھی موجود ہیں تو اس کا مالک بھی کہیں آس پاس ہی موجود ہو گا۔"

"ہوا کرے۔" وہ لاپروائی سے بولی۔ "اگر ٹٹو ایک بار ہمارے ہاتھ لگ گیا تو اس کے فرشتے بھی ہمیں نہ پکڑ سکیں گے اور اب ہم تو شملہ ہی سے جا رہے ہیں' اسے ٹٹو واپس مل جائے گا تو وہ ہمیں معاف بھی کر دے گا۔ آؤ اسی طرف چلو۔ میں ٹٹو بہت شاندار دوڑاتی ہوں۔"

وہ میرا بازو پکڑ کر کھینچنے لگی۔ مجھے ناچار اس کا ساتھ دینا پڑا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ میں کس جنجال میں پھنس گیا۔

وہ ٹٹو بہت ہی فرمانبردار اور مطیع ثابت ہوا۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی اور زین سے لگے ہوئے تھیلے میں راسیں جھانک رہی تھیں۔ چترا نے بڑے اطمینان سے اس مشکی ٹٹو پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سر ہلا کر محبت سے ہنہنایا جیسے اسی کا پالتو رہا ہو۔ چترا نے پل بھر میں اس کی راسیں جوڑیں اور اچک کر اس کی پشت پر چڑھ گئی۔

"آ جاؤ۔ آ جاؤ مہاراج۔" مجھے جھجکتے دیکھ کر وہ بولی۔ اور میں خاموشی سے چترا کے پیچھے بیٹھ گیا۔

"مجھے مضبوطی سے تھام لو۔" وہ ذرا پیچھے سرکتے ہوئے بولی۔ "ایسا نہ ہو کہ راستے میں لڑھک جاؤ۔"

میں جھلا گیا۔ "میں اناڑی نہیں۔ شہسوار ہوں شہسوار۔"

وہ ہنس پڑی اور ٹٹو کو ایڑ لگائی۔ تو وہ سر جھکا کر اتنی تیزی کے ساتھ دوڑا کہ میں فوراً ہی چترا کی کمر نہ تھام لیتا تو سر کے بل پتھروں پر جا پڑتا۔

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "مہاراج اب کمر تھامے رہنا۔"

ٹٹو اچھلتا ہوا سنگلاخ زمین پر دوڑے جا رہا تھا۔ جھٹکوں کے باعث چترا میری گود میں آ بیٹھی تھی اور میں نے بڑی مضبوطی کے ساتھ اسے اپنے بازوؤں میں تھاما ہوا تھا۔ اس کے حرارت آگیں جسم کے لمس سے میری آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اڑنے لگی تھیں۔ میں نے بے اختیار ہو کر پوری قوت سے اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔

وہ ہنس کر دوہری ہو گئی۔ "ہائے رام۔ یہ کیا کر رہے ہو مہاراج' اتنا نہ ڈرو۔ میں تمہیں گرنے نہ دوں گی۔" وہ دانستہ انجان سی بن گئی۔

میں ٹٹو کی خطرناک رفتار سے بے پروا چترا کے مدہوش کن لمس میں کھویا ہوا
لیکن میری یہ یک رخی محویت زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی۔ ٹٹو کے سموں سے
چنگاریاں اڑ رہی تھیں اور وہ بری طرح اچھلتا کودتا اور دولتیاں جھاڑتا ناہموار راستے
دوڑا جا رہا تھا۔ چترا نے اس کی ڈھیلی راسوں کو کھینچا۔ ٹٹو نے زور سے ہنہنا کر سر
ایک جھٹکا دیا لیکن رفتار میں کمی نہ آئی۔ چترا نے پوری قوت سے راسیں کھینچ لیں
لیکن ٹٹو کی ناہموار اور خطرناک رفتار میں کوئی فرق نہ آیا وہ پوری کوشش کر رہا تھا
ہم دونوں کو پتھریلی زمین پر پھینک دے۔ یہ خطرہ محسوس کرتے ہی میرا سارا خمار ہوا
گیا۔ اگر اس رفتار پر ہم دونوں ٹٹو پر سے گرتے تو ایک بھی ہڈی سلامت نہ رہتی
اور اگر کسی ڈھلوان راستے پر یہ حادثہ پیش آتا تو نہ جانے کتنے ہزار فٹ گہری کھائی
مقدر بنتیں۔ میرا قیاس بتا رہا تھا کہ ٹٹو اصل راستے سے ہٹ کر خطرناک پگڈنڈیوں پر
گیا ہے اور اب چترا اس منہ زور حیوان پر قابو نہ پا سکے گی۔

"چترا اسے روکو۔" میں اس کی کمر سے لپٹا ہوا چلایا۔

وہ خود بدحواس ہو چکی تھی' اس نے ایک بار پھر راسوں کو اپنی جانب کھینچا۔
نے زور کا جھٹکا مارا اور ایک دم چترا کی چیخ نکل گئی' راسیں اس کے ہاتھ سے نکل چکی
تھیں۔ پل بھر کے لئے راسیں گردن پر رکیں پھر زمین پر پھسل گئیں۔

یہ صورت حال بڑی صبر آزما بلکہ جان لیوا تھی۔ ٹٹو پر وحشت سوار تھی۔ اس کی
رفتار خطرناک حدوں سے گزر چکی تھی' رستہ بہت پتلا اور مہلک تھا ادھر ٹٹو کی راسیں
زمین پر گھسٹ رہی تھیں' اگر کہیں بھی اس کا پیر راسوں میں الجھ جاتا تو ہم دونوں کا
حشر خراب ہوتا۔

اچانک چترا زور سے چیخی۔ "مہاراج یہ ٹٹو نہیں ہے...... ٹٹو نہیں ہے۔"

چترا کی آواز اتنی سہمی ہوئی تھی کہ میں اس نئے انکشاف پر بوکھلا گیا۔ چترا کے
شانے پر سے جھانکا لیکن ٹٹو کی ہیئت بالکل وہی تھی مگر چترا بدستور "یہ ٹٹو نہیں ہے"
تکرار کئے جا رہی تھی۔

"چترا ہوش میں رہو۔" میں نے سخت لہجے میں اسے ڈانٹا۔ "ذرا ہی دیر میں اس کا
سانس ٹوٹنے والا ہے۔ اتنی دیر خود پر قابو رکھو۔"

"یہ ٹٹو کے روپ میں شیو ناگ ہے مہاراج۔ یہ ہم دونوں کو کسی گہری کھائی میں گرا کر مار دے گا۔" وہ پوری قوت سے چیخی۔

یہ انکشاف سنتے ہی میں بدحواس ہو گیا۔ موت آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔ بس ذہن میں ایک ہی بات رہ گئی کہ میں اس وقت اپنے ایک خوف ناک دشمن کے قبضے میں ہوں جو کسی بھی لمحے مجھے موت کی اندھی وادیوں میں دھکیل سکتا ہے۔

"مہاراج! کچھ کرو۔ ورنہ یہ مار ڈالے گا۔" چترا روہانسی آواز میں چیخی۔ "اسے معلوم تھا کہ میں ٹٹو کی سواری کی شوقین ہوں۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی مہاراج۔"

اس وقت میرا ذہن کسی قابل نہیں رہ گیا تھا۔ چترا چیختی رہی اور میں موت کے پسینوں میں ڈوبا اس خوف ناک بھاگ دوڑ کے اختتام کا منتظر رہا۔

"مہاراج!! ناگ رانی کو طلب کرو!" چترا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ "اس وقت میں شیو ناگ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

میں نے بغیر سوچے سمجھے دل ہی دل میں ناگ رانی کو طلب کیا اور پل بھر میں وہ سفید ناگن کسی بلائے ناگہانی کی طرح منہ زور ٹٹو کے راستے میں آ گئی۔ اس کا چھچھاتا ہوا تھرکتی پھن فضا میں اٹھا ہوا غصیلے انداز میں لہرا رہا تھا۔ اس کے سامنے آتے ہی ٹٹو بھڑک گیا اور اتنی تیزی کے ساتھ رکا کہ پچھلی دونوں ٹانگوں پر اوپر اٹھ گیا۔ میں رفتار کا زور ٹوٹتے ہی اس کی پشت پر سے نیچے کود گیا۔ چترا نے بھی ایسی ہی پھرتی دکھائی ادھر وہ ٹٹو بے اختیار پیچھے گھوم کر بگٹٹ ایک طرف کو ہو لیا۔ ناگ رانی چند ثانئے اپنی جگہ کھڑی اس دہشت زدہ ٹٹو کی جانب دیکھتی رہی۔ پھر تیزی کے ساتھ زمین پر رینگتی اسی طرف چل دی جدھر وہ ٹٹو بھاگا تھا۔

چترا نے چور نظروں سے میری جانب دیکھا اور مجھے متوجہ پا کر جھینپ گئی۔

"آج تمہارے شوق نے میری تو جان ہی لے لی تھی۔" میں نے اپنے چڑھتے ہوئے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"بس ذرا دیر رہ گئی ہے لاری جانے میں۔ اب جلدی یہاں سے نکل چلو۔" وہ موضوع بدلتے ہوئے بولی اور میرا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ایک طرف چل دی۔

اڈے سے ذرا دور چترا میری ہدایت کے مطابق غائب ہو گئی میں اڈے پر پہنچا تو

لاری تیار تھی۔ میں نے کوٹھری میں اونگھتے ہوئے بابو کو جھنجھوڑ کر ٹکٹ مانگا۔ اس
رسیدہ مخلوق نے غصے سے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھا اور پیسے چھین کر اس طرح ٹکٹ
پھاڑا جیسے کسی نادیدہ دشمن کی ٹانگیں چیر رہا ہو۔

میرے سوار ہوتے ہی لاری کا انجن ایک گونجیلی غراہٹ کے ساتھ بیدار ہوا
ساتھ ہی میرا سفر شروع ہو گیا۔ میرے ذہن پر شیو ناگ کا ہولناک پیکر بری طرح مسلط
تھا۔ میں دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ ناگ رانی اور شیو ناگ کے تازہ ترین تصادم کا
نتیجہ رہا ہو گا۔ وہ ناگ رانی کے آتے ہی جس طرح بدک کر بھاگا تھا اس سے تو
امید ہوتی تھی کہ ناگ رانی نے اسے زک پہنچائی ہو گی لیکن انجانے علوم پر حاوی
پُراسرار قوتوں کے ٹکراؤ کے نتائج کے بارے میں اتنی آسانی کے ساتھ کوئی صحیح رائے
قائم نہیں کی جا سکتی تھی۔

دوسری طرف مجھے اپنی سلامتی کی فکر تھی۔ تھوڑی دیر قبل میں اپنی آنکھوں سے
دیکھ چکا تھا کہ میری نئی مددگار چترا شیو ناگ کے مقابلے میں بالکل بے بس تھی لہٰذا مجھے
جلد از جلد شملہ سے دس میل باہر نکل جانا تھا تاکہ وہ موذی مجھ پر کوئی نیا وار نہ کر
سکے۔ بس کا جاگتا اور غراتا ہوا طاقتور انجن اس وقت میری امیدوں کا محور تھا۔ گاڑی
جوں جوں آگے بڑھ رہی تھی میرا اپنے دشمن کی عمل داری سے چھٹکارا ہو رہا تھا۔ میں
بڑی محویت کے ساتھ سڑک کے داہنے کنارے پر لگے ہوئے سنگِ میل پڑھتا جا رہا
تھا۔

پانچواں میل خیریت کے ساتھ گزرا اور اس کے بعد میرے لئے ایک اذیت ناک
صورت حال پیدا ہو گئی گاڑی کے انجن کے سامنے لگے ہوئے ریڈی ایٹر میں سے
ہلکی بھاپ اٹھنے لگی۔ ساتھ ہی انجن کی آواز بھی بدلنے لگی۔ ڈرائیور نے انجن کے شور
میں چیخ کر اپنے اونگھتے ہوئے ماتحت کو گاڑی کے سسٹم میں پانی کے مسئلے سے آگاہ کیا
اور وہ کھڑکی سے سر باہر نکال کر جھانکنے لگا۔

"تھوڑی دور اور کھینچو استاد۔ پہلے تو پانی والے ڈبے میں سوراخ تھا اب معلوم
ہوتا ہے سالا گاڑی کا ریڈی ایٹر بھی لیک کر گیا۔" اس کے ماتحت نے ہانک لگائی۔

پھر وہ دونوں وقت گزاری کے لئے اپنی اپنی جگہ سے تقریباً چیخ چیخ کر اپنے اور

اپنے کنجوس سیٹھ کے درمیان بہت سے ناقابلِ تحریر جائز اور ناجائز رشتوں کا اعلان
کرنے لگے۔ مسافروں میں دو زندہ دل بوڑھے بھی اس معاملے میں شریک ہو گئے اور
محض پانی کی کمی کے باعث بس کے اندر اونگھتی ہوئی فضا میں زندگی کی ہلچل پیدا ہو
گئی۔

پوری بس میں اس خرابی پر سب سے زیادہ پریشانی مجھ کو لاحق تھی۔ مجھ سے اگلی
سیٹ پر ایک عورت کو بس کے انجن کے شور اور پیچیدہ راستوں کے باعث چکر آ رہے
تھے۔ انجن کی خرابی کا مژدہ سنتے ہی اس کے برابر میں بیٹھا ہوا مدقوق اور تشویش زدہ سا
شخص کھل اٹھا۔ اس نے عورت کو تسلی دی کہ بس رکنے پر وہ دونوں باہر کھلی فضا میں
نکل کر ایک آدھ گھنٹے آرام کریں گے۔ ان کا یہ منصوبہ میرے لئے ناقابلِ قبول تھا۔
موت کی سرحدوں میں میرے قیام کی مدت بڑھنے کے دوہرے آثار ظاہر تھے اور میں ہر
قیمت پر بس کو مسلسل چلتے دیکھنا چاہ رہا تھا۔

معاً مجھے ایک تدبیر سوجھی۔ اس طرح میں چترا کی قوت بھی آزما سکتا تھا۔ میں نے
اسے حکم دیا کہ وہ ریڈی ایٹر میں پانی کی کمی فوراً دور کر دے۔ وہ مجھے بس کی باڈی کے
اگلے حصے پر نظر آئی۔ میں نے بوکھلا کر اپنے اردگرد دیکھا لیکن سب مطمئن تھے۔
ڈرائیور بدستور لاپروایانہ انداز میں گاڑی چلائے جا رہا تھا۔ کسی کے انداز سے یہ ظاہر
نہیں ہو رہا تھا کہ اس نے چلتی بس کے بونٹ پر کسی عورت کو چڑھتے دیکھا ہے گویا چترا
کو میرے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نئی اور مسرت افزا دریافت پر میں نے
اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

چند سیکنڈ بعد چترا مجھ پر ایک دلفریب مسکراہٹ پھینکتی چلتی بس کے بونٹ سے
نیچے کود گئی۔ میں نے جلدی سے کھڑکی سے باہر جھانکا لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اسی وقت انجن کے اگلے حصے سے بھاپ اٹھنی بند ہو گئی۔ اس تبدیلی پر ڈرائیور
نے حیرت کا اظہار کیا اور اس کے ماتحت نے کہا کہ شاید پانی بالکل ہی ختم ہو گیا ہے جو
بھاپ نہیں اٹھ رہی۔

انھوں نے باہمی مشورے سے طے کیا کہ گاڑی روک کر فوراً انجن اور پانی چیک
کیا جائے۔

ان کے اس فیصلے نے مجھے دخل اندازی پر مجبور کر دیا۔

"انجن ٹھیک ہے۔ تم چلتے رہو۔" میں بلند آواز میں بولا۔

"گاڑی بگڑ گئی تو کون ذمے دار ہو گا۔" ڈرائیور تضحیک آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں بگڑے گی۔ تم فکر نہ کرو۔" میں نے کوشش کر کے لہجے میں نرمی برق رکھی۔

"روپے کا مسافر۔ ہزاروں کی گاڑی کا خانہ خراب کرائے گا۔" ڈرائیور اس تہذیب کی حدود سے تجاوز کر گیا۔

"گاڑی چلتی رہے گی۔" میں غصے میں آ کر سیٹ سے کھڑا ہو گیا۔

"ارے صاحب رکنے دیجئے۔ کیا بگڑتا ہے دس پندرہ منٹ میں۔" مجھ سے آ سیٹ والا بدقوق اور تشویش زدہ شخص اپنا منصوبہ چوپٹ ہوتے دیکھ کر ٹانگ اڑا بیٹھا۔

اس کی حمایت پر میں چراغ پا ہو گیا۔ "دیکھتا ہوں چوبیسویں میل سے پہلے گا کون روکتا ہے۔"

"تمہارا خانہ خراب۔ یہ گاڑی ادھر ہی رکے گی.... ارے ارے اس کا تو بریک گیا۔"

ڈرائیور نے مجھے ڈانٹتے ہوئے بریک پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ بوکھلا گیا کیونکہ چڑا اشارہ پا چکی تھی اور بریک والا پیڈل ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا۔

اس انکشاف پر غیر جانبدار مسافر بھی بوکھلا گئے۔

میں نے ایک جاندار قہقہہ لگایا اور اپنی سیٹ پر دھنس گیا۔ "روکو اسے۔ ک روکتا ہے چوبیسویں میل سے پہلے!"

پوری بس میں سناٹا چھا گیا۔ ہر ایک کی پھٹی ہوئی نگاہیں میری طرف مرکوز تھی لاری اس وقت ایک ڈھلان سے اتر رہی تھی۔ ڈرائیور نے اسٹیئرنگ گھمایا لیکن وہ فری ہو چکا تھا لیکن لاری بدستور نپے تلے انداز میں بل دار سڑک پر ڈھلان اتر تھی۔

"بابا۔ غلطی معاف کرو۔ اب جیسا تم بولے گا وہی ہو گا۔" ڈرائیور کانپتی آواز میں بولا۔

میں خاموش رہا اور میری فاتحانہ نگاہیں سہمے ہوئے مسافروں کے چہروں پر دوڑتی رہیں۔

چڑا سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ڈرائیور کے برابر میں بیٹھی تھی اور محض ہاتھ کے اشاروں سے بس کی سمت اور رفتار پر قابو پائے ہوئے تھی۔

لاری دشوار گزار اور پیچیدہ راستوں پر بڑے محفوظ انداز میں بڑھتی رہی۔ ڈرائیور اور اس کے ماتحت سمیت سب لوگ دم بخود تھے جیسے انھیں سانپ سونگھ گیا ہو۔

یکے بعد دیگرے سنگ میل گزرتے رہے۔ میں اپنی حاضر دماغی سے کام لے کر بس کو اپنی مرضی کا تابع کر چکا تھا اور مجھے پوری امید تھی کہ چوبیسویں میل سے پہلے لاری ہرگز نہ رک سکے گی۔

کچھ دیر بعد مشرقی افق سے سورج ابھرنے لگا۔ زندہ اور جاگتے ہوئے چھوٹے چھوٹے گاؤں اور بستیاں یکے بعد دیگرے گزرتی رہیں اور چوبیسویں میل پر پہنچ کر لاری بتدریج یوں ٹھہر گئی' جیسے اس پر کسی مشاق ڈرائیور کا کنٹرول ہو۔

مجھ پر اپنی قوت کا ایک نیا پہلو منکشف ہو چکا تھا اور میں اپنے موذی دشمن کے حلقہ اثر سے باہر آ چکا تھا۔ نخوت اور غرور سے گردن اکڑائے میں لاری سے نیچے اترا۔ میرے پیچھے ہی لاری کا ڈرائیور آیا اور گڑگڑا کر میرے قدموں میں گر گیا۔

"مجھے معاف کر دو بابا جی۔ مجھ سے پہچاننے میں غلطی ہو گئی۔ اب جب تک تم حکم نہ دو گے یہ لاری یہاں سے نہیں ہلے گی۔"

"میرے حکم کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب تو اپنی مرضی سے لاری چلا سکتا ہے۔" میں نے ایک طرف کھسکتے ہوئے کہا۔

لاری کافی دیر تک وہاں رکی رہی۔ کئی مسافروں نے مجھے علیحدہ پا کر میرے قریب ہونا چاہا۔ وہ سب زندگی کے دکھوں کے ستائے ہوئے تھے۔ آلام زمانہ کی بے کیفی ان کی آنکھوں میں ثبت تھی' ان کے چہرے کی لکیروں میں کرب ناک حقیقتوں کا دلدوز تاثر رچا ہوا تھا۔ لیکن میں اس وقت کبر و نخوت کی دنیا میں گم تھا۔ میں نے حقارت اور بے رخی سے انھیں دھتکار دیا۔

لاری کا سفر سورج چھپنے کے بعد ختم ہوا۔ میں لاری سے نکلا تو خود کو سارن پور

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کی اجنبی فضا میں پایا۔ کافی دیر بے مقصد ادھر ادھر گھومتا رہا۔ لیکن ماحول کچھ پسند نہ آیا۔ آخر اسٹیشن کی راہ لی۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ رات آٹھ بجے کے قریب مراد آباد کے لئے ایک ریل روانہ ہو گی۔ میں بغیر ٹکٹ لئے دوسرے درجے کے ایک خالی ڈبے میں جا بیٹھا۔ طویل سفر کی تکان سے میں نڈھال ہو رہا تھا لیکن دماغ پھول کی طرح ہلکا ہو گیا تھا۔ کیونکہ میں منحوس شیو ناگ کی گرفت سے بہت دور نکل آیا تھا۔ آرام دہ جگہ ملی تو ذرا ہی دیر میں آنکھ لگ گئی۔

نیند کے عالم میں عجیب سی دھندلائی ہوئی دنیاؤں کی سیر کرتا رہا۔ جہاں نم آلود تاریکیوں میں نظر نہ آنے والی مخلوق رینگتی۔۔۔۔۔ سرسراتی اور کلبلاتی پھر رہی تھی۔ ایک عجیب اور ہولناک غار نظر آیا۔ جس کی تہہ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یکایک اس غار کے کنارے کہیں سے وہی موذی اور بدصورت شیو ناگ آ موجود ہوا جس کے سر پر بالوں کی جگہ پتلے پتلے چمکیلے ناگ اگے ہوئے تھے۔ اس کی بینائی واپس آ چکی تھی۔ اس نے اپنی بے رونق اور سرد آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں اور داہنے ہاتھ سے میرا شانہ پکڑ کر مجھے جھنجھوڑ ڈالا۔

یکبارگی میری آنکھ کھل گئی' نیلی وردی والا گورا گارڈ میرے اوپر جھکا ہوا مجھے جھنجھوڑے ڈال رہا تھا۔ مجھے بیدار ہوتے دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا اور کچھ بڑبڑاتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا۔

میں نے انگڑائی لے کر آنکھیں مسلیں اور برتھ پر اٹھ بیٹھا۔ ڈبے کے ہچکولوں اور پہیوں کی آہنی رگڑ کے شور سے پتہ چل رہا تھا کہ ٹرین چل رہی ہے۔ "ٹکٹ ہے؟؟" گارڈ نے بگڑی ہوئی اردو میں حقارت سے پوچھا۔ "لہجہ درست کرو۔ اگر اردو نہیں بول سکتے تو شریفانہ انگریزی میں بات کرو۔" میں نے شستہ انگریزی میں کہا۔

"ٹکٹ.... ٹکٹ!" وہ میرے چہرے کے سامنے ہاتھ نچا کر جھلائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم سے ملاقات کے لئے تو ضرور ٹکٹ لگنا چاہئے۔" میں نے ملامت آمیز طنز کے ساتھ انگریزی ہی میں کہا۔

اس نے تواتر کے ساتھ انگریزی میں مجھے کئی ثقیل گالیوں سے نوازا۔ پھر مکا تان

کر پیٹتا ہوا میری طرف جھپٹا۔ میں نے اسے کسی دست درازی کا موقع دیئے بغیر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ وہ گورا ضرور تھا لیکن جسمانی اعتبار سے مجھ سے کمزور تھا۔

اس نے بڑی بے بسی کے عالم میں مجھے دو چار گالیاں اور سنائیں۔ اسی کے ساتھ میرا داہنا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا۔ اس زمانے میں بعض ریلوے گارڈز کے پاس پرانی وضع کے لمبی نالوں والے پستول ہوا کرتے تھے' اس کی بھی کمر پر چرمی بیلٹ سے لٹکے ہوئے ہولسٹر میں ریوالور لگا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ آزادی پاتے ہی بے اختیار اس طرف گیا۔

میں نے فوراً چترا کو حکم دیا کہ اسے الٹا کر کے اسی ڈبے میں معلق کر دے اور پل بھر میں یہی ہوا وہ خوف و دہشت کے عالم میں چیختا چلاتا رہا پہلے الٹا ہوا پھر فرش سے اٹھ گیا۔ اب اس کے دونوں پیر ڈبے کی چھت سے لگے ہوئے تھے اور اس کا سولا ہیٹ فرش پر آ پڑا تھا۔

"او.... اوہ.... تم یہ کیا کرتا ہائے.... باقی جو ہم تم سے دل لگی کرتا ہائے۔" وہ خوف سے پھنستی ہوئی آواز میں کراہا۔

"تم کتے ہو تمہیں آدمیوں سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے!" میں نے اس کے گنجے سر پر پوری قوت سے ایک تھپڑ مار کر کہا۔

وہ بری طرح کلبلا اٹھا۔ اس کی آواز دہشت سے کپکپا رہی تھی۔ "میں کتا ہوں.... خارش زدہ کتا.... تم مجھے سیدھا کرو!"

"نہیں پہلے میں ٹکٹ کا بندوبست کروں گا۔" میں نے کہا۔ "اگلے اسٹیشن پر میں تمہارے دیدار پر ایک آنہ فی کس ٹیکس لگا دوں گا اس طرح تمہیں جرمانہ دے کر بھی میں خاصی رقم بچا سکوں گا۔"

"ریلوے افسروں نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا تو تم مشکلات میں پڑ جاؤ گے۔" وہ بوکھلا کر جلدی سے بولا۔

"میں خود اگلے اسٹیشن پر اسٹیشن ماسٹر سے شکایت کروں گا کہ تم نے میرے ڈبے میں آ کر ٹکٹ مانگا اور ٹکٹ لیتے ہی الٹے ہو کر معلق ہو گئے۔ میں تو اس بارے میں ریلوے سے ہرجانہ بھی وصول کروں گا۔ تمہارے اس مذاق سے مجھے بڑی کوفت ہوئی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہے اور میری کوفت کی قیمت ایک ہزار روپے فی منٹ ہو گی۔" میں مضحکانہ لہجے میں بولا۔

وہ میری مافوق الفطرت قوت سے بے حد خوف زدہ ہو چکا تھا اور مسلسل سہمی ہوئی آواز میں معافی مانگ رہا تھا' اس کا پورا بدن پسینے میں شرابور ہو چکا تھا اور بے ہوشی میں بس چند لمحوں کی کسر رہ گئی تھی۔

میں نے چترا کو حکم دیا کہ وہ گارڈ کو اس عذاب سے چھٹکارا دلائے لیکن وہ بہت ستم ظریف تھی وہ گارڈ ایک دم سر کے بل فرش پر آگرا۔ اس کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

اگلے سٹیشن پر میں خاموشی سے اس ڈبے سے اترا اور تیسرے درجے کے ایک ڈبے میں جا بیٹھا وہاں آکر میں مسافروں سے الجھے بغیر چترا کو احمقانہ حکم دیتا رہا۔ وہ مجھے تو بخوبی نظر آرہی تھی لیکن اور کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے میری ہدایت پر کسی کا بستر کھینچا' کسی کی پگڑی گھسیٹی ایک سردارنی کی چوٹی کھینچی۔ ان پے در پے واقعات سے ڈبے میں سخت سراسیمگی پھیل گئی۔

میری ان تمام حرکات کا محرک کوئی خاص نہیں تھا۔ بس میں اپنی قوت آزما کر خوش ہو رہا تھا۔ میں ایک ایسی طاقت کا مالک ہو چکا تھا' جس کے سہارے میں کسی کو بھی زک پہنچانے پر قادر تھا۔

بریلی پہنچنے تک پوری ٹرین کے مسافروں میں خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ گورے گارڈ نے ابھی تک اپنی زبان نہیں کھولی تھی لیکن اس کے زخمی سر اور بے ہوشی کے پس منظر میں بھی لوگ پر اسرار بت تلاش کر رہے تھے۔ میں بریلی جنکشن پر ڈبے سے اتر کر بڑی شان کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا۔ دو مرتبہ اسی گارڈ سے میرا سامنا ہوا اور وہ سراسیمہ ہو کر فوراً ہی ادھر ادھر غائب ہو گیا۔

اتنی تشویش پھیلانے کے بعد میری انا کی کچھ تسکین ہو چکی تھی اس لئے اگلے روز کوئی مسئلہ نہیں اٹھ سکا اور سفر آرام سے جاری رہا۔ مسافروں کے دلوں پر پہلے روز کے واقعات کی اتنی دہشت بیٹھ گئی تھی کہ بوگی میں بھانت بھانت کی بولیوں کی بجائے گہرا سکوت چھایا رہتا تھا جس میں یا تو ٹرین کا شور گونجتا رہتا یا کسی کے کھانسنے کی

آواز سنائی دے جاتی تھی۔ بریلی کے کئی چھوٹے چھوٹے اسٹیشن آکر گزر گئے لیکن جب ٹرین کانپور پہنچی تو نہ جانے کیوں بے اختیار مجھے اپنا بچپن یاد آگیا۔.... مجھے اپنے دادا جان یاد آئے جن کے کاندھوں پر سوار رہ کر میں نے ہوش سنبھالا تھا۔ ابا جان کی یاد نے دل میں ایک خلش سی پیدا کر دی' اماں اور دونوں بہنیں یاد آئیں! نہ جانے اب ان میں سے کون کون زندہ تھا۔ بے اختیار میرا دل بھر آیا۔ زندگی میں پہلی بار مجھے اس روز احساس ہوا - گورے نے مجھے اپنے گھرانے کی سچی شفقتوں سے محروم کر کے میرے ساتھ کتنا ظلم کیا تھا۔ میرا منہ بولا باپ انگلستان کے کسی نامعلوم گوشے میں عشرت کے دن گزار رہا تھا اور میں اپنے ہی وطن میں اپنے اہل خانہ سے جدائی کی زندگی گزار رہا تھا۔ جہاں نہ کوئی رفیق تھا نہ غم خوار۔

میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب سیدھا کٹنی جاؤں گا۔ مجھے کچھ یقین سا ہو چلا تھا کہ ابا جان اور والدہ اگر حیات نہ بھی ہوئے تو میری دونوں بہنیں ضرور خوش حال اور صاحب اولاد ہوں گی۔

وہ رات میں نے بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں کانپور میں اسٹیشن کے قریب والی ایک سرائے میں گزاری اور اگلے روز میں الہ آباد کے راستے کٹنی کے لئے روانہ ہو گیا۔

یہ طویل سفر میرے لئے تڑپ اور بے قراری کا ایک دشوار امتحان تھا میرا بس نہیں تھا ورنہ میں اڑ کر پل بھر میں کٹنی جا پہنچتا' جہاں میرے پیارے برسوں سے اپنی آغوشیں وا کئے اپنی گم شدہ محبت کا انتظار کر رہے تھے۔

طویل اور کرب ناک انتظار کے بعد اگلی صبح نمودار ہوئی اور میں ٹرین کی روانگی کے وقت سے دو گھنٹے قبل ہی اسٹیشن جا پہنچا وہاں میں ایک بوسیدہ سے سائبان کے نیچے بیٹھا' خالی الذہنی کے عالم میں قلیوں کی بھاگ دوڑ اور آنے جانے والوں کی پریشانیاں دیکھتا رہا۔ میری نگاہیں ان زندہ پیکروں پر جمی ہوئی تھیں اور میں کٹنی کے اس بوسیدہ اور کچے مکان کی پر خلوص فضاؤں کے لطیف تصور میں گم تھا جہاں میں پیدا ہوا تھا میں نے ہوش سنبھالا اور جہاں جذبہ پدری کے ستائے ہوئے ایک گورے نے مجھے اپنے والدین سے ایک خطیر رقم کے عوض خرید لیا تھا۔

ٹرین کی روانگی کے بعد میری اعصابی بے چینی اور بڑھ گئی نہ جانے میری سب سے بڑی بہن فرزانہ کس حال میں ہو گی۔ میری دوسری بہن فریدہ کے کیا حالات ہوں گے۔

میں دبی دبی سی مسرت اور نمایاں تشویش کے منجدھار میں گھرا پورے راستے بے خبری کی دنیا میں کھویا رہا۔ جب اگلے روز کی سفیدی نمودار ہوئی تو پیچھے بھاگتے ہوئے درختوں اور زمین کی نمناک مٹی سے اپنائیت کی بو پھوٹنے لگی۔ میرا پرانا مسکن' میری جنم بھومی' میرے پیاروں کا شہر کٹنی آ گیا تھا۔ ٹرین رکتے ہی میں دیوانوں کی طرح قلیوں اور مسافروں کو چیرتا ڈبے سے پلیٹ فارم پر کود گیا۔

مجھے کٹنی چھوڑے اٹھارہ برس گزر چکے تھے' اس کی بہت دھندلی سی یادیں میرے ذہن میں باقی رہی تھیں لیکن اب مجھے اسٹیشن کے ذرے ذرے سے محبت کی ندائیں گونجتی سنائی دے رہی تھیں' فضا مانوس سی لگ رہی تھی۔ میں محویت میں کھویا اسٹیشن سے باہر آیا تو وہاں بھی سڑک کے کنارے ایک ہجوم تھا اور کئی آدمیوں کی پرشور آوازیں گونج رہی تھیں' باقی لوگ وقفے وقفے سے شور مچا رہے تھے۔

میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ادھر پہنچا اور پنجوں کے بل اچک کر مجمع کے وسط میں ہونے والے ہنگامے کا منظر دیکھنا چاہا' لیکن میری یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی' ہاں اتنا ضرور ہوا کہ مجھے اس ہنگامے میں کسی عورت کی موجودگی کا علم ہو گیا۔ کسی عورت کی دبی دبی سسکیاں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں اور کئی مرد ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے۔

میں نے بھیڑ کو چیر کر وسط میں پہنچنے کا راستہ بنانا چاہا' کئی لوگوں نے پلٹ کر دیکھا۔ میرے لاپروائی سے پہنے ہوئے نیم میلے لباس اور بے ترتیبی سے بڑھے ہوئے شیو کے باعث انھوں نے میری کوششوں کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا اور میری جانب سے منہ موڑ لیا۔

لوگوں کی اس سرد مہری پر مجھے یک بیک غصہ آ گیا میں نے اپنے سامنے والے شخص کی قمیض پکڑ کر اسے پیچھے کھینچنے کی کوشش کی اور وہ چیخ کر میری جانب پلٹ پڑا۔ "جیب کترا ہے۔ پکڑو حرامزادے کو۔" اس شخص نے میرا گریبان نوچتے ہوئے دوسرے

لوگوں کو للکارا۔

پھر کیا تھا پورے ہجوم کو ایک تفریح مل گئی۔ سب چور چور کا شور مچاتے مجھ پر ٹوٹ پڑے' یہ سب اتنی تیزی کے ساتھ اور اس قدر غیر متوقع طور پر ہوا کہ میں بری طرح بوکھلا گیا۔ بیک وقت میرے منہ پر کئی بھرپور تھپڑ اور گھونسے پڑے اور نگاہوں کے سامنے تارے کوند گئے۔ میرے سنبھلنے سے قبل ہی لوگوں کا جوش دیوانگی کے ہیجان میں بدل چکا تھا اور ہر ایک حسب توفیق مجھے دو چار لاتوں یا تھپڑوں سے نوازنے لگا۔

اس نئی افراتفری میں اصل ہنگامہ دب چکا تھا۔

"خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔" میں بے گناہ ہوں' میں نے اپنے قدم اکھڑنے سے پہلے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"خدا کے لئے!" ایک چوٹی والے ہندو نے میرے بائیں رخسار پر بھرپور گھونسہ رسید کرتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

اس کے فوراً ہی بعد میرے لئے لوگوں کے ہجوم میں کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی اور اس بے لگام مجمع نے مجھے بیدردی سے زمین پر گرا لیا پہلی ٹھوکر میری پسلیوں پر پڑی اور میں درد کی شدت سے چیخ پڑا۔

"مار ڈالو اس پاپی کو۔ جیبیں کاٹتا ہے۔" ایک آواز ابھری اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سب لوگوں نے اس سفاکانہ مشورے کو دل و جان سے تسلیم کر لیا ہے۔ اس وقت میں ہاتھوں اور پیروں سے محض اپنی مدافعت کر رہا تھا لیکن اتنا اندازہ ضرور تھا کہ میری ایک آدھ پسلی اپنی جگہ چھوڑ چکی ہے اور بدن کے علاوہ چہرے پر کئی جگہ سے خون رسنے لگا ہے۔

میں اپنی جنم بھومی پر قدم رکھتے ہی ایک ناگہانی عذاب میں گھر چکا تھا پے در پے اتنی ضربیں پڑ رہی تھیں کہ میرے لئے کسی ایک چوٹ کی شدت کو پوری طرح محسوس کرنے کا موقع نہیں تھا۔

جب میں چیخ چیخ کر بدحال ہو گیا اور ایک ناکردہ گناہ کی سزا سے نجات کے تمام راستے معدوم نظر آنے لگے تو ایک بارگی میرے ذہن میں چترا کا نام گونجا۔

"چترا انہیں کچل دے!" میں نے تکلیف سے ہانپتی آواز میں چیخ کر کہا۔ میرے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی نہ جانے کیا ہوا کہ میری جان کے درپے ہجوم میں سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ تکلیف کے احساس میں ڈوبی ہوئی چیخیں۔

پل بھر میں میں خاک پر پڑا رہ گیا۔ ہجوم میں شامل لوگوں کا جدھر منہ اٹھا' ادھر بھاگ نکلے تھے' میں نے اپنی سوجی آنکھوں کی اوٹ میں سے جھانکا تو مجھے چترا ان لوگوں کا تعاقب کرتی نظر آئی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چمڑے کے لمبے لمبے چابک لہرا رہے تھے اور وہ بڑے مشاقانہ انداز میں لوگوں پر بے دردی سے چابک برسا رہی تھی۔

میں نے کراہ کر پہلو بدلنا چاہا لیکن پورے بدن میں درد کی ٹیسیں دوڑ گئیں' میں اپنی پشت پر اس عورت کو دیکھنا چاہتا تھا جس کے رونے کی آواز اب دھیمی دھیمی سسکیوں میں ڈوب چلی تھی۔

بمشکل میں نے اپنی گردن گھمائی تو دیکھا کہ وہ کوئی برقعہ پوش لڑکی ہے اس کے چہرے پر باریک نقاب پڑی ہوئی تھی اور وہ سر گھٹنوں میں دیئے سسک رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی شہابی رنگت اور مخروطی انگلیوں ہی سے اندازہ ہوا کہ وہ لڑکی ہے ورنہ اس کی صورت تو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی۔

"لڑکی" میں نے نقاہت آلود آواز میں اسے پکارا۔

میری کراہتی ہوئی لیکن پر شفقت آواز سن کر بھی وہ نہ چونکی اور اسی طرح گھٹنوں میں سر دیئے روتی رہی' شاید وہ بہت سی شفقتوں کی فریب خوردہ تھی۔

اس کے بیٹھنے کا اجڑا اجڑا انداز' اس کی آواز کا کرب اتنا رحم انگیز تھا کہ میں چند ثانیوں کے لئے اپنی بے پناہ تکلیف بھول کر اس کے تجسس میں پڑ گیا۔

"بہن" اس بار میں نے دل کی گہرائیوں سے اسے پکارا۔

اس بار وہ چونک پڑی اس کا جھکا ہوا سر اوپر اٹھا اور میں نے اس کے چہرے پر پڑی ہوئی باریک نقاب کی چلمن سے غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے ایک حسین چہرے کی جھلکیاں دیکھیں' تیکھے خد و خال پر ڈبڈبائی ہوئی غزالی آنکھیں' جن میں حیرت کی لہریں نمایاں تر تھیں جیسے اس کے کان بہن کے لفظ سے ناآشنا رہے ہوں' جیسے میں نے اسے کسی مقدس نام سے پکار لیا ہو۔ وہ چند ثانیوں تک حیرت سے میری طرف دیکھتے رہنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھی میں نے سوچا کہ اب وہ میری جانب آئے گی لیکن ایسا نہیں

ہوا۔ وہ سروقامت لڑکی مجھ سے منہ موڑ کر ایک طرف چل دی۔ میں نے ایک بار پھر اسے آواز دی لیکن وہ مڑے بغیر نڈھال قدموں سے بڑھتی ہی رہی میرے دل میں یک ایک خلش جاگ اٹھی۔ میرا دل اس لڑکی سے بات کرنے کے لئے بے قرار تھا۔ میں غیر ارادی طور پر اپنے دل میں اس کے لئے تعظیم اور خلوص کے جذبات مچلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔

اس کے ایک موڑ پر غائب ہونے سے قبل میں نے اسے ایک بار پھر آواز دی لیکن وہ پیچھے مڑے بغیر میری نظروں سے اوجھل ہو گئی میرے زخموں کی کسک یکبار گی شدید ہو گئی۔ سانس لینے سے میری دائیں پسلیوں میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں' میں نے بے بسی کے عالم میں اردگرد نگاہیں دوڑائیں لیکن وہاں ہر طرف ویرانی کا راج تھا شاید وہ شامت کے خوف سے سب لوگ وہاں سے بھاگ نکلے تھے اور چترا کا بھی کہیں پتہ نہیں تھا۔

میں نے دل ہی دل میں چترا کو یاد کیا اور وہ ایک دلربانہ مسکراہٹ کے ساتھ میرے سامنے آ موجود ہوئی' اس کے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ میں لگاؤ بھی تھا اور ادا بھی۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے پر تاسف انداز میں اپنے سر کو جنبش دی "تم تو بہت زخمی ہو گئے ہو سلطان جی۔ تمہاری جنم بھومی کے باسی بڑے سنگ دل ہیں انہیں پھولوں کی ذرا بھی پہچان نہیں ہے۔"

"میں اذیت میں جلا ہوں چترا۔ میرا دل ڈوب رہا ہے' میرے لئے کوئی راستہ تلاش کرو۔" میں نے اس کا ملائم ہاتھ اپنی زخمی پیشانی پر محسوس کر کے کہا۔ میرے یہ جملے سن کر وہ بے چین ہو گئی چند ثانیوں تک کچھ سوچنے کے بعد اس کی ویران آنکھوں میں چمک سی لہرا گئی۔ "تمہارے پاس ناگ رانی کا منکا تو ہے نا؟" اس نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

میں چونک پڑا تو کیا اب ناگ رانی اس طرح مجھ سے اپنا منکا واپس لینا چاہتی ہے؟ میں نے اپنی ورم آلود نگاہیں چترا کے چہرے پر گاڑ دیں۔

"بولو۔ سلطان جی!" مجھے خاموش پا کر اس نے بے تابی سے مجھے ٹوکا۔

"چترا۔ ناگ رانی میری زندگی میں اس وقت تک اپنا منکا نہ پا سکے گی جب تک

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میری ستارہ مجھے نہ مل جائے۔ ستارہ۔ تم کہاں ہو؟" میں بہک کر ایک دم چیخ پڑا۔

"نادان نہ بنو سلطان جی۔ تمہارے زخموں سے خون رس رہا ہے تمہاری ایک آدھ ب ان بھیڑیوں نے توڑ ڈالی ہے۔ پر میں نے بھی تم پر ستم ڈھانے والوں کے پنڈے کر دیئے ہیں' تم چنتا نہ کرو تمہارا منکا تمہارے ہی پاس رہے گا اگر وہ تمہارے ہی پاس ہے تو اسے فوراً اپنے منہ میں ڈال لو ورنہ تمہارے گہرے گھاؤ مدتوں نہ بھر سکیں گے۔"

چترا کے چہرے پر سچائی کی چمک تھی' اس کی باتوں میں پرکاری نہیں تھی۔ میں نے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ منکا ایک طلائی زنجیر کے ذریعے میرے گلے میں لٹکا ہوا تھا۔

چترا نے میرے پھٹے ہوئے گریبان میں ہاتھ ڈال کر وہ منکا نکالا اور میرے منہ میں رکھ دیا۔

نہ جانے اس بدوضع اور بدرنگ پتھر میں کیا تاثیر تھی کہ اسے منہ میں ڈالتے ہی مجھے اپنی توانائی بحال ہونے کا احساس ہونے لگا۔ خون اب واقعی میری رگوں میں دوڑ تھا' میری نقاہت و اذیت اب توانائی اور سکون میں بدلنے لگی تھی۔

چند ہی سیکنڈ میں میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے سراپا پر نظر دوڑائیں لیکن کہیں کوئی زخم باقی نہیں رہا تھا بس لباس پر خون کے دھبوں ہی سے گزری ہوئی مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

میں نے منہ سے وہ منکا نکال کر واپس گریبان میں لٹکا لیا اور بے اختیار چترا کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا اس نے بڑی مصیبت کے لمحوں میں میری رہنمائی کی تھی اگر وہ مجھے ناگ رانی کی منکے کے اس نئے استعمال سے باخبر نہ کرتی تو شاید میرے مجھے ایک طویل مدت کے لئے صاحب فراش بلکہ شاید معذور کر دیتے۔

اپنی قوت بحال ہونے کے بعد میں نے چترا کو اجازت دی اور ایک طرف رخصت ہو گئی۔ ٹرین سے اترنے والے مسافر ابھی تک خوف کے باعث ستونوں اور کھڑکیوں کے عقب میں دبکے مجھے دیکھ رہے تھے' میں گرد و پیش پر بے نیازانہ نگاہیں ڈالتا اس طرف چل دیا جدھر وہ ستم رسیدہ لڑکی غائب ہوئی تھی مجھے بڑی شدت سے اس کے

بارے میں کچھ جاننے اور اس کی مدد کرنے کا جذبہ ستا رہا تھا۔ میں آنے والے وقت سے بالکل بے خبر تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا احساس بھی نہ تھا کہ میرا یہ جذبہ مجھے کن منزلوں تک لے جائے گا۔

میں کافی دیر تک گلیوں میں اور آبادی میں مارا مارا پھرتا رہا لیکن اس لڑکی کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔ جوں جوں اس کی دریافت میں تاخیر ہو رہی تھی مجھ پر وحشت غالب آتی جا رہی تھی۔ تلاش بسیار کے بعد ناکام و نامراد ہو کر میں نے اسٹیشن کے قریب اس لڑکی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ کیا لیکن میں اپنی موجودہ حالت میں ادھر جا کر کوئی مفید نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا تھا وہاں پیش آنے والے واقعات کے بعد لوگ میری صورت دیکھتے ہی مجھ سے دور بھاگ لیتے اور میں بے نیل و مرام واپس لوٹ آیا۔

سب سے پہلے میں نے ایک دوکان سے اپنے لئے ململ کا کرتا اور سفید پاجامہ خریدا اور پھر شیو وغیرہ بنوانے کے بعد میں حمام میں جا گھسا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد میں نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو یقین ہو گیا کہ اب مجھے کوئی جیب کترے یا بگڑے ہوئے فقیر کے روپ میں نہ پہچان سکے گا بھوک اور پیاس کا پتہ نہیں تھا اس لئے نہا دھو کر میں سیدھا اسٹیشن کے قریب' اس علاقے میں پہنچا جہاں صبح والے واقعات پیش آئے تھے سرسری جائزہ لینے کے بعد میں نے ایک خوانچے والے کو منتخب کیا جس کی کہن سالی سے مجھے کچھ امید وابستہ تھی۔

اس سے بدمزہ پھلوں کی ایک پیالی خرید کر کھاتے ہوئے میں نے مطلب کی بات چھیڑ دی۔ "بابا صبح ادھر سے گزرتے ہوئے میں نے ہنگامہ ہوتے دیکھا تھا۔ کیا قصہ تھا وہ۔" بوڑھے نے اپنی خزاں رسیدہ آنکھیں میری طرف اٹھائیں۔ "ایک مظلوم لڑکی کا جھگڑا تھا بابو۔" اس کی آواز سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس کی ہمدردیاں بھی لڑکی کے ساتھ تھیں۔ یہ قیاس کرنے کے بعد میں نے مزید کریدا۔ "لڑکی؟ بھلا شریف لڑکیاں یوں بھرے مجمعے میں لڑا کرتی ہیں۔"

"وہ بڑی بدنصیب لڑکی ہے بابو۔" بوڑھا سر جھکا کر اداس لہجہ میں بولا۔ "غریب کی خوبصورت اور جوان بیٹیاں عذاب ہو جاتی ہیں۔ انھیں ہر ایک اپنی جاگیر سمجھتا ہے بابو۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ورنہ وہ بے چارہ ایک بڑھئی کی لڑکی ہے۔"

بڑھئی کا نام آتے ہی یک بیک میرا دل دھڑک اٹھا۔ بے اختیار میری نگاہوں
اپنی بہنوں فرزانہ اور فریدہ کی اٹھارہ برس قبل کی تصویریں گھوم گئیں اور میں
بدترین خبر کے لئے خود کو تیار کرنے لگا۔ ادھر وہ بوڑھا کہہ رہا تھا۔ "ایک پیسے
بدمعاش نے لڑکی کے باپ کو قرض کے جال میں پھنسا کر اس کی لڑکی سے شادی
تھی۔ اس وقت اس کی عمر صرف بارہ برس تھی۔ اس کا بدمعاش شوہر مدتوں اسے
سمجھ کر اس کے نازک بدن سے کھیلتا رہا اور جب اس کے برے دن آئے
معصوم بیوی کو گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیا وہ اسے جسم بیچنے پر مجبور کرتا ہے
انکار کرتی ہے شوہر کی مار کھاتی ہے اور مجبور ہو کر اپنی آبرو سے غیر مردوں کے
سجاتی ہے۔ آج اس کے شوہر نے سربازار اسے رسوا کیا ہے پورے شہر میں کسی
لڑکی کی پوری کہانی کا علم نہیں لیکن میں تمہیں شریف سمجھ کر یہ سب بتا رہا ہوں
کا باپ میرا پڑوسی تھا۔ آہ آج اس بے چارے کی روح بھی بے چین ہو گی۔ کیا
گیا ہے۔"

بوڑھا ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور میرے سینے میں
غضب کی ایک ہولناک آگ بھڑک اٹھی' مجھے یقین ہو چلا تھا کہ اب مجھے
پڑے گا جس کے سننے سے قبل میرے کان بہرے ہو جانے چاہئے تھے۔

"کیا نام ہے اس لڑکی کا؟" میں نے اپنے بے پناہ غصے پر قابو پانے کی ناکام کو
کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

میری بدلی ہوئی گونج دار آواز سن کر بوڑھا بوکھلا گیا۔ اس نے سٹپٹا کر سر او
تو میری آنکھوں سے قہر کی چنگاریاں برس رہی تھیں۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"بولو۔ کون تھی وہ..... کیا نام تھا اس کا؟" میں نے اس بوڑھے کے تحیر اور پریشانی پر توجہ دیئے بغیر اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"وہ مسلمان بچی ہے بابو!" بوڑھا سہمی ہوئی آواز میں بولا۔ "کنیز نام ہے۔"

"کنیز۔" بے اختیار میرے منہ سے یہ لفظ ادا ہوا۔ میرے اعصاب کا تناؤ ختم ہو گیا اور میں نے ایک گہرا سانس لے کر سر جھکا لیا۔

میرے ذہن میں بچپن کی دھندلائی ہوئی یادیں ابھر آئیں۔ کنیز میرے چچا کی لڑکی کا نام تھا۔ وہ بچپن میں میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ ایک بار میں نے اسے کھیل میں بے ایمانی کرنے پر کچے نالے میں دھکا دے دیا تھا اور اس کی پیشانی بری طرح زخمی ہو گئی تھی۔ اگر یہ کنیز میری چچازاد بہن ہی تھی تو اب بھی اس کی پیشانی پر زخم کا وہ نشان باقی ہونا چاہئے تھا۔

میں نے پھولوں کی پیالی اس کہن سال بوڑھے کے خوانچے پر رکھ دی۔ وہ ابھی تک حیرت سے میرا چہرہ تکے جا رہا تھا۔ میں نے ایک الم انگیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جھانکا اور نرم آواز میں پوچھا۔ "تم محمد دین کو جانتے ہو بابا؟"

"محمد دین۔" بوڑھے نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ "بڑا بدنصیب تھا وہ بے چارہ۔ اس لڑکی کا کیا تھا اور ساری عمر پریشانیوں میں پڑا رہا..... تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"کیا وہ زندہ ہیں؟" میں نے بوڑھے کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"نیک لوگ کب لمبی عمر پاتے ہیں بابو!" --- اس کے الفاظ میں حسرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ "اس کی دو بڑی لڑکیاں رہ گئی تھیں۔ لڑکے کو بچپن ہی میں ایک گورے نے گود لے لیا تھا۔ جب تک دین محمد اپنے لڑکے کو دیکھتا رہا' خوش رہا' لیکن اس کا لڑکا بڑا طوطا چشم نکلا' وہ عیش و عشرت کی زندگی میں پڑ کر بارہ برس کی عمر ہی میں

اپنے ماں باپ کو بھلا بیٹھا۔ اسی صدمے میں محمد دین کو روگ لگ گیا اور وہ چار مہینے بستر پر ایڑیاں رگڑنے کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا۔"

"اور اماں جی؟" میں نے رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔

وہ بوڑھا چونک پڑا۔ اس نے میری طرف سر اٹھایا اور میری آنکھوں میں آنسو امڈتے دیکھے تو تشویش میں پڑ گیا۔ "تم کون ہو بیٹا؟ کھل کر بات کرو.... تم کس اماں جی کی بات کر رہے ہو؟"

میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں اور جذبات امڈ پڑنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ اپنے باپ کی کسمپرسی کی موت کی خبر نے میرے دل کے تاریک گوشوں میں سوئی ہوئی رشتوں کی محبت کو پوری شدت سے بیدار کر دیا تھا۔ میں کس قدر بدنصیب تھا کہ میرا باپ مجھے دیکھنے کی حسرت لئے مر گیا اور میں نے بھول کر بھی اسے یاد نہ کیا۔

"بتاؤ بیٹا۔ کون ہو تم؟" بوڑھے نے مجھے متذبذب پا کر ٹوکا۔

میں اس کے سامنے اپنی شرمناک ہستی کے اظہار کی جرات نہ کر سکا۔ مجھ میں اس کی چمکتی ہوئی تلخ صداقتوں کا تاثر لئے آنکھوں میں دیکھنے کا حوصلہ نہ رہا اور میں نظریں جھکا کر آہستگی سے بولا۔ "محمد دین صاحب کے لڑکے کا نام محمد سلطان خاں تھا نا؟"

"ہاں ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟" بوڑھے نے بے تابی سے پوچھا۔

"وہ میرا دوست ہے۔" میں نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کہاں ہے وہ؟" بوڑھے کا جذبہ اور شوق لمحہ بہ لمحہ شدید ہوتا جا رہا تھا' اب میرے قدموں میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی میں شکست خوردہ انداز میں بوڑھے کے برابر میں بیٹھ گیا۔ "وہ شملہ میں رہتا ہے اور میرا بہت اچھا دوست ہے۔ وہ اکثر مجھے اپنے ماں باپ اور بہنوں کے قصے سناتا رہتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ کبھی جاؤ تو میرے ماں باپ کی خیر خبر لانا۔ میرے جانے کے بعد وہ خود یہاں آئے گا۔ اس کی ماں میرے لئے بھی اماں جی ہیں اور اس کی بہنیں میری بہنیں!"

بوڑھے کی آنکھوں میں امیدوں کے دیئے جل اٹھے۔ ساتھ ہی وہ کچھ پریشان بھی ہو گیا۔ "سلطان کی اماں جی بھی اپنے اکلوتے بیٹے کا صدمہ نہ جھیل سکی۔ بڑی لڑکی فرزانہ کی شادی کرنے کے بعد ہی وہ بھی اس پاپی سنسار سے سدھار گئی..... آؤ تم میرے مہمان ہو' میرے گھر چلو' سلطان کی بہن فرزانہ میری بہو ہے۔ مدتیں گزرنے کے بعد بھی اسے اپنے بے وفا بھائی سے ملنے کی آس ہے' وہ تم سے مل کر بہت خوش ہو گی۔ پر اسے ایک دم سے یہ خوش خبری نہ سنا دینا۔"

بوڑھا بولتا رہا اور اپنا خوانچہ سمیٹتا رہا۔ میں نے اس کی سنائی ہوئی کہانی پر غور کرنے کے بعد یہ فرض کر لیا کہ فریدہ بھی اپنی بڑی بہن کے ساتھ رہ رہی ہو گی۔

بوڑھے نے اپنا خوانچہ سر پر اٹھایا اور فخر آمیز خوشی کے ساتھ مجھے لے کر اپنے گھر کی طرف چل رہا۔

راستے میں کچھ دیر میں پس و پیش میں پڑا رہا اور وہ بوڑھا اپنی غربت و ناداری کا قصہ سناتا رہا۔ ایک موڑ پر گھومتے ہوئے آہستگی سے میں نے اس سے پوچھا۔ "کنیز کہاں رہتی ہے بابا؟"

"بس یہاں سے ذرا آگے ستوں والی بستی پڑتی ہے۔ اس کے کنارے والا مکان اسی کا ہے۔"

کنیز کی پریشانیوں کا پس منظر میرے علم میں آ چکا تھا۔ اس کی سب سے بڑی مصیبت اس کے آوارہ شوہر کی مفلسی تھی۔ لیکن کسی عیاش اور بگڑے ہوئے آدمی کے لئے قارون کا خزانہ بھی چند دنوں سے زیادہ کام نہیں آ سکتا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ کسی طرح کنیز سے تنہائی میں مل کر اس کی رائے معلوم کروں گا اور ہو سکا تو اسے ہمیشہ کے لئے اس کے شوہر کے پھندے سے آزادی دلا دوں گا۔

اسی سوچ بچار میں بوڑھے خوانچہ فروش کا مکان آ گیا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ اس گلی کے مکانوں میں بھی خاص تبدیلیاں آ چکی تھیں لیکن لوگوں مخلص لوگوں کی محبت کا اب بھی وہی عالم تھا جو میں اپنے بچپن میں دیکھ چکا تھا۔

مجھے جھجکتے دیکھ کر بوڑھے نے آواز لگائی۔ "آ جاؤ----- آ جاؤ بیٹا! تم سے کون پردہ کرے گا۔ سب تمہاری ماں بہنیں ہیں۔"

سکا۔ یہ سن کر میرے دل میں کسک سی اٹھی۔ میں کائنات کے اس مقدس ترین

رشتے کی ان محبتوں سے محروم تھا جو پتھروں کو موم کرنے کی قدرت رکھتی ہیں۔

میں اندر داخل ہوا تو ایک شرمیلی سی لڑکی گھونگٹ نکالے بوڑھے کے سر سے خوانچہ اتروا رہی تھی اور بوڑھا اسے بے شمار دعائیں دے رہا تھا۔ "یہ میری بہو فرزانہ ہے بیٹا۔ بہو سلام کرو انہیں۔ یہ ہمارے مہمان ہیں۔" بوڑھے نے خوانچہ رکھ کر میری طرف متوجہ ہونے کے بعد کہا۔

میری بہن نے اجنبیوں کی طرح شرماتے ہوئے مجھے سلام کیا۔ بے اختیار میرا دل چاہا کہ میں اس کے چہرے سے گھونگٹ کھینچ کر اسے اپنے گلے سے لگا لوں۔ لیکن میں یہ نہ کر سکا۔ میری ساری جرات اور بے خوفی شرمساری میں ڈھل چکی تھی۔ میں نے محض سر کی جنبش سے اس کا سلام لیا اور بوڑھے کی تقلید میں اندر چل دیا۔

میری نگاہیں بڑی بے چینی سے اپنی دوسری بہن فریدہ کو تلاش کر رہی تھیں لیکن اس گھر میں کوئی اور صورت ایسی نظر نہیں آئی جس کو میں فریدہ سمجھ لیتا۔

کچھ دیر بعد بوڑھے کا صحت مند اور نوجوان لڑکا اور میری بہن فرزانہ کا شوہر مزدوری سے لوٹ آیا۔ عسرت و مشقت کے باوجود اس کی نگاہوں میں شوخ بجلیاں لپک رہی تھیں، میرا تعارف ہوتے ہی اس نے والہانہ انداز میں مجھے سینے سے لپٹا لیا۔ اس وقت تک فرزانہ کو یہ علم نہیں ہو سکا تھا کہ میں کون ہوں یا اس کے بھائی کے بارے میں کوئی خبر لایا ہوں۔ لیکن جب میں اپنے بہنوئی سے بات کر رہا تھا تو وہ شاید دروازے کی اوٹ میں چھپی کھڑی تھی۔ میرے منہ سے اپنے بھائی سلطان کی فرضی کہانی سنتے ہی وہ بے تابی سے اندر گھس آئی۔ اس کی آنکھیں بے حجابانہ اور گستاخانہ انداز میں میرے چہرے پر جم گئیں۔

"کہاں ہے میرا بھائی۔ بلاؤ اسے یہاں لے آؤ۔" وہ والہانہ محبت کے ساتھ بولی۔

اس کا بھائی سامنے کھڑا تھا۔ برسوں کی گم شدہ محبت بھٹکتے بھٹکتے منزل پر آ گئی تھی لیکن وہ مجھے نہ پہچان سکی۔ اس صبر آزما صورت حال پر میرے دل پر چھریاں چل گئیں لیکن میں اف نہ کر سکا۔

"سلطان بھائی شملہ میں ہیں۔ جاؤ تم جا کر کھانا تیار کرو۔" فرزانہ کے شوہر نے نرم لہجہ میں کہا اور وہ بلاتوقف واپس لوٹ گئی۔ وہ مشرقی لڑکی اپنے مجازی خدا کے رتبے

کو خوب پہچانتی تھی۔

کافی دیر بعد میں فریدہ کا ذکر چھیڑنے کی ہمت کر سکا۔

فریدہ کا ذکر آتے ہی وہ بوڑھا خوانچہ فروش چونکا اور اپنی بہو فرزانہ کو آواز دے کر فریدہ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرزانہ نے بتایا کہ وہ قریب ہی کسی سہیلی کے یہاں گئی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر میں واپس لوٹ آئے گی۔

شام تک میں فریدہ کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ واپس نہ لوٹی۔ اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے میں چہل قدمی کے بہانے گھر سے نکل آیا۔ سامان وغیرہ کی علت تھی ہی نہیں۔ میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ میں تن کے جوڑے کے ساتھ گھنٹی آیا ہوں واپسی میں الہ آباد سے اپنا سامان لے لوں گا۔

محلے سے نکل کر میں نے ستھوں والی بستی کا رخ کیا۔ کنیز کا مکان تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی۔ وہاں دروازے کے باہر ایک لمبا چوڑا آدمی چارپائی ڈالے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گھنی مونچھوں نے اس کی سرخ آنکھوں کے تاثر کو خاصا وحشتناک بنا دیا تھا۔ میں آہستہ روی کے انداز میں اس کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ اس نے ملگجے اندھیرے میں آنکھ کا اشارہ دیا۔ میں اس کے نزدیک پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اس شخص کے منہ سے اسپرٹ کے بھبکے اڑ رہے تھے اور اس کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ اس وقت وہ اپنے حواس میں نہیں ہے۔ "آ جا یار۔ آج میں بھی سوچ رہا تھا کہ کون لونڈیا کو چوک تک لے جائے۔ جا اندر چلا جا۔" اس کی لڑکھڑائی ہوئی زبان سے یہ جملے سن کر مجھے بہت غصہ آیا لیکن میں ہر قیمت پر ایک بار کنیز سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا تھا۔

میں اندر داخل ہونے کے لئے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے قریب آ گیا۔ "لا دو روپے پہلے دیتا جا میں بعد کا جھگڑا نہیں پالتا۔ محلے والے مجھے اب شریف آدمی سمجھتے ہیں ------ کیا سمجھا؟"

میں نے حقارت سے اس کی طرف دیکھا اور کنیز سے ایک ملاقات کی قیمت اس کے منہ پر مار دی۔ وہ بے غیرتی سے ہنس دیا۔ میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو یہی شخص کنیز کا بے ضمیر شوہر ہے۔

دروازے اور صحن سے گزر کر میں مٹی کے نیم بوسیدہ کمرے میں داخل ہوا تو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیئے کی کانپتی ہوئی زرد روشنی میں کنیز ایک چٹائی پر بیٹھی نظر آئی۔ میری آہٹ پا کر اس نے سر اٹھایا اور ایک اجنبی کو دیکھتے ہی اس کے شفاف اور حسین چہرے پر وحشت کی لہر دوڑ گئی۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں خوف زدہ انداز میں تیزی سے جھپکنے لگیں۔ اس کی حالت بالکل وہی تھی جیسی ننھی سی چڑیا کسی باز کو اپنے سر پر موجود پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہے۔

"چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔ خدا کے لئے چلے جاؤ۔ آج میرا سارا بدن دکھ رہا ہے۔ صبح اس نے بہت بری طرح مجھے مارا ہے۔ آج میں اس کی شراب کے لئے پیسے نہیں کما سکی۔ مجھ پر رحم کرو اور لوٹ جاؤ۔" وہ سہمی ہوئی آواز میں کہتی چلی گئی۔

"کنیز۔ میری بہن!" اس کی پیشانی پر نمایاں چوٹ کا نشان دیکھتے ہی میں بے تابی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اپنے بازوؤں میں سمار لیا۔

"کنیز میں تمہارا بھائی ہوں۔ چچا زاد بھائی سلطان! میں تمہیں اس موذی کے پھندے سے نکالنے آیا ہوں۔" میں نے جذبات سے مغلوب' سرگوشیانہ آواز میں کہا۔

"سلطان بھائی تمہاری بہن بیسوا بن چکی ہے۔" اس کی آواز رندھ گئی اور برسوں کے تھمے ہوئے آنسو یکبارگی اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑے! سچے جذبوں میں ڈوبے وہ لمحات بڑے قیامت انگیز تھے۔ اپنے خاندانی خون کی حرارت پا کر میرا دل پوری قوت سے دھڑکنے لگا۔ میرا جی چاہا کہ اس موذی اور بے ضمیر کے چیتھڑے اڑا دوں جو اپنی آبرو کی دہلیز پر چارپائی جما کر' اندر آنے والے نفسانی بھیڑیوں سے اپنی شراب اور ان کی خواہشات کی قیمت وصول کرتا ہے' لیکن میں یہ نہ کر سکا۔ دبی دبی سسکیوں سے روتی کنیز کا سانس اکھڑنے لگا۔ شاید وہ برسوں سے دبی آواز میں رونے کی عادی تھی۔

کافی دیر بعد ابلتے ہوئے جذبات میں ٹھہراؤ آ سکا۔

میں نے کنیز سے کہا کہ وہ چاہے تو میں اس کے شوہر کو عبرتناک موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں لیکن وہ یہ سن کر لرز اٹھی۔ وہ اپنے سکون کی دنیا انسانی خون کی بنیادوں پر تعمیر کرنے کے تصور ہی سے نفرت کرتی تھی۔ جب وہ اپنے شوہر کے لئے کسی سزا پر آمادہ نہ ہو سکی تو مجبوراً میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس کچھ غیر مرئی قوتیں ہیں جن کے سہارے میں کچھ عرصہ کے لئے اس کے شوہر کو معذور اور مفلوج کر سکتا ہوں۔

کافی بحث کے بعد وہ نیم رضا مند ہو گئی۔ "وہ لاکھ برا سہی لیکن میرا شوہر ہے سلطان بھائی! وہ گمراہ ہو گیا ہے تو میں اب تمہیں صرف اتنی اجازت دیتی ہوں کہ اسے ہاتھ' پیروں اور زبان سے مفلوج کر دو۔ وہ ویسے بھی محنت کر کے نہیں کماتا۔ بس میں محنت مزدوری کر کے عزت سے اپنا اور اس کا پیٹ پالتی رہوں گی۔ اگر کبھی اسکی غیرت جاگ اٹھی تو میری تم سے ایک التجا ہو گا کہ اس کی حالت ٹھیک کر دینا۔"

اس مشرقی لڑکی کا یہ جذبہ دیکھ کر میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ کرب' اذیت' تحقیر' تذلیل اور آبرو فروشی کی مصیبتوں میں مبتلا رہنے کے باوجود اسے اپنے شوہر کا خیال تھا۔ وہ ہر طرح آزاد تھی' اس پر نہ کوئی دباؤ تھا اور نہ جبر۔ پھر بھی وہ ہر قیمت پر رشتہ نباہنے کی آرزو مند تھی۔

میں رات گئے تک کنیز کے پاس ٹھہرا۔ اپنے گھرانے کے قصے ہوتے رہے۔ بہت سی تفصیلات کا علم ہوا۔ رات کے گیارہ بجے میں وہاں سے نکلا تو میرا ارادہ بدل چکا تھا۔ اپنی بہن فرزانہ کی سسرال کے بجائے وہ رات میں نے کسی پرسکون سرائے میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کنیز کے مکان سے ذرا دور آ کر میں نے چترا کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ کنیز کے مکان کے باہر چارپائی پر نشے میں بے ہوش پڑے' اس کے شوہر کو اس طرح لنگڑا' لولا اور گونگا کر دے کہ اسے تکلیف کا احساس بھی نہ ہو سکے۔ چترا بجلی کے کوندے کی طرح لپکتی ہوئی اس کی چارپائی پر سے گزری اور فضا میں تحلیل ہو گئی۔ میں متجسسانہ انداز میں آگے بڑھا تاکہ اس مدہوش شرابی کی حالت دیکھ سکوں جو محض اپنی خدا ترس بیوی کے باعث عبرتناک موت سے بچ گیا ہے۔

اس کے دونوں پیر گھٹنوں سے اوپر تک غائب تھے' بازو کہنیوں سے اوپر تک غائب تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی ماہر فن نے جراحت کر کے اس کے اعضا کاٹ لئے ہوں۔ یہ دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اس کی گویائی بھی مفقود ہو چکی ہے۔ میں نے اندر جا کر کنیز کو خبر دینی مناسب نہ سمجھی اور خاموشی سے واپس ہو لیا۔

الوداعی ملاقات کی غرض سے فرزانہ کی سسرال جاتے ہوئے میں نے راستے میں چترا کو حکم دیا کہ وہ فرزانہ کے سسر کے خوانچے میں اگلے روز کے لئے لگائے ہوئے تمام

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پھولوں کو سونے کے دانوں میں تبدیل کر دے۔ میں اس طرح اس عسرت زدہ گھرانے کو قناعت' خدا ترسی اور حمیت کا انعام دینا چاہتا ہوں۔

ابھی میں مکان سے دور ہی تھا کہ بین اور فریاد کی دلدوز آوازیں سنائی دیں۔ ان میں نسوانی آوازیں بھی تھیں اور مردانہ شور بھی۔ اس وقت میں یہ نہ سمجھ سکا کہ اس آہ و بکا کا مرکز فرزانہ کی سسرال ہی ہے لیکن قریب پہنچنے پر میں سراسیمہ ہو گیا۔ مکان کے باہر محلے کے کافی لوگ جمع تھے اور اندر سے رونے پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

سب سے پہلے میرا سامنا فرزانہ کے سسرے ہوا۔

میں اتنی رات گئے وہ ہنگامہ دیکھ کر خاصا پریشان تھا۔ مجھے پہلا اندیشہ ہوا کہ کہیں فرزانہ کو کسی طرح میری اصلیت کا علم نہ ہو گیا ہو اور شادی مرگ سے اس کی حالت بگڑ گئی ہو۔

"کیا ہوا خیریت تو ہے؟" میں نے بے چین لہجے میں بوڑھے سے پوچھا۔

اس کا سر ندامت سے جھکا ہوا تھا اور آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ میرا سوال سن کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک سرد آہ نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"ہم لٹ گئے بیٹا۔ بھرے جگ میں میرا منہ کالا ہو گیا۔" وہ روہانسی آواز میں چیخا۔

"کیا ہوا؟ قصہ تو بتاؤ۔" میں نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سلطان کی اماں جی کی امانت تھی بیٹا۔ ہم اس کی حفاظت نہ کر سکے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

بوڑھے کی اس پہیلی سے مجھے الجھن ہونے لگی۔ نہ جانے وہ کیا بک رہا تھا۔ میرے ذہن میں کئی منحوس خدشات نے سر ابھارا اور میں بے اختیار بولا۔ "کون۔ کیا چیز تھی وہ؟"

"چیز!" بوڑھے نے اپنے بال نوچ لئے۔ "ارے میں سلطان کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اس کی بہن فریدہ لاپتہ ہے۔ وہ صبح سے گئی ہے تو اب تک نہیں لوٹی' نہ اپنی سہیلی کے گھر پہنچی جانے اسے آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔"

"فریدہ۔" میں فرط اندوہ سے چیخ اٹھا۔ غم و غصہ سے میری کھوپڑی ابل پڑی۔"

کیا وہ بھاگ گئی ہے۔" میری آواز دھیمی لیکن لہجہ بہت تلخ تھا۔

اسی وقت فرزانہ کا شوہر وہیں آ نکلا اور اس نے میرے الفاظ سن لئے۔

اس نے لپک کر میرا گریبان پکڑ لیا۔ اس کی قدرے ورم آلود سرخ آنکھوں میں انتقام اور نفرت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ وہ مجھے گریبان سے پکڑے ایک کونے میں لے گیا۔ "یوسف خان! تم سلطان بھیا کے دوست اور ہمارے مہمان ضرور ہو لیکن غریب کی آبرو شیشے سے زیادہ نازک ہوتی ہے جانے فریدہ کن غنڈوں کے ہاتھ چڑھ گئی ہے قسم پروردگار کی وہ معصوم ہے اور اب تم نے اس پر کوئی تہمت لگائی تو تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔ فریدہ کے بارے میں یہ ذلیل الفاظ میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔"

میں ایک دم سکتے میں آ گیا۔ اس گھرانے میں' میں نے خود کو سلطان خاں کے دوست یوسف خاں کے طور پر متعارف کرایا تھا اور اس حیثیت میں مجھے براہ راست سوالات کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ میں نے چپکے سے اس سے معافی مانگ لی۔

وہ لوگ جہاں بے حد غیور اور غصیلے تھے وہیں بے حد سیدھے اور سچے بھی تھے۔ میری معذرت کے بعد ان کا رویہ پھر ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو لیکن میری رگ و پے میں غم و غصے کی ایک طاقتور لہر دوڑ رہی تھی۔ نہ جانے وہ کیسی بدبختی تھی جس نے میرے گھرانے کے بچے کھچے افراد کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔ میری چچا زاد بہن ایک شرابی اور سیاہ کار غنڈے کے جال میں پھنس چکی تھی' فریدہ میرے پہنچتے ہی اغوا کر لی گئی' فرزانہ بھی کچھ خوشحال نہیں تھی اور میں خود کرب و فراق کی اذیت میں مبتلا دربدر کی خاک چھان رہا تھا۔ میری حسین اور دلکش بیوی ستارہ مجھ سے چھین کر ناگ بھون کے عقوبت کدوں میں قید کر دی گئی تھی۔

میں نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے وہاں پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ فریدہ صبح جس سہیلی کا نام لے کر گھر سے نکلی تھی' سرے سے وہاں پہنچی ہی نہیں۔ فرزانہ کی سسرال والوں نے میرے کنیز کی طرف چلے جانے کے بعد دیر ہونے کے باعث اس سہیلی کے گھر آدمی بھیجا تو یہ راز کھلا پھر ہر طرف فریدہ کو تلاش کیا گیا لیکن اس کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-627, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345 ...

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دریافتیہ واقعہ میرے لئے بے حد حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ کٹنی کی سرزمین تو مجھے راس نہیں آئی تھی۔ ایک ہی دن میں مجھ پر یا میرے متعلقین پر پے در پے اتنی مصیبتوں کا نزول ہوا کہ اگر شیو ناگ کے قید ہونے کے بارے میں مجھے پورا یقین نہ ہوتا تو میں ان سب واقعات کو اسی کی کارگزاری ہی سمجھتا۔

پورے گھر میں ایک عجیب افراتفری مچی ہوئی تھی میرے لئے اب مزید وہاں رکنا فضول تھا۔ میں اب جلد از جلد چترا کو طلب کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے مجھے گھر چھوڑ دینا تھا۔ اگر خاموشی سے نکل جاتا تو فریدہ کے اغوا کی کڑیاں میری پراسرار روپوشی سے ملا دی جاتیں اور پھر پورے کٹنی میں عجیب و غریب نفرت آمیز داستانیں پھیلنے لگتیں۔ لوگ دوستی کے رشتوں کا بھرم ماننے سے انکار کر دیتے۔ دوسری گھبراہٹ یہ تھی کہ اس ہنگامے کی خبر کہیں کنیز کو مل گئی تو وہ میری اصلیت کا بھانڈا پھوڑ دے گی کیونکہ میں اس کے سامنے خود کو سلطان خاں کے اصل روپ میں متعارف کرا چکا تھا۔

میں نے بہتر یہی سمجھا کہ وہاں سے نکل چلوں۔ بعد میں کنیز کی زبانی سب میرے بارے میں جان ہی جائیں گے۔ اس وقت مجھ میں اتنی جرات نہیں تھی کہ فریدہ اور فرزانہ کے بھائی کی حیثیت میں اپنے وجود کا سرعام اعتراف کر لیتا۔

میں نے اندر جا کر فرزانہ کے سسر کو ایک طرف بلایا اور اسی وقت گھر سے روانگی کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ بے چارہ اپنی شرمندگی اور پریشانی کے باوجود مجھے روکنے پر مصر ہو گیا۔ میں نے اس کے اطمینان کے لئے ایک فرضی کہانی سنا ڈالی کہ الہ آباد میں پولیس کے چند اعلیٰ افسر میرے دوست ہیں۔ میں وہاں سے کارروائی کر کے فریدہ کا کھوج نکالنے کی کوشش کروں گا۔ یہ امید دلانے پر بوڑھے نے مجھے اجازت دے دی۔

گھر سے نکلتے وقت میں نے فرزانہ پر الوداعی نظریں ڈالیں۔ بھائی کا زندہ سلامت ہونے کا مژدہ پانے کے ساتھ ہی اسے جوان بہن کی گمشدگی کا کاری گھاؤ لگا تھا اور وہ بڑی المناک انداز میں بین کر کے روئے جا رہی تھی اس کی سوجھی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی وحشت ابھر آئی تھی۔

پھولوں کی تھالی میں سونے کی ڈلیاں بن جانے کے بارے میں اس وقت کسی سے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ بہرحال مجھے یقین تھا کہ کسی بھی وقت وہ لوگ اس خزانے کو

دریافت کر لیں گے۔

میں اپنی ادھیڑبن میں مبتلا آدھی رات گئے کالے خاں کی سرائے میں پہنچا جسے میں دن ہی میں منتخب کر چکا تھا۔ وہ اوسط درجے کی قابل رہائش جگہ ثابت ہوئی اور مجھے ایک صاف ستھرا کمرہ مل گیا۔

فریدہ کی پراسرار گمشدگی نے میرے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں نے بڑی بے چینی کے ساتھ لباس تبدیل کیا' اپنے کمرے کے دونوں دروازوں کو کنڈی چڑھائی اور دیئے کی لو دھیمی کر کے بستر پر آ گیا تاکہ اپنے آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں کچھ سوچ سکوں۔

میری بیوی ستارہ مجھ سے بچھڑ چکی تھی اور مجھے جلد ہی اس تک پہنچنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی جب تک ناگ رانی اپنے مکار دشمن شیو ناگ کو ختم نہ کر لیتی اس کا میرے پاس آنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ کنیز کو میں باعزت زندگی کے راستے پر ڈال چکا تھا' فرزانہ کے غربت و افلاس کے مارے گھر کو بیش قیمت خزانہ دے چکا تھا۔ اس وقت میرے دل میں بس ایک خلش کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ میری بہن فریدہ کٹنی پہنچتے ہی پراسرار حالات میں غائب ہو چکی تھی اور میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ اس کی روپوشی میں فریدہ کے کردار کے کسی ناپسندیدہ پہلو کا حصہ تھا یا وہ واقعی ظلم و زبردستی کا شکار ہوئی تھی۔

جب مجھے ان سوالات کا جواب نہ مل سکا تو میں نے معاً چترا کے بارے میں سوچا وہ اپنی کانچ کی چوڑیاں کھنکھناتی میرے سامنے آئی تو میں پل بھر کے لئے اپنی مصیبتوں کو بھول کر اسے دیکھتا رہ گیا۔ اس کا حسین اور گداز بدن میرے ضبط و تحمل کا امتحان لے رہا تھا۔

میرا یہ ابتدائی لطیف تاثر لمحے بھر سے زیادہ قائم نہ رہ سکا چترا کا خوبرو بدن مجھے بے وقت کی راگنی لگنے لگا۔ "یہ کیا بے ہودگی ہے چترا!" میں نے غصیلی آواز میں اسے ڈانٹا۔

"پریشان دکھائی دیتے ہو سلطان جی!" وہ مسکرا کر معنی خیز لہجے میں بولی۔

"چترا۔" میں نے بدمزگی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "تجھے معلوم نہیں کہ اس وقت

مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔"

"چترا اتنی بے خبر نہیں سرکار۔" وہ مجھ پر جھکتے ہوئے بولی۔ "مجھے تمہاری بہن کی گمشدگی کی اطلاع مل چکی ہے۔" "میں بڑے جوکھم میں پڑ کر تمہارے لئے ایک خبر لائی ہوں!!"

وہ میری باز پرس اور غصیلے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے بے حجابی سے میرے بستر پر بیٹھ گئی اور میٹھی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

میں کچھ کہے بغیر مستفسرانہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہاری بہن کا سراغ مل گیا ہے۔" چند ثانیوں کی پر تجسس خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"کیا؟" میں ہڑبڑا کر بستر سے اٹھ گیا۔ یہ خوش خبری میرے ذہن پر کسی وزنی ہتھوڑے کی طرح گری تھی۔

"وہ بدقسمتی سے ایک بدمعاش پجاری گنگا دھر کے چیلوں کے ہاتھ لگ گئی ہے۔" چترا سنجیدگی سے بولی۔ "تمہارا پورا گھرانہ شاید ناگوں کے آسیب کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ گنگا دھر ناگ دیوتا کا پجاری ہے اور بڑی شکتی کا مالک ہے۔ وہ پانچ برس سے ناگ دیوتا کے درشن کے لئے پاٹھ کر رہا ہے۔ اور اس برس ناگ پوجا کے تہوار پر ناگ دیوتا پر ایک سندر سی کنواری کی بھینٹ دینے کے بعد وہ دیوتا کے درشن کر سکے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے تمہاری بہن کو اٹھوایا ہے اور اپنی شکتی کے سہارے فریدہ کو سون مندر کے تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے۔ یہاں سے کئی سو میل دور سون ہاٹ کے مشرق میں ایک ویران اور اجاڑ مندر پڑا ہے۔ اسے سون مندر کہا جاتا ہے۔ گنگا دھر اور اس کے پاپی چیلے وہیں رہتے ہیں وہاں بھانت بھانت کے موذی اور زہریلے سانپوں کی بھی بہتات ہے ان کے ڈر سے کوئی بھول کر بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا۔"

"اس میں جوکھم کی کیا بات تھی۔ تم کو سانپوں کا کیا خوف ہو سکتا ہے!" میں نے اس نئی اطلاع کے ہیجان کو دباتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"ایسی ویسی کٹھنائی تھی وہ۔" چترا دونوں کان چھو کر بولی۔ "گنگا دھر بڑا مکار اور شکتی کا مالک ہے" اسے دھوکا دینا کوئی کھیل نہیں تھا وہ کافی دیر تک میرے بدن کے

سروپ میں کھویا میرا انگ انگ مسلتا رہا اور بھنگ گھوٹ کر پیتا رہا تب کہیں بے ہوشی کے عالم میں' میں اس کی زبان سے تمہاری بہن کی کہانی اگلوا سکی۔ دیکھتے نہیں اس پاپی نے میرے بدن پر ایک کپڑا نہیں چھوڑا نوچ نوچ کر اس نے کپڑوں کے چیتھڑے کر ڈالے تھے۔"

شاید عام حالات میں چترا کا گدرایا ہوا دمکتا ہوا بدن اور اس کی خمار سے بوجھل آنکھیں میری رنگین طبیعت کے لئے اکساہٹ کا باعث بن جاتیں لیکن فریدہ کا سراغ ہاتھ آ جانے کے بعد میرے دماغ میں بس گنگا دھر کو زیر کرنے کی دھن سما گئی تھی اور چترا کا روپ میرے لئے یک بیک اپنی تمام رعنائیاں کھو بیٹھا تھا۔

"اچھا تم جاؤ۔" میں نے اس سے کہا۔ "میں کل ہی سون مندر پہنچ کر بدمعاش گنگا دھر کی خبر لیتا ہوں۔ اور ہاں ناگ رانی کی بھی کچھ خبر ہے۔"

"شکر ہے سرکار نے یاد تو کیا اس جنم جلی کو۔" وہ ایک ادا کے ساتھ بولی۔ "اس پر یہ وقت بڑا کٹھن گزر رہا ہے۔ شیو ناگ اس کے گلے کی ہڈی بن کر رہ گیا ہے۔ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آ سکے گا پر وہ اپنی جان پر کھیل کر تمہارے لئے یہ سارے پاپڑ بیل رہی ہے۔"

چترا کی یہ ملامت آمیز گفتگو اور ناگ رانی کے لئے حمایت مجھے ناگوار گزری اور میں نے بات بڑھائے بغیر اسے رخصت کر دیا۔

اس رات فکر و تردد اور گنگا دھر سے درپیش متوقع معرکے کی پیش بندیوں کے بارے میں سوچتے سوچتے بہت وقت گزر گیا۔ پھر جب آنکھ لگی تو اگلے روز میں دن چڑھے تک سوتا رہا۔ آنکھ کھلی تو دوپہر کا عمل ہو چکا تھا۔ میں نے جلدی جلدی غسل کیا کھانا کھایا اور سرائے والے کا حساب بے باق کر کے وہاں سے چل دیا۔ میں ہر قیمت پر جلد از جلد گنگا دھر کے سر پر مسلط ہو جانا چاہتا تھا تاکہ اسے فریدہ کے بارے میں نیت بدلنے کا موقع نہ مل سکے۔ گنگا دھر کے گندے کردار کا اندازہ تو مجھے چترا کے کپڑوں سے محروم بدن پر درندگی کے نشانات دیکھنے سے ہی ہو چکا تھا۔

کشی سے سون ہاٹ تک تقریباً دو سو میل کی مسافت تھی۔ کشی سے سہاگ پور کے راستے پر چرمری تک تو ٹرین مل سکتی تھی اس کے آگے تقریباً تین چالیس میل

بیل گاڑی کا سفر تھا۔ اگلے روز شام کے وقت ٹرین چرمری کے نیم تاریک اور ویران
اسٹیشن پر پہنچی تو مجھے وہاں بہت زیادہ اجنبیت محسوس ہوئی۔ اسٹیشن سے باہر آیا تو بیل
گاڑی اور تانگے والوں کی چیخ پکار نے استقبال کیا۔ میں نے ایک طرف ٹھہر کر سب
گاڑی بانوں کا جائزہ لیا۔ آخر نظر انتخاب ایک موٹے تازے' پست قامت شخص پر پڑی
جو بڑی بے نیازی کے ساتھ اپنے بیلوں کی جوڑی کی مالش کر رہا تھا۔ اس پورے ہجو
میں وہ شخص شکل و صورت سے مکار ضرور لگ رہا تھا لیکن مجھے یقین تھا کہ قابل اع
ہو گا۔

میں اس کے پاس پہنچا اور نرم آواز میں بولا۔ "چلو گے؟"

"کہاں جانا ہے بابو جی؟" وہ خلاف توقع بہت تہذیب سے پیش آیا۔

"لمبا سفر ہے۔ سون مندر جانا ہے' منہ مانگے پیسے دوں گا۔" میں نے سرگوشیا
آواز میں کہا۔

"وہ تو ویران جگہ ہے بابو جی۔ وہاں جا کر کیا کرو گے۔ ایک سے ایک زہریلا سانپ
پڑا ہے ادھر' مفت میں مارے جاؤ گے۔"

"منہ مانگے پیسوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ اپنے کام سے کام رکھو' اس سے
آگے کی فکر تمہارا کام نہیں ہے۔" میں نے ٹھہری ہوئی دھیمی آواز میں کہا۔

اس نے تیزی سے سر ہلایا۔ جیسے ساری بات سمجھ گیا ہو اور بم کی رسیاں ٹھیک
کرنے لگا۔

بیل گاڑی میں خاصا موٹا گدا پڑا ہوا تھا لیکن ناہموار راستے کے سبب تیز جھٹکے لگ
رہے تھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد گاڑی کا رخ آبادی کی طرف ہوا تو میں نے اسے ٹوکا
"گھر جا رہا ہوں۔" اس نے نرمی سے کہا۔ "آج رات میرے مہمان رہو' صبح
تڑکے جوڑی نکالوں گا۔"

"مجھے ابھی جانا ہے۔" میں نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ میں سون مند
اور گنگا دھر تک جلد از جلد پہنچنا چاہتا تھا۔

"ابھی؟" وہ کچھ پریشان سا ہو گیا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا جہاں اب اکا
تارے ٹمٹماتے نظر آ رہے تھے۔ "رات اندھیری ہے بابو۔ اور رات بہت خراب ہے

ذرا دیر میں اتنا اندھیرا ہو جائے گا کہ دو گز دور کی چیز بھی دیکھنی مشکل ہو گی۔ اس
راستے پر صبح کا سفر ٹھیک رہے گا۔"

وہ شام ڈھلے سون ہاٹ جانے کے نام سے خاصا خوفزدہ اور پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن
میں نے دس روپوں کی مزدوری کا لالچ دے کر آمادہ کر ہی لیا۔ وہ میری بحث کے سامنے
زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا۔

پھر بھی اس نے پہلے آبادی میں پہنچ کر اپنے گھر سے صبح کا ناشتہ اور ایک تیز دھار
کلہاڑی ہمراہ لی اور بیل گاڑی ہچکولے کھاتی شور مچاتی بستی سے باہر آ کر سون ہاٹ کے
راستے پر چل پڑی۔

تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف گہری سیاہی پھیل گئی' آسمان پر ننھے ننھے چمکدار
نقطوں کا جال بہت خوبصورت لگ رہا تھا لیکن میری توجہ آسمان سے زیادہ ناہموار راستے
پر مرکوز تھی۔ دونوں بیل جھومتے جھامتے خاصی تیزی سے اس نیم پختہ دیسی سڑک پر
دوڑ رہے تھے۔ تیل کی کمی کے باعث پہیوں سے چرخ چوں کی بلند آہنگ آوازیں پیدا
ہو رہی تھیں' ان آوازوں کے پس منظر میں بیلوں کے گلے میں پڑی گھنٹیوں کے بجنے کا
شور بالکل دب کر رہ گیا تھا۔

آہستہ آہستہ اردگرد کے ماحول میں خوف کا رچاؤ محسوس ہونے لگا اور میں نے
بھیانک خاموشی کو توڑتے ہوئے بیل گاڑی والے سے باتیں شروع کر دیں۔

وہ شاید میری جانب سے ابتدا کا ہی منتظر تھا' چند جملوں کے بعد ہی اس نے
موضوع میرے اس سفر اور سون مندر کی جانب موڑ دیا۔

"بابو جی تمہیں سون مندر کی کہانیاں معلوم ہیں؟" اس نے دریافت کیا۔

"سون مندر کی کہانیاں؟" میں نے تعجب سے دہرایا۔ "بس یہی معلوم ہے کہ وہ
ویران اور اجاڑ مندر ہے اور کوئی ادھر نہیں جاتا۔" میں سمجھا کہ وہ گنگا دھر کے بارے
میں کریدنا چاہتا ہے اس لئے انجان بن گیا۔

"پر تم پھر بھی ادھر جا رہے ہو۔" وہ پرخیال اور معنی خیز لہجے میں بولا۔

"لوگ سیر کے لئے تو جاتے ہی ہوں گے؟" میں نے بے چینی محسوس کرتے
ہوئے کہا۔

وہ پھنسی پھنسی آواز میں آہستہ سے ہنسا۔ "موت کے جبڑوں میں کون سیر کو جا
ہے۔ ادھر کے لوگ تو سون مندر کا نام لینا ہی برا شگون سمجھتے ہیں' جانے کب کوئی نا
ڈس لے۔"

اس کی مبہم باتوں سے مجھے الجھن ہونے لگی۔ "تم صاف کیوں نہیں بتاتے کہ
آخر سون مندر میں جانے میں کیا خطرہ ہے' اس کا نام لینے میں کیا نحوست ہے؟"

"باہر سے آنے والے ہی کبھی کبھار سون مندر دیکھنے چلے جاتے ہیں ورنہ بستی
والے تو ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔ اس مندر پر پاپی آتماؤں کا راج ہے۔ رات تو
بڑی بات ہے' دن میں بھی کوئی ادھر نہیں جاتا۔ میں نے مزدوری کا لالچ کیا ہے' اب
بھگوان ہی میری رکھشا کرے گا۔" گاڑی بان کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ آگئی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اس مندر پر پاپی آتماؤں کا راج ہے؟" میں نے آ
کھسک کر پوچھا۔

"سب کو پتہ ہے۔" اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "اس مندر
کہانی بڑی پرانی ہے۔ پرکھوں سے سنتے آئے ہیں کہ کسی زمانے میں سون مندر کی
دور دھوم تھی۔ یہاں خاص طور پر ناگ پوجا بڑے تہوار کی طرح ہوتی تھی اور من
کے چڑھاوے آتے تھے۔ سون مندر کا پروہت بڑا بدمعاش تھا۔ وہ سارے چڑھاو
زمین میں گاڑ دیتا تھا' لالچی ہونے کے ساتھ اس کا من بھی کھوٹ سے بھرا پڑا تھا۔ م
میں پوجا کو آنے والی بھولی بھالی اور سندر ناریوں کو اپنی شکتی کی دھونس میں لا کر ان
عزت لوٹ لیتا تھا اور یہ سارا گندا کھیل سون مندر ہی میں کھیلا جاتا تھا۔ ایک مر
مندر میں ناگ پوجا کے تہوار پر سات برس کی ایک بہت ہی سندر بچی اپنے ماں با
سے بھٹک کر رہ گئی۔ لوگوں نے بچی کو پروہت کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ ایک ڈیڑھ ہف
تک تو وہ بچی ٹھیک رہتی رہی۔ پھر ایک رات پروہت پر شیطان آگیا۔ اور اس
اس کومل بچی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا ڈالا۔" گاڑی بان کی آواز سرگوشیانہ اور خوف آل
ہو گئی۔ "ہمارے پرکھے کہتے ہیں بابو جی کہ اس بچی کی تڑپتی چیخوں سے دیوتاؤں کا
جوش میں آگیا۔ بستی والے نیند سے جاگے تو لڑکی کی چیخوں کے ساتھ ایک خوفنا
طوفان آچکا تھا۔ اس رات وحشی ہواؤں نے سون مندر کے اردگرد اگے ہوئے باغ

ایک ایک تنکے کو اجاڑ دیا۔ جب صبح نمودار ہوئی اور طوفان تھما تو چند سیانے ڈرتے
ڈرتے سون مندر میں گئے' وہاں پروہت کی پگلی ہوئی' خون آلود لاش دیوتا کی ٹنوں وزنی
پتھر کی مورت کے نیچے دبی پڑی تھی اور پروہت کی اسی کوٹھری میں اس بچی کا بے جان
بدن پڑا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ حیرت اس بات کی تھی کہ ناگ دیوتا کی پتھریلی مورت'
جو پوجا گھر کے فرش میں جڑی ہوئی تھی' پروہت کے کمرے میں کیسے آگئی' اس روز
کے بعد سے سینکڑوں برس بیت گئے لیکن مندر آج بھی ویران ہے۔ پروہت کی موت
کے بعد لالچی لوگوں نے چوری چھپے مندر کے فرش میں دبے نذرانے کے سونے چاندی
کے خزانے نکالنے کی کوشش کی لیکن انہیں موذی سانپوں نے ڈس لیا۔ زمین میں دبے
ہوئے خزانے پر ناگ دیوتا کے چیلے بیٹھے ہوئے ہیں اور سون مندر ویران ہے۔ جانے
وہ کب تک یونہی اجاڑ رہے گا۔"

مجھے اپنے اردگرد پھیلی ہوئی تاریکی اور گہری ہو جانے کا احساس ہوا۔ بیلوں کی
رفتار بہت تیز تھی' پہیوں اور گھنٹیوں کا شور اس تاریک ماحول میں بڑا پراسرار اور
آسیبی لگ رہا تھا۔

گاڑی بان سون مندر کی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا اور مجھے الجھن سی ہونے لگی۔
بیلوں کی رفتار پر میں نے گاڑی بان کو مخاطب کیا۔ "گاڑی بہت تیز جا رہی ہے۔ راستہ
ناہموار ہے' اگر پہیہ سڑک سے اتر گیا تو گاڑی الٹ جائے گی۔"

"اب بھی لوٹ چلو بابو جی۔ ابھی ہم زیادہ دور نہیں نکلے ہیں' سون مندر بڑی
جوکھوں کی جگہ ہے' ہم منہ اندھیرے ہی چل دیں گے اور دن کے اجالے میں وہاں پہنچ
جائیں گے؟" گاڑی بان نے التجا آمیز لہجے میں کہا۔

"تم گاڑی کا دھیان کرو۔ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا تم اتنے ہی ڈرپوک تھے تو
اس روپوں کا لالچ نہ کیا ہوتا۔" میں نے پہلی بار اسے دبانے کی کوشش کی۔

"ڈرپوک نہیں۔" وہ قدرے ناگواری سے بولا۔ "تم سون مندر سے اچھی طرح
واقف نہیں ہو۔ ادھر تو بڑے بڑے دل گردے والوں کا دم نکلتا ہے۔"

یہ کہہ کر گاڑی بان نے بیلوں کو ایک ایک چابک رسید کیا اور رفتار بہت تیز ہو
گئی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گفتگو ختم ہوتے ہی میرا ذہن اپنی حالت اور پریشانیوں میں الجھ گیا۔ میری عزیز ترین شے، میری پیاری بیوی ستارہ میرے ہاتھ سے چھنی جا چکی تھی اور ناگ بھون کی ہولناک سرزمین پر ناگ راجہ کی قید میں تھی۔ میں اپنے طور پر اور حیدر شاہ کی صورت میں ملنے والی غیبی مدد کے سہارے ستارہ کی بازیابی کی کوششوں میں کافی آگے بڑھا تھا لیکن ابھی تک مجھ پر امید و بیم کی کیفیت طاری تھی۔ نہ جانے میں ستارہ تک پہنچ کر اسے ناگ بھون سے رہا کرا سکوں گا یا زندگی بھر کی مایوسی اور ناکامی میرا مقدر بنے گی۔ اگر منحوس شیو ناگ درمیان میں نہ آ کودتا تو شاید میں اب تک ناگ رانی کی مدد سے بہت کچھ کر چکا ہوتا لیکن شیو ناگ نے ناگ رانی کو اپنے ساتھ مقابلے میں الجھا لیا تھا اور میں اس کی زد سے بچنے کے لئے شملہ سے بھاگا ہوا تھا، یہ تو محض اتفاق تھا کہ میں کلکتے پہنچا اور اپنی بہن کے اغوا کے سانحے کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی بے کاری کے اس وقفے میں فریدہ کو سون مندر سے نکال لینے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ میرا بنیادی مشن ستارہ کا حصول تھا۔ ستارہ مجھے پوری دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھی اپنی بہنوں سے بھی زیادہ عزیز۔ اگر حالات آڑے نہ آتے اور میرے سامنے ستارہ اور اپنی بہن فریدہ کی رہائی میں سے کسی ایک کا انتخاب کا موقع ہوتا تو میں بلا تامل ستارہ کی رہائی کی کوشش کرتا۔

جوں توں کر کے سون مندر کا یہ ہولناک سفر جاری رہا۔ بیل گاڑی کے نیچے لٹکی ہوئی مٹی کے تیل کی لالٹین کی ناکافی روشنی رات کے گھور اندھیرے میں نہ ہونے کے برابر تھی۔ گاڑی بان جھاڑیوں کی ذرا سی آہٹ پر بدکتا جیسے وہاں ملک الموت چھپا بیٹھا ہو۔ اس کی تیز دھار والی کلہاڑی اس کے برابر ہی میں رکھی ہوئی تھی اور وہ جب چونکتا اس کا داہنا ہاتھ کلہاڑی کے دستے پر جا پڑتا اور میرے ذہن پر گنگا دھر کے خیالی [illegible] چھاتے جا رہے تھے۔

رات ڈھلتی جا رہی تھی۔ ویران اور خودرو جھاڑیوں سے ڈھکے کچے راستے پر تاریکی کی اتنی گہری چادر محیط ہو چکی تھی کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مجھے تو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ دونوں بیل محض اپنی جبلت کے سہارے ہی بگٹٹ بھاگے جا رہے ہیں۔ اردگرد اگے ہوئے تناور درختوں میں

گزرتی آوارہ ہواؤں کی سسکیاں طاغوتی قوتوں کی آہ و بکا کا سماں باندھ رہی تھیں اور میں اپنے تمام تر حوصلے کے باوجود خوف اور اوہام سے نجات نہ پا سکا۔

آدھی رات ڈھلنے کے بعد تک میں خاموش رہا۔ گاڑی بان بہت زیادہ خوف زدہ تھا لہٰذا وہ تو بالکل خاموش ہی رہا۔ آخر میں نے ہی سفر کاٹنے کے خیال سے اس سے کچھ بات چھیڑنے کا ارادہ کیا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"رام بھروسے۔" میں نے آہستہ سے اسے پکارا۔

"جی سرکار۔" اس نے چونک کر جواب دیا۔

"کیا تم ڈر رہے ہو؟"

"ڈر تو نہیں بابو جی۔" وہ خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "پر جان ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ اسی گاڑی پر سوار ہوں۔ جو حال تمہارا ہو گا وہی حال میرا بھی ہو گا۔" میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اس نے اپنا سر میری جانب گھمایا۔ میں تاریکی کے باعث اس کے چہرے کے تاثرات نہ پڑھ سکا۔ لیکن جب وہ بولا تو اس کی آواز میں ہچکچاہٹ موجود تھی۔ "برا نہ مانو تو ایک بات پوچھوں بابو جی؟"

"پوچھو۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ تم کوئی چلتے پھرتے آدمی نہیں ہو۔" اس نے اشتباہ آمیز لہجے میں کہا۔

میں زور سے ہنسا۔ "تو کیا میں تمہیں لولا لنگڑا لگتا ہوں۔"

"یہ بات نہیں۔" وہ جلدی سے بولا۔ "مجھے تم کوئی یوگی لگتے ہو۔ پہنچے ہوئے یوگی۔"

"وہ کیسے؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"میں راستے بھر سوچتا رہا کہ آخر تمہاری خاطر اس خطرناک سفر پر کیوں راضی ہو گیا۔ لالچ کی خاطر جان کا خطرہ تو مول نہیں لیا جاتا۔ مجھے لگتا ہے کہ میں تمہارے رعب میں آ گیا تھا۔"

اس گفتگو کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی میرے حوصلے سے مرعوب ہو
مجھے کوئی رشی وغیرہ سمجھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ غلط فہمی دور کرنے کی کوئی بھر
کوشش نہیں کی تاکہ اسی غلط فہمی کے باعث وہ کسی مرحلے پر مجھ سے سرکشی نہ
سکے اور میں اس پر اپنی دھونس قائم رکھوں۔

راستے کے آخری پہر ہم راستے میں پڑنے والی ندی پر جا پہنچے۔ اس کے پار پہنچ
کے لئے وہاں لکڑی کا ایک بوسیدہ سا پل موجود تھا۔ رام بھروسے نے بیلوں کی رفتار
آہستہ کی اور پھر گاڑی ڈھلان دار پل پر چڑھ گئی۔ پل سے چالیس پچاس فٹ نیچے ندی
کا سیاہ چمکیلا پانی دھیما دھیما شور پیدا کرتا بہہ رہا تھا۔

رام بھروسے پچھلے ایک گھنٹے سے مجھے اپنے نکھٹو لڑکے اور بد اخلاق ساس کے
قصے سناتا آ رہا تھا۔ میں نے کئی بار موضوع بدلنے کی کوشش کی لیکن وہ ہر بار چند
جملوں کے بعد وہیں سے بات کا سلسلہ شروع کر دیتا جہاں سے چھوڑا تھا۔

آخر میں نے اسے موضوع بدلنے پر مجبور کرنے کی خاطر موقع پاتے ہی بلا کسی
مقصد کے ایک سوال کر ڈالا۔

”رام بھروسے! تم نے کبھی ناگ بھون کا نام سنا ہے؟“

میرے منہ سے ناگ بھون کے الفاظ ادا ہوتے ہی بس ایک قیامت سی آ گئی۔
رام بھروسے نے وحشت زدہ انداز میں بیلوں کی نکیلیں ہاتھ سے پھینک دیں اور بڑی
کرب ناک آواز میں ایک چیخ مار کر دیوانوں کی طرح نیچے گہری ندی میں کود پڑا۔ قبل
اس کے کہ میں کچھ ”سمجھ پاتا“ نیچے ندی کے گنگناتے پانی میں کسی وزنی چیز کے گرنے کا
پرشور چھپاکا ہوا اور رام بھروسے کی ہولناک چیخیں ندی کی گہرائیوں میں ڈوب گئیں۔

یہی نہیں بلکہ ناگ بھون کے الفاظ نکلتے ہی دونوں بیل بھی بدک کر ایک دم
سرپٹ ہو لئے جیسے وہ بھی ان ہولناک الفاظ کی اہمیت سمجھتے ہوں۔ وہ لمبے لمبے ڈگ
میں اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے کسی چیز سے خود کو بچا رہے ہوں۔ موت مجھے
سامنے نظر آنے لگی کیونکہ گاڑی کسی بھی لمحے چوبی پل کی بوسیدہ ریلنگ کو توڑ کر ندی
کی گہرائیوں میں گر سکتی تھی۔ پورا پل بھاگتے ہوئے بیلوں اور گاڑی کی دھمک سے
بری طرح لرز رہا تھا اور میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ میں کیا کروں۔ دونوں بیل

کربناک آوازوں میں ڈکراتے ہوئے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔

آخر ایک زور دار جھٹکے کے ساتھ گاڑی پل عبور کر کے دوبارہ کچی اور ناہموار
سڑک پر اتر آئی۔ جھٹکا لگنے پر میں آگے کی طرف گرا اور میں نے زمین پر تیزی سے
رینگتی کسی سیاہ چیز کی بس ایک جھلک دیکھی۔ وہ کوئی پتلا سا سانپ تھا اور بڑے بیل کی
پچھلی ٹانگوں کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ دونوں بیل اسی موذی سے
بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ کاش وہ سانپ کسی
بیل کے غضب ناک سم کے نیچے آ کر کچل جائے لیکن میری یہ تمنا پوری نہ ہو سکی۔
دونوں بیل یکبارگی بائیں جانب مڑے اور گاڑی کے پہیے ناہموار اور کچی سڑک سے اتر
کر گہرے گڑھوں اور جھاڑیوں میں جا پڑے۔ دونوں بیل ابھی تک پوری وحشت اور
قوت سے بھاگے جا رہے تھے اور میرے لئے گاڑی پر جمے رہنا دوبھر ہو رہا تھا۔ آخر کار
وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ بیل گاڑی کا ایک پہیہ نکل گیا اور گاڑی ایک پرزور دھماکے کے
ساتھ الٹ گئی۔ میں اچھل کر کافی دور غالباً کسی کانٹے دار جھاڑیوں میں گرا کیونکہ
گرتے ہی بدن میں بیک وقت سینکڑوں باریک سوئیوں کی چبھن کا اذیت ناک احساس
ہوا اور پھر میرا ذہن تاریک دلدلوں میں ڈوب گیا۔ بے ہوش ہوتے ہوتے میں نے
بیلوں کے ڈکرانے کی آخری آوازیں سنیں وہ بے حد پرہول اور ڈراؤنی تھیں۔

بے ہوشی کے دوران مجھ پر کیا گزری اس کا علم نہیں۔ دوبارہ آنکھ کھلی تو صبح کا
ملگجا اجالا پھیل رہا تھا میرے بدن میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میں نے کہنیوں پر
زور دے کر اٹھنا چاہا اور بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ میں ابھی تک کانٹے دار جھاڑی پر
پڑا ہوا تھا۔ کہنیوں پر زور دیتے ہی کئی کانٹے بہت گہرے چبھ گئے۔ ساتھ ہی اپنے
بدن پر جگہ جگہ سے خون رسنے کا احساس بھی ہوا۔ یہ صورت حال بڑی اذیت ناک
تھی۔ اب میرے لئے اہم ترین مسئلہ اس خون آشام جھاڑی سے نکلنا تھا۔

اس وقت تکلیف اتنی شدید اور مصیبت اتنی بھرپوری تھی کہ مجھے چرا سے مدد
لینے کا خیال نہ آ سکا۔ جب میں اپنے دل پر جبر کر کے جانگسل محنت کے بعد
جھاڑیوں سے باہر آیا تو میرا سارا بدن لہولہان ہو رہا تھا لباس بری طرح پھٹ گیا تھا۔
بدن کی کھال ادھڑی ہوئی تھی چہرے کی خراشوں میں تیخ کے ساتھ درد کی ٹیسیں پیدا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہو رہی تھیں۔

مجھ سے ذرا دور تباہ شدہ بیل گاڑی کا ملبہ پڑا ہوا تھا اور وہیں گاڑی میں جتے ہوئے دونوں بیلوں کی اکڑی ہوئی بے جان لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ شاید گاڑی الٹتے ہی بیلوں کے تعاقب میں لگا ہوا سانپ ان پر غالب آ گیا تھا۔

جھاڑیوں سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے میرا ہاتھ اپنے پھٹے ہوئے گریبان پر گیا۔ ناگ رانی کا منکا وہاں بدستور موجود تھا۔ یہ دریافت میرے لئے بہت تقویت کا باعث ہوئی اور میں نے اپنے پچھلے تجربے کی بنا پر وہ پر تاثیر منکا اپنے منہ میں رکھ لیا۔ چند لمحوں میں میرے زخموں کی ناقابل برداشت تکلیف صحت مندی کے ایک ہلکے پھلکے اور خوش گوار احساس میں بدل گئی۔ میں نے اپنے زخموں کو چھوا لیکن وہ بھر چکے تھے۔ یقین کر لینے کے بعد میں نے منکا منہ سے نکال لیا۔

اس ویرانے میں اب صبح کا اجالا تیزی سے پھیل رہا تھا۔ ہوا میں خوشگوار سی نمی تھی۔ رچاؤ اور جنگلی پھولوں کی بھینی بھینی مہک بہت بھلی لگ رہی تھی' پرندوں کے چہچہاتے ہوئے غول رزق کی تلاش میں اپنے مسکنوں سے نکل رہے تھے اور میں اپنے سفر کے آخری حصے کے بارے میں پریشان تھا۔

معاً مجھے چترا کا خیال آیا اور میں نے اسے طلب کیا۔ دو سیکنڈ' چار سیکنڈ' ایک منٹ' پھر دس منٹ گزر گئے۔ لیکن چترا نہ آئی۔ میں نے سوچ لیا کہ وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔ مجھے گنگی میں کلے خاں کی سرائے میں گزاری ہوئی رات یاد آئی جب چترا مادر زاد برہنہ حالت میں بڑے ناز کے ساتھ میرے کمرے کی خلوت میں آئی تھی اور میں نے بے رخی سے اسے ٹال دیا تھا۔ یقیناً اسے اپنی وہ بے توقیری پسند نہیں آئی ہو گی۔

مجھے اپنی کوتاہ اندیشی پر سخت ملال ہوا۔ ناگ رانی تو میری تابع تھی اور میرا ہر حکم ماننے پر مجبور تھی لیکن چترا پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی۔ وہ محض ناگ رانی کی خواہش پر حسب توفیق میری مدد کرتی رہی تھی لیکن میں نے خود غرضی کے سبب اسے گنوا دیا تھا۔

چترا سے مایوس ہونے کے بعد میرے لئے اس کے سوا چارہ نہیں تھا کہ وہیں

رک کر سورج طلوع ہونے کا انتظار کروں اور پانچ سات میل کا باقی سفر پیدل ہی طے کروں۔

کچھ تلاش کے بعد بیل گاڑی کے ٹوٹے ہوئے ڈھانچے میں رام بھروسے کے ناشتے کی پوٹلی مل گئی۔ میں نے اس میں موجود سبزی اور پوریوں سے اپنی شکم سیری کی۔ اس وقت تک مشرقی افق پر سرخ لہریے ابھر چلے تھے۔ لہٰذا میں آہستہ آہستہ سون مندر کو جانے والے کچے راستے کی طرف چل دیا۔

اس راستے پر پہنچنے کے بعد میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب سورج کی روشنی میں مجھے ایک مندر کے پتھریلے کلس چمکتے نظر آئے۔ یقیناً وہی سون مندر کے آثار تھے۔

میں تیز قدموں کے ساتھ اس جانب بڑھنے لگا۔

کچھ دور چلنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ ستارہ کی گمشدگی کے بعد میں خاصے کشت و خون میں ملوث رہ چکا ہوں۔ سب سے پہلے ہری چند میرے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر ناگ رانی کی چھوٹی بہن کوشیلا ناگ رانی کا لقمہ بنی اور اب فریدہ کی خاطر رام بھروسے ناگہانی مارا گیا۔

میں ناگ بھون کے نام پر رام بھروسے کے رد عمل کے بارے میں جتنا سوچ رہا تھا' اسی قدر الجھن ہو رہی تھی۔ آخر اس نام میں کیا تاثیر تھی کہ رام بھروسے پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا اور اس نے گہری ندی میں کود کر خودکشی کر لی۔ پھر اسی وقت ایک سانپ بیلوں پر حملہ آور ہوا اور آخر کار انہیں مار ڈالا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ سب باتیں محض اتفاق نہیں ہیں۔ ان کے پس منظر میں کوئی بے حد پراسرار اور ڈراؤنی حقیقت پوشیدہ ہے۔

سورج چڑھنے تک میں سون مندر کے اتنے قریب پہنچ چکا تھا کہ مجھے مندر کے کلس اور دوسرے خد و خال صاف نظر آ رہے تھے مندر کے قریب آنے کے ساتھ میری تشویش بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ میں فریدہ کو گنگا دھر کی قید سے رہا کرانے جا رہا تھا اور گنگا دھر بہت پاپی شخص تھا' دوسری طرف میں چترا کی مدد سے محروم ہو چکا تھا۔ ان حالات میں اگر گنگا دھر اپنی کسی پوشیدہ طاقت کے سہارے مجھے بے بس اور مفلوج کر دیتا تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

فکر اور تشویش کے باوجود میں اپنے راستے پر بڑھتا ہی رہا۔ جوں جوں میں سون مندر کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ میرا بے نام اضطراب بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ دن کی روشنی میں بھی سون مندر کے در و دیوار سے وحشت اور ویرانی ٹپک رہی تھی۔ اس کے اردگرد دور دور تک اجاڑپن برس رہا تھا جیسے قرنوں سے اس سرزمین پر کسی جاندار کے قدم نہ پڑے ہوں۔ روتی ہوئی آوارہ ہواؤں کی گونج اور بنجر مٹی کے آشفتہ سر بگولے ہی اس سرزمین کا ازلی مقدر معلوم ہو رہے تھے۔

آخر کار میں سون مندر کی دیوہیکل اور نیم بوسیدہ عمارت سے ایک ڈیڑھ فرلانگ دور ٹھہر گیا۔ میں گنگادھر کے مسکن میں گھسنے سے قبل اپنی تمام تر قوت مجتمع کر لینا چاہتا تھا تاکہ اس معرکے میں شکست کا داغ نہ کھانا پڑے۔

میں نے ایک پتھر پر بیٹھ کر ہر طرف نگاہیں دوڑائیں لیکن کہیں سانپ کا سایہ تک نظر نہیں آیا جبکہ چترا اور رام بھروسے دونوں ہی نے اطراف میں پائے جانے والے خوفناک اور موذی سانپوں کی کہانیاں سنائی تھیں۔ کافی غور سے دیکھنے کے بعد مجھے زمین پر مختلف موٹائی کی بے شمار دھندلائی ہوئی بل دار لکیریں نظر آئیں جو میرے تجربے کے مطابق سانپوں کے رینگنے کے ہی نشانات تھے۔ اس دریافت کے بعد مجھے حیرت ہوئی کہ ابھی تک وہاں کوئی سانپ نظر نہیں آیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید ناگ رانی کے منکے کے اثر سے سارے سانپ اپنے بلوں میں دبک گئے ہیں۔

کچھ دیر سانس لینے کے بعد میں اپنی جگہ سے اٹھا اور فیصلہ کن انداز میں نپے تلے قدم اٹھاتا سون مندر کی بلند و بالا سنگی فصیل کی جانب بڑھنے لگا اب میں ذہنی طور پر کسی حد تک گنگادھر سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

ابھی میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ پشت سے کسی نے مجھے پکارا۔ میرا دل دہل اٹھا۔ اس ہولناک ویرانے میں میرا کون شناسا پیدا ہو گیا؟ میں بڑی پھرتی سے پیچھے پلٹا تو چترا نظر آئی۔ وہ بہت بدحواس نظر آ رہی تھی۔ اس کا حسین چہرہ دھواں ہو رہا تھا اور آنکھیں خوف سے کشادہ تھیں۔

"سلطان جی!! ٹھہر جاؤ۔" وہ خوف زدہ آواز میں چلاتی میری طرف لپکی۔

چترا کو اپنے قریب پا کر مجھے خاصی تقویت پہنچی "کیا بات ہے چترا۔ تم یہاں

کیسے؟" میں نے حیرت آمیز لہجے میں دریافت کیا۔

"چوٹ ہو گئی۔ بہت بڑی چوٹ ہو گئی۔" وہ اپنے چڑھے ہوئے سانسوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "یہاں سے لوٹ چلو' جتنی جلدی ہو سکے سون مندر سے اتنی دور نکل جاؤ کہ تمہیں اس کی ہوا بھی نہ لگ سکے۔"

"کیا ہوا۔ پوری بات بتاؤ۔" اس کی گھبراہٹ دیکھ کر میں بھی سراسیمہ ہو گیا۔

"سون مندر میں قدم رکھنے کے بعد تم عمر بھر آزادی اور سکھ کا سانس نہ لے سکو گے۔ وہاں تمہارے لئے چوہے دان تیار کیا گیا ہے۔ مجھے بڑا دھوکا ہوا۔ میں فریب کھا گئی' تمہاری بہن کسی انسان کے بس میں نہیں ہے' اس کی آڑ میں تمہیں پھانسا جا رہا ہے۔" چترا گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چترا کیا بک رہی ہے تو؟" میں فرط حیرت سے بے اختیار چیخ پڑا۔

"بھاگو۔ یہاں سے بھاگو۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی۔ "شیو ناگ کسی طرح رانی پر بھاری پڑ گیا ہے اور دس میل کی حد توڑ کر شملہ سے بھاگ نکلا ہے اور اب سون مندر میں چھپا ہوا ہے۔ اس نے تمہیں پھندے میں پھانسنے کے لئے تمہاری بہن کو تمہارے کٹنی پہنچتے ہی اغوا کر لیا۔۔۔۔۔ اور اپنی شکتی کے سہارے مجھے دھوکا دے کر سون مندر آنے پر مجبور کیا۔ میں اس سارے خطرناک کھیل سے بے خبر تھی۔ اس نے میرا بدن روندنے کے بعد نشے کی اداکاری کرتے ہوئے مجھے وہ سب بتا دیا جو میں نے تم کو بتایا تھا' میری عقل پر پردے پڑ گئے تھے۔ سون مندر صدیوں سے ویران پڑا ہے اور یہاں کوئی پجاری نہیں رہتا۔ اس خوف ناک مندر پر شیو ناگ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اس مندر میں دبے ہوئے خزانوں پر برسوں سے اسی کے گرگوں کا راج ہے۔ سون مندر میں قدم رکھنے والے کو دنیا کی کوئی طاقت شیو ناگ کے پنجے سے نہیں نکال سکتی۔ وہ جانتا تھا کہ آنکھیں گل جانے کے بعد وہ ناگ رانی کے مقابلے میں کمزور پڑ گیا ہے اور اب آسانی سے ناگ رانی کو اپنی شکتی کے سہارے زیر نہ کر سکے گا۔ ناگ رانی کے پھندے سے نکلتے ہی اس نے پہلے تمہیں پکڑنے کا جال بنایا ہے۔ اس نے کٹنی میں تمہاری موجودگی کے موقع پر تمہاری بہن کو پکڑوا کر سون مندر میں قید کر لیا اور مجھے دھوکا دے کر' میرے راستے تمہیں بہکا دیا۔ اسے یقین تھا کہ تم اپنی بہن کا

سراغ ملتے ہی سون مندر کا رخ کرو گے۔ یہ جانے بغیر کہ یہاں گنگادھر کے بجائے شیو ناگ سے ٹکراؤ ہو گا۔ تمہیں پکڑنے کے بعد وہ تم سے ناگ رانی کا منکا چھین لے گا اور اس کی مدد سے ناگ رانی کو بے بس کر کے اپنا قیدی بنا لے گا۔ پھر تم دونوں اور تمہاری بہن فریدہ کو ناگ بھون کی قید کے ہولناک عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ یہ بہت بڑا جال ہے' آؤ یہاں سے بھاگ نکلو ورنہ سون مندر میں قدم رکھنے کے بعد ناگ بھون تمہاری سمادھی بن جائے گا۔"

یہ انکشاف سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں شیو ناگ کی ایک گہری سازش کا شکار ہونے والا تھا۔ میں کتنی آسانی کے ساتھ اپنے دشمن کی کمین گاہ میں پھنسنے جا رہا تھا۔ یہ تصور کر کے میری رگ وپے میں سنسنی دوڑ گئی۔ چترا نے ایک بار پھر میرا ہاتھ کھینچا اور میں مشینی طور پر اس کے ساتھ دوڑ پڑا۔ شیو ناگ کی راج دھانی' سون مندر کی بالکل مخالف سمت میں۔

دوڑتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ بیل گاڑی الٹنے والے حادثے کے بعد میں نے چترا کو طلب کیا تو وہ کیوں نہیں آئی تھی۔ یقیناً وہ ناگ رانی ہی کے چکر میں رہی ہو گی۔

"ناگ رانی کہاں ہے چترا؟" میں نے ہانپتے ہوئے سوال کیا۔

"شیو ناگ کے نکلتے ہی وہ سمندر کے نیچے جل منڈل میں چلی گئی ہے۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں تم شیو ناگ کے جال میں نہ پھنس گئے ہو۔ ناگ رانی جان دے دے گی پر شیو ناگ کے سامنے نہیں جھکے گی۔ اب تم بچ نکلے ہو' میں اسے خبر دوں گی تو وہ جل منڈل سے لوٹ کر شیو ناگ کا کوئی اپائے تلاش کرے گی۔"

"جل منڈل؟" میں نے سوال کیا۔ "یہ کیا بلا ہے؟"

"سمندر کے نیچے پہاڑوں میں بڑی بڑی گپھائیں ہیں جہاں جل ناگ رہتے ہیں۔ جل ناگوں کی دھرتی بالکل الگ ہے اور ان کی ناگ بھون میں بسنے والوں سے دشمنی چلتی ہے۔ ناگ رانی نے وہیں پناہ لی ہوئی ہے۔"

ہم دونوں پوری قوت سے دوڑے جا رہے تھے۔ میں نے ایک بار پلٹ کر سون مندر کی جانب دیکھا' وہاں ہلکا ہلکا غبار چھایا ہوا تھا۔

اچانک چترا زور سے چیخی۔ "سلطان جی۔ ہم پھنس گئے ہیں۔" اس کی آواز میں بے حد گھبراہٹ نمایاں تھی۔

اس کے الفاظ سنتے ہی مجھے بھی احساس ہوا کہ پوری قوت سے دوڑنے کے باوجود اب سون مندر سے ہمارا فاصلہ نہیں بڑھ رہا ہے۔ ہم جتنی تیزی سے قدم بڑھا رہے تھے اتنی ہی تیزی سے زمین ہمارے قدموں کے نیچے سے سرکتی محسوس ہو رہی تھی۔

"سلطان جی۔ قدم روک لو' دھرتی سرک رہی ہے۔" چترا نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

میں فوراً رک گیا لیکن چترا دوڑتی رہی اور پل بھر میں مجھ سے کئی گز آگے نکل گئی۔ وہاں ٹھہر کر وہ میری جانب پلٹی۔ "شیو ناگ تمہیں پکڑنا چاہتا ہے۔ تمہارے رکنے سے دھرتی رک گئی اور میں اس پھندے سے نکل آئی۔ اب میں بے بس ہوں۔ اس مصیبت سے شاید ناگ رانی ہی تمہیں بچا سکے گی' میں اسے خبر کرنے جا رہی ہوں' تم اپنے چاروں طرف ناگ رانی کے منکے سے کنڈل بنا لو۔ پل بھر میں شاید شیو ناگ خود ہی یہاں آنے والا ہے' وہ جو بھی کہے تم ناگ رانی کے آنے تک اس کنڈل سے باہر قدم نہ رکھنا۔"

یہ کہہ کر چترا فوراً ہی روپوش ہو گئی اور مجھے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہونے لگا۔ میں ایک بار ناگ رانی کی موجودگی میں منحوس شیو ناگ کو دیکھ چکا تھا اور اب اس سے تنہائی میں مقابلہ ہونے والا تھا۔ چترا نے بھی رہائی کے بارے میں کوئی پر امید بات نہیں کہی تھی۔ چترا اب تک ہمیشہ مجھے یقینی باتیں بتاتی رہی تھی لیکن اس بار اس نے شاید کا لفظ استعمال کیا تھا۔ مجھے اپنی تگ و دو کا انجام سامنے نظر آنے لگا میں یقیناً بہت جلد ناگ بھون پہنچنے والا تھا لیکن آزاد حیثیت میں نہیں بلکہ شیو ناگ اور ناگ راجہ کے قیدی کی حیثیت میں۔

میں نے بے دلی کے ساتھ گلے سے منکا نکال کر اپنے گرد بڑا سا کنڈل کھینچا اور اس کے حوالے سے ایک بار یہ دیکھنا چاہا کہ سون مندر سے دور نکل سکتا ہوں یا نہیں۔ میں نے پوری قوت جمع کر کے دوڑنا شروع کیا' قدموں کے نیچے سے زمین نکلنے کا احساس ہوا لیکن میں کئی سیکنڈ تک دوڑتا رہا اور جب ٹھہرا تو خود کو اسی جگہ موجود

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پایا۔ میں بالکل اسی جگہ' اسی کنڈل میں کھڑا ہوا تھا۔

اس بار میں بہت بری طرح پھنسا تھا اور وہ بھی شیو ناگ جیسے موذی کے پھندے میں۔

آخر میں تن بہ تقدیر ہو کر کنڈل کے وسط میں بیٹھ گیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چوہے کی طرح شیو ناگ کا قیدی بننے کے بجائے اس سے مقابلہ کر کے مرنا پسند کروں گا۔ خواہ اس کے لئے مجھے کنڈل سے باہر ہی کیوں نہ نکلنا پڑے۔ کاش کہ مجھے اپنے اس فیصلے کی قیمت معلوم ہوتی اور میں جوش کے بجائے ہوش سے کام لیتا اور خود کو مکار شیو ناگ کے کاری وار سے بچانے کی کوشش کرتا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میں اپنے گرد ناگ رانی کے منکے سے بنائے ہوئے کنڈل کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے فرار اور رہائی کے راستے بظاہر مسدود ہو چکے تھے۔ چند لمحوں میں میرا دشمن مجھ پر حملہ آور ہونے والا تھا اور میری مددگار ناگ رانی جل منڈل کی پراسرار دنیا میں روپوش تھی۔ مجھے کچھ علم نہ تھا کہ چترا کتنی دیر میں اس تک پہنچ سکے گی۔ میں نے نظریں گھما کر سون مندر کی جانب دیکھا تو وہ ویران عمارت گرد و غبار کے بھکڑ سے طوفان میں لپٹی نظر آئی۔ نہ جانے اس طوفان کے عقب میں میرے لئے کون سے مصائب موجود تھے۔

ابھی تک مجھے چترا کی اطلاع کے باوجود شیو ناگ کی آمد کے آثار نظر نہیں آئے تھے۔ میں نے سوچا کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر آخری کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے۔ میں نے پوری قوت سے ایک بار پھر سون مندر کی مخالف سمت میں دوڑنا شروع کیا اور میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی واضح طور پر زمین پیروں کے نیچے سے سرکنے کا احساس ہوا تھا۔ میرے قدم خود بخود رک گئے اور میں نے خود کو اسی جگہ اسی کنڈل میں موجود پایا جو میں نے ناگ رانی کے منکے سے اپنے گرد کھینچا تھا۔

ابھی میں اپنی اس ناگہانی پریشانی پر آزردہ سا سر جھکائے کھڑا تھا کہ یک بیک مجھ سے چند گز کے فاصلے پر میرے سامنے ہوا کا ایک تیز گرداب پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مٹی سے دھول کا ایک بہت اونچا بگولا پیدا ہو گیا۔ چند ثانیوں تک وہ بگولا اسی جگہ ناچتا رہا اور جب وہ ایک طرف سمٹا تو بے اختیار میرا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔

میرا خوفناک اور سفاک دشمن' شیو ناگ اس بگولے کے عقب سے نمودار ہو چکا تھا۔

میرا مکار دشمن میرے سامنے تھا۔ اس کے سیاہ اور جا بجا پھولے ہوئے چہرے کے

ہر نقش سے انتقام کا جذبہ ٹپک رہا تھا۔ اس کی پلکیں اور پپوٹے تیزی سے جھپک رہے تھے لیکن آنکھوں کے ڈھیلوں اور پتلیوں کی جگہ دو سیاہ گڑھے چمک رہے تھے کیونکہ کوشیلا کی خواب گاہ میں پیش آنے والے معرکے میں ناگ رانی اپنی شکتی کے زور سے اس کی آنکھیں پانی بنا کر بہا چکی تھی۔ وہ میری طرف منہ کئے کھڑا تھا۔ آنکھیں نہ ہونے کے باوجود ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پوری طرح میری ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہو۔ اس کے پتلے پتلے سیاہ ہونٹوں پر سفاک اور فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور اس کے سر کے بالوں کی جگہ اگے ہوئے ہزاروں باریک باریک سانپ اپنی دموں کے بل بے چینی سے لہرا لہرا کر خوف آور انگڑائیاں لے رہے تھے۔ ان سب کی دبی دبی پھنکاروں نے مل کر بہت ہی دہشتناک سرسراہٹ کا آہنگ اختیار کر لیا تھا۔

اس وقت مجھے شدت سے پہلی بار یہ احساس ہوا کہ شیو ناگ کا انسانی روپ بہت ہی ہیبت ناک اور ڈراؤنا ہے ورنہ جب میں نے شملہ میں کوشیلا کی خواب گاہ میں پہلی بار شیو ناگ کو دیکھا تھا تو کچھ تاریکی اور کچھ یکایک وحشت کے باعث اس کے حلیے کی جزئیات پر غور نہ کر سکا تھا۔

شیو ناگ سر پر آ پہنچا تھا' فرار کی راہیں مسدود تھیں' پشت پر پھیلے ہوئے اجاڑ ویرانے میں سون مندر کی وہ لرزہ انگیز عمارت موجود تھی جہاں شیو ناگ نے بڑی چالاکی سے کام لے کر میرے لئے چوہے دان تیار کیا تھا اور سامنے وہ بذات خود موجود تھا۔ میں پابند تھا اور وہ پوری طرح آزاد۔ اسے اپنی آنکھوں کے علاوہ اب بھی بے شمار شکتیاں حاصل تھیں اور میں اپنی مددگار ناگ رانی کے بغیر اس کنڈل میں محصور ہو کر رہ گیا تھا۔

"مورکھ لڑکے۔ تیری شامت تجھے سون ہاٹ کے اس ویرانے تک لے آئی ہے جہاں ہر طرف شیو ناگ اور اس کے گرگوں کی راج دھانی ہے۔" شیو ناگ کی کھوکھلی اور غیر انسانی آواز سن کر میرا رواں رواں کانپ اٹھا لیکن وہ سرد آواز میں بولتا رہا۔ تیری قسمت میں ابھی آزادی کے چند سانس باقی تھے جو چترا نے تجھے سون مندر میں گھسنے سے روک دیا۔ ورنہ وہاں میں نے تیرے سواگت کا وہ بندوبست کیا تھا کہ تو رو رو کر موت کی پرارتھنائیں کرتا اور موت تجھ سے بدک کر دور بھاگتی۔ تیرا جیون اتنا

کٹھن ہوتا کہ موت تجھے ایک انعام نظر آنے لگتی' پر شیو ناگ کے ہاتھ بہت لمبے ہیں تو مجھ سے بچ کر اب کہیں نہ جا سکے گا۔ تو نے ناگ بھون کی رانی کو اپنے جال میں پھانسا ہے تو میرے انتقام سے نہ بچ سکے گا..... اگر زندگی کی کٹھنائیوں کے مقابلے میں آرام کی موت چاہتا ہے تو فوراً ناگ رانی کا منکا میرے حوالے کر دے ورنہ تجھے جیون بھر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر سسکنا پڑے گا۔"

میں ناگ رانی اور چترا کی دوری کے احساس سے خود کو بہت بے بس پا رہا تھا۔ شیو ناگ کے الفاظ میں چھپے اس کے عزائم نے میرے حوصلے کو بالکل پست کر دیا۔ مجھے صاف نظر آنے لگا کہ اس معرکے میں موت میرا مقدر بن چکی ہے' میں صرف اسی وقت تک زندہ رہ سکوں گا۔ جب تک ناگ رانی کا منکا میرے قبضے سے نکل کر شیو ناگ کے پاس نہیں پہنچ جاتا۔ میں نے غیر ارادی طور پر اپنے گلے میں لٹکے ہوئے منکے کو چھوا اور دل ہی دل میں خدا کو یاد کرنے لگا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ آدمی مذہب سے کتنا ہی بیگانہ کیوں نہ ہو جائے' مصیبت اور جاں کنی کے لمحات میں اسے خدا ہی یاد آتا ہے۔

"بول۔ کیا کہتا ہے؟؟" میری خاموشی کا وقفہ طویل ہونے پر شیو ناگ داہنے ہاتھ کا مکا فضا میں لہرا کر چیخا۔

"مکروہ کتے۔ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ موت کا خوف دلا کر تو مجھے ہرگز زیر نہ کر سکے گا۔" میں نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو سنبھل۔" شیو ناگ نے دو قدم آگے بڑھ کر اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی میری جانب اٹھائی اور اس ویرانے میں نہ جانے کہاں سے یک بیک بے شمار خوف ناک سانپ ابل پڑے۔ میرے چاروں طرف سانپ ہی سانپ پھیلے ہوئے تھے۔ پل بھر کے لئے میں بدحواس ہو گیا لیکن فوراً ہی مجھے چترا کی ہدایت یاد آئی کہ کسی بھی قیمت پر ناگ رانی کے آنے سے پہلے کنڈل سے باہر قدم نہ رکھا جائے اور میں اپنے ڈوبتے ہوئے دل پر کسی نہ کسی طرح قابو پا کر اپنی جگہ کھڑا رہا۔

زمین سے ابلنے والے سانپ غصے سے پھنکارتے اور اپنی آتشیں زبانیں باہر نکالتے تیزی سے میری جانب لپکے۔ میری نبضوں کی رفتار تھمنے لگی' موت کے لاتعداد

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

ہرکارے میری طرف آ رہے تھے میں نے اپنے خوف کی شدت کو کم کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لینی چاہیں لیکن اسی وقت ایک بہت حیرت ناک مگر حوصلہ افزا واقعہ پیش آیا۔ میری طرف بڑھتے ہوئے سانپوں کی یلغار جیسے ہی کنڈل کی لکیر تک پہنچی' فضا میں روشنیوں کے جھماکوں اور تراقوں سے کوندا اٹھی اور یک بیک وہ سارے سانپ اس طرح غائب ہو گئے جیسے وہاں ان کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہ واقعہ میرے لئے بہت حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ میرے بھیگتے ہوئے مساموں میں ہلکی سی حرارت کی لہر دوڑ گئی اور میں شیو ناگ کے غضب ناک تیوروں پر نگاہیں جما کر اس کے اگلے حربے کا انتظار کرنے لگا۔

آنکھیں نہ ہونے کے باوجود شیو ناگ کو اپنی مافوق الفطرت قوتوں کے باعث اپنے حربے کا حشر معلوم ہو گیا اور وہ دوبارہ داہنی ہتھیلی میری جانب اٹھا کر کسی نامانوس زبان میں زور سے چیخا۔

اس کی آواز ڈوبنے سے قبل ہی اس کی ہتھیلی کے وسط سے نگاہوں کو خیرہ کر دینے والا' روشنی کا ایک تیز کوندا میری جانب لپکا۔ میرے قدم پیچھے کی جانب لڑکھڑائے لیکن اسی وقت وہ کوندا کنڈل والی لکیر کے اوپر پہنچتے ہی واپس پلٹ گیا' شیو ناگ دونوں ہاتھ چہرے کی طرف اٹھا کر اسی نامانوس زبان میں کچھ چیختا ہوا بے اختیار پیچھے ہٹا لیکن تیز روشنی کی زد سے خود کو نہ بچا سکا وہ کوندا اس کی ٹانگوں سے ٹکرا کر غائب ہو گیا۔ شیو ناگ کرب ناک آواز میں چیخ کر کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح یوں زمین پر ڈھیر ہوا جیسے اس کی ٹانگیں اس روشنی کے اثر سے مفلوج ہو کر رہ گئی ہوں۔

اس واقعہ نے میرا حوصلہ بہت بڑھا دیا اور میں شیو ناگ کی درگت دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

"شیو ناگ جی! آج میں بھی تمہیں لولا لنگڑا ہی کر ڈالوں گا۔ اگر کوئی اور شکتی تمہارے پاس ہے تو اسے بھی آزما دیکھو۔ تمہاری ناپاک شکتیاں میرے پوتر جذبوں سے نہیں ٹکرا سکتیں۔"

"اگر مرد بچہ ہے تو کنڈل سے باہر آ کر مقابلہ کر۔۔ ناگ رانی کے منکے پر اتنا اکڑ رہا ہے۔" شیو ناگ نے اپنے قدموں پر اٹھتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔

نہ جانے مجھے ایکا ایکی کیا سوجھی کہ جھک کر کنڈل کے اندر زمین سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھائی اور شیو ناگ کو للکارتے ہوئے وہ چٹکی اس کی طرف اچھال دی۔ فضا میں کسی جانب سے بہت سے وزنی پتھر اڑتے ہوئے آئے اور شیو ناگ ان کی زد میں آ کر بری طرح زخمی ہو گیا۔ اس کے منہ سے بے پناہ گالیوں اور مغلظات کا طوفان امڈ پڑا۔

ابھی وہ میرے اس وار سے سنبھل کر اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے پہلی چٹکی کا اتنا غیر متوقع اثر دیکھتے ہوئے ایک اور چٹکی اس کی طرف اچھال دی۔ "منہ گندا نہ کرو شیو ناگ جی ورنہ میں اسی طرح تمہارے بدن کا سرمہ بنا ڈالوں گا۔"

پتھروں کی دوسری بوچھاڑ زیادہ شدید اور ناقابل برداشت تھی۔ شیو ناگ کے بدن کے کئی حصوں سے خون بہہ نکلا اور وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا۔

میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب ناگ رانی کے آنے تک شیو ناگ کو زمین سے نہ اٹھنے دوں گا۔ اس کا غصہ اور بے چارگی دیکھتے ہوئے میں اپنی چند لمحے قبل کی بے بسی کو بالکل بھول گیا تھا اور اپنے دوسرے وار کا رد عمل دیکھ کر فاتحانہ انداز میں زور زور سے ہنس رہا تھا کہ میری توقع کے برخلاف شیو ناگ حیرت ناک تیزی سے زمین سے اٹھا اور کراہتا اور لنگڑاتا ہوا تیزی سے ایک طرف کو بھاگ نکلا۔

میں نے جلدی سے کنڈل کی مٹی کی ایک اور چٹکی اس کی طرف ماری لیکن اس بار کچھ نہ ہوا۔ شاید اس کا اثر ایک محدود حلقے میں ہی ہو سکتا تھا۔

شیو ناگ بہت تیزی کے ساتھ لنگڑاتا اور گرتا پڑتا سیدھا سون مندر کی طرف بھاگا جا رہا تھا اور میں دل ہی دل میں..... اپنی اس کامیابی پر بہت خوش تھا۔ میں نے پہلی بار اپنی حاضر دماغی سے منکے کی ایک نئی تاثیر دریافت کی تھی اور اس کے سہارے نہ صرف خود کو خطرات سے بچایا تھا بلکہ اپنے ایک خطرناک دشمن کو منہ کی کھا کر بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا تھا' وقت گزرنے کے ساتھ منکے کے نئے نئے اسرار مجھ پر کھلتے جا رہے تھے۔

گو شیو ناگ مقابلے سے بھاگ نکلا تھا لیکن میں نے کنڈل سے باہر آنا مناسب نہ سمجھا۔ دشمن بہت مکار اور کینہ پرور تھا۔ نہ معلوم میرے کنڈل سے نکلتے ہی پلٹ کر وار کر بیٹھتا۔ میری سلامتی اب اسی میں تھی کہ کنڈل میں بیٹھ کر ناگ رانی کی آمد کا

انتظار کروں۔

شیو ناگ جب سون مندر کی طرف جا کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو میں کنڈل ہی میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ میں جب تک کنڈل میں ہوں شیو ناگ ادھر کا رخ نہیں کرے گا۔

ابھی مجھے بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میرے سامنے ایک بار پھر ویسا ہی بگولا اٹھا جو ذرا دیر قبل شیو ناگ کی آمد سے پہلے بلند ہوا تھا۔ میں چونک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

غبار صاف ہوا تو میرا اندیشہ درست نکلا۔ شیو ناگ ایک بار پھر میرے سامنے موجود تھا۔ اس کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار نمایاں تھے اور اس کے سر پر اگے ہوئے سانپ بہت زیادہ بے چینی سے کلبلا رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان باریک باریک سانپوں کی بے چینی اور سکون کا دار و مدار شیو ناگ کی طبیعت پر ہے۔ اس کے غصے اور ہیجان کا اثر براہ راست ان سانپوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ اس بار شیو ناگ تنہا نہیں تھا۔ اس نے ایک بہت خوبصورت اور جوان سال لڑکی کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ لڑکی بہت زیادہ خوف زدہ تھی۔ اس کے چہرے کی سفید رنگت پھیکی زردی میں تبدیل ہو چکی تھی اور آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ جیسے اس نے کئی دن خوف اور وحشت کے عالم میں بغیر سوئے گزارے ہوں۔

میں نے شیو ناگ کو دیکھتے ہی زمین سے مٹی کی چٹکی اٹھا کر اس کی طرف پھینکی لیکن بے سود۔ اس مرتبہ بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

"تو چالاک سمجھتا ہے خود کو۔" اندھے شیو ناگ نے حقارت بھری خوفناک آواز میں کہا۔ "تیری یہ چٹکی اس کنڈل سے دس گز تک ہی کام کر سکتی ہے۔ اس بار میں دیکھتا ہوں کہ تو میرا کیا بگاڑتا ہے۔"

"شیو ناگ جی! تمہیں آزادی ہے' پہلے تم وار کرو' میں کمزوروں پر پہل کرنے کا عادی نہیں ہوں۔" میں نے لاپروایانہ انداز میں اس سے کہا۔

"اس لڑکی کو پہچانتا ہے؟" شیو ناگ نے اس سہمی ہوئی لڑکی کا بازو مروڑ کر آگے کیا۔

"بھلا کون ہے یہ؟" میں نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

"تیری سگی بہن۔ یہ وہی فریدہ ہے جس کی تلاش میں تو کتنی سے دیوانوں کی طرح میرے جال میں پھنسنے آیا ہے۔" شیو ناگ چبھتی ہوئی آواز میں بولا۔

"فریدہ!" میرے دل پر بے اختیار چوٹ سی لگی' میری بہن میرے بدترین دشمن کے قبضے میں تھی' میں نے برسوں کے بعد اسے دیکھا بھی تو کیسے مجبوری کے لمحات میں۔

"اور یہ تیرا بھگوڑا بھائی ہے۔ محمد سلطان خاں' جو ایک گورے کے ٹکڑوں پر پل کر کسی قابل ہوا تو اپنے سارے کنبے کو بھلا بیٹھا۔" شیو ناگ نے فریدہ کا چہرہ اپنی طرف گھما کر بے دردی سے کہا۔

"بھیا۔" فریدہ میری طرف گھوم کر درد بھری آواز میں چیخی۔ اس کے قدم میری جانب اٹھے لیکن اس کا ہاتھ شیو ناگ کی مضبوط گرفت میں تھا' وہ تڑپ کر رہ گئی اور بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ "بھیا! تم اب تک کہاں تھے' میں برباد ہو گئی' مجھے اس ڈراونے آدمی سے بچا لو' یہ مجھے کشتی سے اٹھا لایا ہے.... میں تو اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہ گئی۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز بے پناہ سسکیوں میں ڈوب گئی۔

میرا سر شرم سے جھکا ہوا تھا' فریدہ کے رونے کی آواز سن کر میں نے سر اٹھایا۔ وہ شیو ناگ کی گرفت سے نکلنے کے لئے پوری قوت سے مچل رہی تھی۔ کبھی وہ بے بسی کے ساتھ میری جانب دیکھتی اور کبھی شیو ناگ سے ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگتی۔

"تیری بہن بڑی سندر ہے سلطان!" شیو ناگ نے بے حیائی کے ساتھ مجھے مخاطب کیا۔

بے اختیار میرا خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا اور میری غیرت یک بیک جوش میں آ گئی۔ "اس کا ہاتھ چھوڑ دے شیو ناگ۔" میں نے غضب ناک ہو کر اسے للکارا۔

"یہ کئی دن سے میرے پاس ہے' پر میں اس کی نتھ اتارنے کے لئے تیرے پہنچنے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کا انتظار کر رہا تھا۔ "اندھا شیو ناگ فریدہ کو اپنی آغوش میں دبوچنے کی کوشش کرتے ہوئے بے حیائی کے ساتھ بولا۔ "سون ہٹ کے اس ویرانے میں دھرتی کی کوئی طاقت اسے مجھ سے نہ بچا سکے گی۔"

"شیو ناگ نے یہ کہہ کر فریدہ کے لباس پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ میرا خون کھول اٹھا' میری آنکھوں سے غیرت و انتقام کی قہربار چنگاریاں برسنے لگیں اور میں اپنی بے بس بہن کو شیو ناگ کے ہوسناک عزائم کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے عقاب کی طرح اس کی طرف جھپٹ پڑا۔

جیسے ہی میں شیو ناگ کے قریب پہنچا اس مکار نے ایک بھرپور قہقہہ لگا کر فریدہ کو بے دردی سے ایک طرف دھکیل دیا اور اپنی نامانوس زبان میں زور سے کچھ بولا۔

میرے قدموں میں اچانک کوئی نادیدہ زنجیر آ گری' ایک جھٹکا لگا اور میں منہ کے بل خاک پر ڈھیر ہو گیا۔

"شیو ناگ سے ٹکر لینا بچوں کا کھیل نہیں ہے مورکھ۔" وہ میری پیشانی پر ٹھوکر مار کر بولا۔ "تو سمجھ رہا تھا کہ کنڈل میں محفوظ ہو گیا ہے' دیکھا۔ کتنے آرام سے میں تجھے اس کے باہر لے آیا۔"

میرے حلق سے چند بے معنی آوازیں نکل کر رہ گئیں۔ شیو ناگ کی ٹھوکر پڑتے ہی میری نگاہوں کے سامنے گنجان اور تاریک دائرے ناچنے لگے تھے۔

"دیکھ لے اپنی بہن کا بے جان بدن۔ ایسی ناریاں تو شیو ناگ کے قدموں کی خاک کو ترستی ہیں۔" اس نے حقارت سے کہا۔

میں نے کہنیوں پر زور دے کر زمین پر پڑی فریدہ کی جانب دیکھا۔ وہ پہلو کے بل بالکل ساکت پڑی ہوئی تھی۔ اس کا بدن نیلا ہو کر اکڑ گیا تھا اور اس کے بے جان چہرے پر معصومیت کا نور فروزاں تھا۔

شیو ناگ کا یہ ناپاک کھیل اب بالکل واضح ہو چکا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ مجھے کنڈل سے نکالے بغیر وہ مجھے زیر نہ کر سکے گا اس لئے چوٹ کھانے کے بعد اس نے مجھ پر بھرپور وار کیا تھا۔ فریدہ کو درمیان میں لا کر مجھے غیرت اور حمیت کے نام پر پاگل کر کے کنڈل سے باہر آنے پر مجبور کر دیا۔ کنڈل سے باہر نکلتے ہی میں اس کا اسیر ہو گیا

اور فریدہ شیو ناگ کے کسی موذی گرگے کے انتقام کا نشانہ بن گئی۔ وہ محض ایک آلہ کار تھی اور اس کی ضرورت ختم ہو جانے پر شیو ناگ نے اسے مروا دیا تھا۔

بے بسی کے بھرپور احساس نے مجھے پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا۔ میں اپنے مکار دشمن کی چال کا شکار ہو چکا تھا اور اب پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھا۔

"کہاں گیا تیرا کنڈل اور کہاں ہے ناگ رانی!" شیو ناگ نے میری پسلیوں پر ٹھوکر مارتے ہوئے زہر میں ڈوبی آواز میں کہا۔

بے اختیار میرے منہ سے کراہیں نکل گئیں۔ پسلیوں میں اٹھنے والی درد کی ٹیسیں پیشانی کی تکلیف سے کہیں زیادہ شدید تھیں۔

"مکار' فریبی! مجھے دراصل تیری اصلیت سمجھنے میں دھوکا ہوا ورنہ قیامت تک مجھے زیر نہ کر سکتا تھا۔" میں نے نفرت اور غصے سے کہا۔

اچانک مجھے کھردری اور سخت زمین پر گھسیٹا جانے لگا۔ حالانکہ اس ویرانے میں میرے اور شیو ناگ کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا لیکن پھر بھی مجھے کوئی گھسیٹ رہا تھا میں اپنے ٹخنوں کے قریب آہنی زنجیروں کی چبھن محسوس کر رہا تھا' لیکن زنجیریں بھی نظر نہیں آ رہی تھیں۔

خراشوں اور زمین کی رگڑ سے پیدا ہونے والی تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش میں میری آنکھوں میں آنسو ابھر آئے لیکن میں اپنی کرب ناک چیخوں کو نہ روک سکا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ شیو ناگ کو اپنی انانیت اور سخت جان کا یقین دلا سکوں لیکن میرا دشمن بہت موذی اور چالاک تھا۔ اسے دھوکا دینا بے حد کٹھن کام تھا۔

پھر مجھے شیو ناگ کے قدموں میں لا کر روک دیا گیا۔ میرا سارا بدن لہولہان ہو چکا تھا۔ کپڑے بری طرح پھٹ گئے تھے اور میں اپنے بدن اور چہرے پر تازہ زخموں سے بہہ نکلنے والے خون کی لکیروں کو پھیلتا محسوس کر رہا تھا۔

"یہ ان زخموں کا انتقام ہے۔" شیو ناگ نے اپنی ٹانگوں اور خون آلود پیشانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر تو کنڈل سے مجھے زخمی کر سکتا تھا تو اب میں بھی تیری ہڈیوں کا سرمہ کر سکتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے شیو ناگ آہستگی سے میرے اوپر جھکا اور میرے گریبان میں ہاتھ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ یقیناً ناگ رانی کا منکا تلاش کر رہا تھا' مجھے پوری طرح زیر کر کے بعد اب وہ منکے کی مدد سے ناگ رانی پر قابو پانا چاہتا تھا۔ بے اختیار میرا جی چاہا کہ زمین سے اٹھ کر اس ہیبت ناک موذی سے لپٹ پڑوں میرا بدن تازہ تازہ زخموں سے چور تھا اور مجھ میں ہاتھ ہلانے تک کی سکت نہیں رہ گئی تھی' شیو ناگ کے سخت اور کھردرے ہاتھ میرے پھٹے ہوئے کرتے کے نیچے میرے زخمی سینے پر رینگ رہے تھے اور میں دل میں خدا سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ کاش وہ منکا زمین پر گھسٹنے کے دوران کہیں گر گیا ہو اور اس مردود کے ہاتھ نہ لگ سکے تاکہ ناگ رانی آزاد رہے اور اپنی سلامتی کے ساتھ میری رہائی کے لئے بھی کچھ کر سکے۔ مجھے صاف نظر آ رہا تھا کہ منکا ملتے ہی شیو ناگ پوری سفاکی کے ساتھ مجھے بھی ٹھکانے لگا دے گا۔

شیو ناگ کے ہاتھ میرے سینے سے گردن تک آئے پھر پھسلتے ہوئے میرے بائیں پہلو میں جا پہنچے اور بے اختیار میرا دل تیزی سے دھڑک اٹھا کیونکہ میرے گلے میں لٹکا ہوا منکا میری بائیں پسلیوں کے نزدیک جھول رہا تھا۔ جیسے ہی شیو ناگ کی انگلیاں منکے سے ٹکرائیں' بے اختیار اس کے حلق سے ایک مسرت آمیز بھیانک چیخ آزاد ہو گئی۔

مجھے موت سر پر تلی نظر آ رہی تھی اور اب بظاہر میری نجات کا کوئی امکان نہیں رہا تھا' لیکن اسی وقت ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ جیسے ہی شیو ناگ کی انگلیاں منکے سے ٹکرائیں' آسمان سے ایک بہت بڑا اور خونخوار گدھ غوطہ مار کر نیچے کی طرف آیا' میں وحشت سے چیخ پڑا کہ شاید وہ گدھ مجھے مردہ سمجھ کر مجھ پر جھپٹ رہا ہے لیکن اس سے پیشتر کہ شیو ناگ میری چیخ سن کر ہوشیار ہوتا اس گدھ نے شیو ناگ کے سر پر حملہ کیا اور شیو ناگ اچھل کر پیچھے الٹ گیا۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے تقریباً سارے ہی سانپ گدھ کے پنجوں سے بری طرح زخمی ہوئے تھے اور بری طرح لہرا لہرا کر پھنکار رہے تھے۔ کرب و اذیت کے ساتھ۔

اس ناگہانی آفت کے نتیجے میں منکا شیو ناگ کے ہاتھ سے نکل کر میرے گلے ہی میں رہ گیا تھا۔ میں نے اپنی پوری قوت جمع کر کے' بڑے حوصلے کے ساتھ اپنا سر گھمایا تاکہ اس خونخوار گدھ پر آخری نظر ڈال سکوں جس کی وجہ سے مجھے چند سانسوں کی

HAN BOOKS
& LIBRARY
7, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

مہلت مل گئی تھی۔

وہ گدھ شیو ناگ کے سر پر جھپٹا مارتا ہوا تیزی سے زمین کی طرف گیا اور اس طرح گرا جیسے شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے سانپوں کے زہر نے اسے ختم کر دیا ہو۔ زمین پر گر کر وہ گدھ تیزی سے تڑپا اور اس وقت میری مسرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے گدھ کو ایک پرجلال سفید ناگن کا روپ دھارتے دیکھا۔

ناگ رانی عین وقت پر میری مدد کو آ پہنچی تھی۔

ابھی میں اسی طرف متوجہ تھا کہ مجھے اپنے دائیں جانب آہٹ سی سنائی دی۔ چونک کر ادھر پلٹا تو زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئی شیو ناگ سے چند قدم کے فاصلے پر چترا کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا وہ بروقت سون مندر کے ویرانے میں پہنچ جانے پر بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

میرے لئے قدرت نے بروقت کمک پہنچا دی تھی لیکن میں تھوڑی دیر قبل کی اذیتوں سے نیم جان ہو چکا تھا' میرا سارا بدن زخموں سے چور تھا اور مجھ میں اتنی سکت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی کہ میں اپنے گریبان میں لٹکتا ہوا منکا نکال کر اپنے منہ میں ڈال لوں اور اپنے زخموں کی روح فرسا اذیتوں سے نجات پا لوں۔

اس گدھ کو ناگ رانی کا روپ بدلنے میں جتنی دیر لگی' اتنے ہی عرصہ میں زخمی شیو ناگ کو اپنی کسی غیر معمولی حس کی مدد سے ناگ رانی کی آمد کا علم ہو گیا۔ وہ بجلی کی طرح لپک کر زمین سے اٹھا اور چترا کو اپنی مضبوط گرفت میں اس طرح جکڑ لیا کہ وہ ناگ رانی کے مقابلے میں شیو ناگ کی ڈھال بن گئی۔

"نابکار ناگن!" شیو ناگ پیچھے سرکتا ہوا نفرت اور غصے سے چیخا۔ "اگر تو نے مجھ پر وار کیا تو چترا ہی اس کا شکار ہو گی۔ تو نے مجھے ذرا بھی زک پہنچائی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔"

اندھا شیو ناگ جیتی ہوئی بازی الٹ جانے پر غم و غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اس کے تیوروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے بلا جھجک کر گزرے گا۔

ناگ رانی کا چمکتا ہوا نقرئی بدن زمین پر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ وہ اپنی جگہ ٹھہری' اپنا چوڑا چکلا پھن پھیلائے ہوئے شیو ناگ کی طرف دیکھتی رہی۔

میں نے محسوس کیا کہ اس صورت حال کے باعث چترا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے۔ وہ شیو ناگ کی گرفت میں کسی سہمی ہوئی حقیر سی چڑیا کی طرح کلپ رہی تھی اور شیو ناگ اسے اپنی ڈھال بنائے چوکنے انداز میں آہستہ آہستہ میری جانب بڑھ رہا تھا۔

اچانک ناگ رانی کا بدن تیزی سے لہریئے کی صورت میں تڑپا اور وہ تیزی کے ساتھ میری طرف آئی۔ شاید میری طرح اس نے بھی اندھے شیو ناگ کے ارادے بھانپ لئے تھے۔ وہ مکار چترا کی آڑ میں ناگ رانی کو باتوں میں الجھا کر ایک بار پھر میرے گلے میں لٹکے ہوئے منکے پر اپنی قسمت آزمانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میرے قریب آ کر ناگ رانی نے اپنا بدن میرے گرد حصار کی صورت میں پھیلا لیا اور پھن اٹھا کر شیو ناگ کی طرف متوجہ ہو گئی جو ناگ رانی کا اقدام دیکھ کر اپنی ہی جگہ پر رک چکا تھا اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر میری مدتوں کی بچھڑی معصوم بہن' فریدہ کی اکڑی ہوئی بے جان لاش پڑی ہوئی تھی۔

شیو ناگ اپنی جگہ ٹھہرا چند ثانیوں تک غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہا۔ نئی صورت حال نے اسے شدید جھلاہٹ اور مایوسی میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ ناگ رانی کے قریب آنے کا حوصلہ رکھتا تھا اور نہ ناگ رانی مجھے چھوڑ کر شیو ناگ پر جھپٹنے کا خطرہ مول لے سکتی تھی کیونکہ وہ بڑا مکار تھا۔ ذرا سی مہلت پاتے ہی منکے پر ہاتھ ڈال دیتا اور اب منکا ہی سارے مقابلے کا محور تھا۔ میری زندگی' چترا کی رہائی اور ناگ رانی کی آزادی کا دار و مدار محض اس بات پر تھا کہ منکا میرے گلے میں موجود تھا۔

اچانک شیو ناگ اپنی جگہ کھڑے کھڑے سانپوں کی سی آواز میں زور سے پھنکارا اور میرے آس پاس کی زمین نے ہزاروں چھوٹے بڑے سانپ اگل دیئے۔ سون مندر کا وہ ویرانہ بھانت بھانت کے سانپوں کی ملی جلی پھنکاروں سے گونج اٹھا۔ ان پھنکاروں سے دبا دبا خوف جھلک رہا تھا اور وہ سب سانپ ناگ رانی اور مجھ سے چند گز کے فاصلے پر دائرے کی صورت میں جمع ہو رہے تھے۔ انہوں نے ہر طرف سے مجھے اور ناگ رانی کو گھیر لیا تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی سانپ آگے آ کر ناگ رانی پر پھن مارنے کی جرات نہ کر سکا۔

ناگ رانی نے اپنے بدن کو بل دیئے اور اس کا گرم گرم کلبلاتا ہوا بدن میرے

جسم سے لپٹنے لگا۔ اس نرم لمس نے مجھے بہت ڈھارس بندھائی اور میں نے ناگ رانی کے آہستہ آہستہ پھولتے پچکتے بدن سے اپنا سر ٹکا دیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ا… تشویش ناک حالات میں ناگ رانی اپنے بدن کے لمس کے ذریعے مجھے حوصلہ مند رہنے کی تلقین کر رہی ہو۔ شیو ناگ بالکل ساکت و صامت اپنی جگہ کھڑا رہا۔ چترا کسی بے جان مجسمے کی طرح اس کی گرفت میں تھی اور نہ جانے کہاں کہاں سے ہزاروں سانپ ابل کر ناگ رانی کے گرد جمع ہوتے جا رہے تھے۔ شیو ناگ خود ناگ رانی سے ٹکرانے کے بجائے اپنے گرگوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہا تھا۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد ناگ رانی نے ایک بہت ہی خوفناک اور تیز پھنکار ماری جس کی گونج سے میرا دل دہل اٹھا' اس پھنکار کے ساتھ ہی آسمان سے خمدار او… نوکیلی چونچوں والے بڑے بڑے پرندوں کا ایک غول ان ہزاروں سانپوں پر ٹوٹ پڑا جنہوں نے ناگ رانی کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ پورے میدان میں عجیب افراتفری اور ہنگامے کا سماں بندھ گیا۔ شیو ناگ کی جانب سے آنے والے ان سانپوں میں کھلبلی سی پھیل گئی کیونکہ آسمان سے بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہونے والے خونخوار پرندے بڑی تیزی کے ساتھ ان سانپوں کو اپنی تیز چونچوں میں دبوچ کر نگلتے جا رہے تھے۔ بہت سے سانپ اس آفت سے گھبرا کر ناگ رانی کی سمت میں بھاگ پڑے اور ناگ رانی ایک ہی سانس میں کئی کئی سانپوں کو سالم نگل گئی اور میری نگاہوں میں فوراً ہی وہ منظر گھوم گیا جب ناگ رانی اپنی چھوٹی بہن کو زندہ نگل گئی تھی۔

پل بھر میں سانپوں سے بھرا ویرانہ خالی ہو گیا اور سارے خون آشام پرندے کریہہ آوازیں نکالتے تیزی کے ساتھ آسمان کی جانب اڑ گئے۔

میدان خالی ہو چکا تھا اور ایک بار پھر اندھا شیو ناگ تنہا رہ گیا تھا چترا ابھی تک ڈھال کے طور پر اس کی گرفت میں موجود تھی۔

اپنے وار کا حشر دیکھ کر وہ بہت سراسیمہ نظر آ رہا تھا اور اس کے سر پر لہراتے ہوئے زخمی سانپوں کی بے چینی میں کمی واقع ہو چکی تھی جو شاید خوف کا نتیجہ تھی۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ناگ رانی شیو ناگ اور سون مندر کے درمیان حائل تھی۔ طاقت کے اعتبار سے ناگ رانی اپنے دشمن پر حاوی تھی اور میرے قیاس کے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مطابق شیو ناگ کو اب سون مندر یا ناگ بھون کے سوا کہیں بھی ناگ رانی کے قہر سے پناہ نہیں مل سکتی تھی۔ ادھر میں زخموں سے چور اور اپنے طور پر مٹکے کی حفاظت کرنے کے ناقابل تھا' چترا شیو ناگ کے شکنجے میں پھنس کر بے بس ہو چکی تھی اس طرح ناگ رانی کے سامنے بیک وقت دو کٹھن مرحلے تھے۔ مٹکے کی حفاظت کرنا اور شیو ناگ کو فرار کی مہلت دیئے بغیر جہنم واصل کرنا۔ وہ زمین پر لوٹ لگا کر کوئی اور بہروپ نہیں بدل سکتی تھی کیونکہ اس درمیان میں شیو ناگ کو اپنا وار کر گزرنے کا موقع مل جاتا۔

شیو ناگ جس وقت میرے سامنے آیا تھا اس وقت سورج خاصا بلند ہو چکا تھا اور اب سورج سروں پر سے گزر کر آہستہ آہستہ مغرب کی جانب جھک رہا تھا اور مقابلے میں پیدا ہونے والا جمود ٹوٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ وقت ڈھلتا رہا۔ میرے زخموں پر خشک ہوتے ہوئے خون کی باعث اب کنک ہونے لگی تھی' نقاہت کے بڑھتے ہوئے احساس نے میرا ذہن ماؤف اور آنکھیں بوجھل کرنی شروع کر دی تھیں۔

آخر مجھ پر غفلت چھانے لگی۔ دن کے آخری پہر میں شیو ناگ نے کئی وار کرنے کی کوشش کی لیکن ناگ رانی کی ایک حیرت ناک اور گونجیلی پھنکار نے اسے بے اثر کر دیا' اس کے بعد میں نقاہت سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ دوبارہ حواس بحال ہوئے تو بدن کو جنبش دینا محال ہو رہا تھا میرا رواں رواں خراشوں اور زخموں کی تکلیف سے لرز رہا تھا۔ اس پر مستزاد بھوک اور پیاس کی ناقابل برداشت تکلیف تھی۔ میں نے بڑی کسل مندی کے ساتھ آنکھیں کھولیں تو مشرق سے نئے دن کا تابناک سورج طلوع ہو رہا تھا۔ سون مندر کے اس ویرانے میں شیو ناگ اور ناگ رانی کی مورچہ بندی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ دونوں حریفوں کے سامنے زندگی اور موت کا معاملہ درپیش تھا اور کوئی بھی خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں تھا۔

دو دن گزر گئے لیکن صورت حال میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔ بھوک' پیاس اور زخموں سے خون بہہ جانے کے سبب میری حالت غیر ہو چلی تھی۔ مجھ پر بار بار بیہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ جب ہوش آتا تو اس وقت بھی ذہن مفلوج اور غنودہ سا ہوتا تھا۔ ناگ رانی' چترا اور شیو ناگ تو پراسرار قوتوں کے مالک تھے' ان کے لئے بھوک

اور پیاس کوئی مسئلہ نہیں تھی لیکن مجھے اپنی کربناک موت سامنے نظر نہیں آ رہی تھی۔ مجھے ہر وقت اپنے اردگرد موت کے فرشتوں کی پرچھائیاں ناچتی نظر آ رہی تھیں۔ زبان سوکھ کر تالو سے لگ چکی تھی' حلق میں شدید سوزش اور زخموں کا احساس قوت گویائی چھین چکا تھا۔ میں دل ہی دل میں یہ دعائیں مانگتا رہا کہ کاش اس اجاڑ اور سنسان ویرانے میں کچھ لوگ آ نکلیں تاکہ یہ اذیت ناک معرکہ آرائی ختم ہو لیکن وہاں کوئی نہ آیا۔ ناگ بھون کا نام سن کر پاگل ہو جانے اور پھر خودکشی کر لینے والے گاڑی بان کا بیان لفظ بلفظ پورا اترتا جا رہا تھا۔ اس موت کے ویرانے میں واقعی تاحد نظر کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا۔

تیسرے روز دوپہر کے وقت ناگ رانی یکایک بہت چست اور مستعد نظر آنے لگی۔ اس کا نرم اور لچکیلا بدن مٹی پر بھرپور لہریئے لے رہا تھا اور اس کی دہکتی ہوئی شعلہ رنگ زبانیں مسلسل فضا میں لپک رہی تھیں اس وقت مجھ پر بے ہوشی اور غنودگی کی ملی جلی کیفیت طاری تھی لیکن میرے لاشعور کی گہری تہوں میں یہ دھندلا سا قیاس سر ابھار رہا تھا کہ ناگ رانی اب کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ شاید وہ بھی اس روح فرسا انتظار سے بیزار ہو گئی تھی۔

آہستہ آہستہ ناگ رانی کا بدن میرے جسم سے علیحدہ ہونے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ فیصلہ کن لمحات سر پر آ پہنچے ہیں اور اس وقت میرے بوجھل پپوٹے آنکھوں پر جھکے جا رہے تھے۔ میں نے بدقت تمام اپنی آنکھوں میں ہلکی ہلکی جھریاں پیدا کیں۔ ناگ رانی واقعی اپنا بدن میرے گرد سے سمیٹ رہی تھی اور شیو ناگ بہت زیادہ بوکھلایا نظر آ رہا تھا۔ اس کے سر پر لہراتے زخمی سانپوں پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ ان میں سے کئی سانپ پہلے روز کے زخموں کی تاب نہ لا کر مر چکے تھے اور اب مرجھائی ہوئی سیاہ بیلوں کی طرح شیو ناگ کے سر پر جھول رہے تھے۔

آخر ناگ رانی نے اپنا آدھا دھڑ زمین سے اوپر اٹھا لیا اور فضا میں چمچماتے ہوئے سفید رنگ کا ایک زندہ مینار لہرانے لگا۔ جس کی چوٹی پر ایک دہشت ناک پھن سانس لے رہا تھا۔ اس وقت پہلی بار مجھے ناگ رانی کے بدن کی پرشکوہ جسامت اور موٹائی کا صحیح اندازہ ہوا۔ وہ کسی طرح تیس پینتیس فٹ سے کم نہیں تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کچھ دیر تک اپنا نصف دھڑ فضا میں لہرانے کے بعد ناگ رانی بجلی کی سی سرعت سے شیو ناگ کی جانب لپکی۔ پل بھر میں نہ جانے شیو ناگ نے کیا داؤ چلایا کہ میں نے چترا کو کسی مجسمے کی طرح ناگ رانی کے بدن پر گرتے دیکھا' وہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے لئے اس بوجھ کو اپنے بدن سے پھینک دینے کے لئے ٹھہری اور اتنی دیر میں شیو ناگ کسی مہیب عفریت کی طرح اچھل کر دیوانہ وار سون مندر کی طرف دوڑ پڑا۔ جب تک ناگ رانی اس کے پیچھے جاتی وہ بہت دور نکل چکا تھا اور آخر اس کا دھندلایا ہوا ہیولا سون مندر کی ویران عمارت کے نزدیک پہنچ کر غائب ہو گیا۔

ناگ رانی لٹے لٹے انداز میں میرے قریب آئی' زمین پر ایک لوٹ لگائی اور اگلے ہی ثانئے میں وہ کوشیلا کے سندر روپ میں آ گئی۔ اس کے بشرے سے تھکاوٹ عیاں تھی' نگاہوں میں تاسف اور ہونٹوں پر نیم ولانہ مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

اس نے میرے قریب آ کر میرے گلے میں لٹکا ہوا منکا ٹٹولا' میرا دل بے اختیار ڈوبنے لگا' شاید وہ میری قریب المرگ حالت سے فائدہ اٹھا کر اپنا منکا چھین رہی تھی۔ لیکن میرا اندیشہ غلط ثابت ہوا' کوشیلا یا ناگ رانی نے بڑی محبت سے وہ منکا میرے منہ میں ڈالا اور چند ہی سیکنڈ میں میں توانائی اور صحت کے بھرپور احساس کے ساتھ زمین سے اٹھ گیا۔ میرا سارا بدن اور جا بجا پھٹا ہوا لباس خاک و خون میں غلطیدہ تھا۔

"رانی!" میں نے وفور جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں اسے پکارا اور اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔ اس نے سپردگی کے انداز میں اپنا سر میرے شانے سے لگا دیا۔

وہ چترا کو ختم کر کے نکل گیا۔" ناگ رانی دکھ بھری آواز میں بولی۔ "اگر مجھے تمہاری بگڑتی حالت کا ڈر نہ ہوتا تو برسوں میں اسی حالت میں موقع کا انتظار کرتی اور ایک روز سون مندر کا یہ ویرانہ شیو ناگ کے پلید خون میں نہا جاتا۔"

"رانی۔ تم میری محسن ہو!" میں نے اس کے گداز بدن کے لمس سے مغلوب ہوتے ہوئے کہا۔ "تم میری حالت سے فائدہ اٹھا کر بڑی آسانی سے اپنا منکا واپس چھین سکتی تھیں۔"

"ہر بات کا کوئی کارن ہوتا ہے سلطان جی!" وہ اپنے رخسار میرے سینے پر رگڑتے ہوئے بولی۔ "شیو ناگ کے کھلے مقابلے پر آ کر میں ناگ بھون کی باغی بن گئی ہوں

اب تم ہی میرا پریم ہو' میرا جیون ہو' اگر میں ساری عمر بھی تمہارے بس میں رہوں تو مجھے دکھ نہ ہو گا۔ میں تمہیں زبان دیتی ہوں کہ تمہاری اچھا کے بغیر اب منکے کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گی۔"

پریم کا لفظ سن کر میرے دل پر چوٹ سی لگی اور میں نے آہستگی سے اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ مجھے غیر ارادی طور پر اپنی محبوب بیوی ستارہ یاد آ گئی تھی جس کی خاطر میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا اور مظالم سہتا پھر رہا تھا۔ میں آزاد ضرور تھا لیکن میری زندگی کانٹوں کی خطرناک سیج پر گزر رہی تھی اور ستارہ بے چاری ناگ بھون میں قید تھی۔ نہ جانے اس پر کیا کیا مظالم توڑے جا رہے تھے' اس کی آبرو پر ناگ راجہ کی ہوسناک نگاہیں لگی ہوئی تھیں اور میں یہ سب جانتے ہوئے بھی حالات کے سامنے بے بس تھا۔ "تم چنتا نہ کرو۔" ناگ رانی نے شاید میرے بشرے سے میرے خیالات بھانپ لئے۔ "میں تم سے وعدہ کر چکی ہوں کہ اپنے پریم کی خاطر تمہاری پتنی' ستارہ کو تم سے جدا نہیں رکھوں گی۔ ستارہ کے آ جانے کے بعد اگر تم مجھے یاد رکھو تو تمہاری مہربانی ہو گی' داسی کو بھول جاؤ تو کوئی شکایت نہ ہو گی۔"

"مجھے چترا کا افسوس ہے کوشیلا۔" میں نے بات بدل کر کہا۔ "وہ بڑی اچھی تھی۔ بالکل ماری گئی۔"

"میں اسی کی خاطر دو روز انتظار کرتی رہی۔ میں جانتی تھی کہ شیو ناگ خود کو میرے وار سے بچانے کے لئے چترا کو مروا دے گا پر تمہاری بگڑتی حالت نے مجھے مجبور کر دیا کہ چترا کی جان جوکھم میں ڈال کر شیو ناگ پر ٹوٹ پڑوں۔"

مرنے کے کچھ وقفے کے بعد چترا کی بے جان لاش انسانی جسم سے بدل کر چکی سی ناگن کے روپ میں آ گئی تھی۔ اسے اور فریدہ کی لاش کو وہیں پڑا چھوڑ کر ہم دونوں سون مندر کی مخالف سمت میں واپس چل دیئے کیونکہ سون مندر میں پہنچ کر ناگ رانی بھی اندھے اور شکست خوردہ شیو ناگ کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتی۔

پھر ہم دونوں خاموشی سے راستہ طے کرنے لگے۔ اپنے مستقبل کے بارے میں میرے ذہن میں بھانت بھانت کے خیالات ابھر رہے تھے۔ جب بھی میرے ناگ بھون کی جانب سفر کا امکان پیدا ہوتا تھا کوئی نہ کوئی ناکامی اور غیر متوقع مصیبت پیش آ جاتی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھی۔ اس بار شیو ناگ کو اتنی بڑی چوٹ ہوئی تھی کہ میرے نزدیک اس کی دوبارہ سرکشی بالکل یقینی تھی' اس کی کینہ پرور طبیعت سے مجھے ہر آن دھڑکا لگا ہوا تھا۔ ناگ رانی بھی خیالات کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ شاید شیو ناگ سے اگلے ٹکراؤ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

کچھ دور چلنے کے بعد ویرانے نے خود رو جنگل کا روپ دھار لیا۔ کوشیلا یا ناگ رانی بے دھڑک جھاڑیوں میں گھس پڑی۔ وہ میرا ہاتھ تھامے اتنی تیزی اور ہوشیاری کے ساتھ راستہ بناتی آگے بڑھ رہی تھی جیسے وہ ان اطراف کے چپے چپے سے واقف ہو۔

"کوشیلا۔" چلتے چلتے مجھے ایک بات کا خیال آ گیا۔

"ہوں۔" وہ ببول کی ایک جھاڑی عبور کرتے ہوئے بولی۔

"یہ جل منڈل کیا ہے؟" میں نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

دن بھر کا تھکا ہارا سورج اب بڑے مضمحل انداز میں مغرب کی طرف جھکتا جا رہا تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں کے سائے دراز ہوتے جا رہے تھے' فضا میں بھانت بھانت کے جانوروں کا ملا جلا شور گونج رہا تھا اور کوشیلا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی جیسے اندھیرا پھیلنے سے قبل کسی خاص جگہ پہنچنا چاہتی ہو۔

"تم کہاں جا رہی ہو کوشیلا؟" کچھ دیر بعد مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔

"میرے پیچھے بڑھتے آؤ' آج کی رات ذرا بھاری گزرے گی۔ شیو ناگ اپنی ہار پر غصے میں پاگل ہو رہا ہو گا۔ وہ کھل کر مجھ پر تو ہاتھ نہ ڈال سکے گا' پر تم پر اس کا وار ہو سکتا ہے!"

اس کی زبانی یہ انکشاف سن کر میرے رگ و پے میں سنسنی سی دوڑ گئی اور غیر ارادی طور پر میرے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔

جب آسمان پر سورج کی آخری شعاعوں کی دھیمی دھیمی آنچ باقی رہ گئی تو ہم درختوں کے اس گھنے جھنکاڑ میں ایک مختصر سے صاف قطعہ زمین پر پہنچ گئے۔ یہاں مضبوط ترپال کا ایک کشادہ سا خیمہ نصب تھا اور اس کے دروازے پر ایک حسین و جمیل لڑکی سراپا انتظار بنی کھڑی تھی۔ اس کی ناگن جیسی سیاہ زلفیں اس کے سینے کے

پرنخوت ابھاروں پر مچل رہی تھیں۔ اس کے ہونٹوں کی سلگتی سی سرخی' رخساروں کا دودھیا سا نکھار' آنکھوں کی سیاہ' غزالی گہرائیاں' اور قامت و جسامت کے وصل انگیز امتزاج نے مجھے مسحور کر دیا اور میں ٹھٹک کر اسے دیکھتا رہ گیا۔

"سلطان جی۔ یہ تمہاری نئی داسی ہے۔ آؤ آگے آؤ۔" کوشیلا کی زبان سے یہ فقرے سن کر میں چونک پڑا اور شرمائی شرمائی سی اس دوشیزہ کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر بڑی ادا سے مجھے پرنام کیا' ہماری نگاہیں چار ہوئیں اور میرا دل بے اختیار تیزی سے دھڑک اٹھا۔ اس لڑکی کی آنکھوں سے خمار ٹوٹا پڑ رہا تھا اور اس کے وجود پر گدرائی ہوئی کسل مندی طاری تھی۔

"اس کا نام جے سیکا ہے!" ناگ رانی کہہ رہی تھی۔ "یہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہے گی اور تمہاری رکھشا کرے گی۔ تم ہر وقت اسے دیکھو گے' اس سے بات کر سکو گے' اسے چھو سکو گے پر دوسروں کو نہ یہ دکھائی دے گی اور نہ وہ اس کی آواز سن سکیں گے۔ آج کی رات تم اس چھولداری میں گزارو۔ میں کل کسی وقت آؤں گی۔ جے سیکا بڑی شکتیوں کی مالک ہے۔ یہ شیو ناگ سے تمہارا بچاؤ کرے گی اور اگر یہ اس سے دب گئی تو میں ہر وقت تمہاری خبر رکھوں گی۔"

میں نے کوشیلا سے کچھ کہنے کے لئے جے سیکا کے گورے پنڈے سے اپنی نگاہیں اٹھائیں تو اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ اپنی بات پوری کر کے کہیں غائب ہو چکی تھی۔

"اندر آ جاؤ۔" جے سیکا نے چھولداری کا پردہ اٹھا کر گنگناتی ہوئی سی آواز میں کہا۔

میں نے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور میرے وجود میں چنگاریاں تیج اٹھیں۔ اس کا پورا پنڈا حیا سے دہک رہا تھا۔

اس کا ہاتھ تھامے میں چھولداری میں گھسا تو جنگلی پھولوں کی تیز بو نتھنوں میں گھسنے لگی۔ اس خیمے میں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا وہاں پھیلی ہوئی کہر آلود سی قدرتی روشنی میں میں نے دیکھا کہ وہ خیمہ ہر قسم کے ساز و سامان سے محروم ہے۔ بس ایک گوشے میں پتوں کا اونچا سا پیال بنا ہوا ہے جس پر بے تحاشا پھول بکھرے ہوئے ہیں جنگلی پھولوں کی تیز اور مسحور کن خوشبو اسی گوشے سے ابھر رہی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تمہارے گھر میں روشنی نہیں ہے۔" میں نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

"روشنی سے بسیرا کرنے والے پرندے تنگ ہوتے ہیں۔" وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ "تم پیال پر آرام کرو میں تمہارے لئے پھل ڈھونڈتی ہوں۔ سون مندر سے پیدل آ رہے ہو' بھوکے ہو گے۔"

"ہاں جے سیکا۔ بھوکا تو بہت ہوں۔" میں ایک لمبا سا سانس لے کر بولا۔ "تھک بھی گیا ہوں۔ مجھے زندگی کے کٹھن راستوں پر دوڑتے دوڑتے بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں اب سہارے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔" مجھ پر اچانک ستارہ کی یاد کے ساتھ قنوطیت طاری ہو گئی۔ وہ چونک کر مڑی۔ "کیا ہو گیا تم کو؟"

"کچھ نہیں۔" میں نے ایک سرد آہ لی۔ "تم پھل لاؤ۔ میں واقعی بھوکا ہوں۔"

وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں سر جھٹک کر وہاں سے باہر نکل گئی۔ فضا میں گونجتا پرندوں کا شور اب لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔ خدا کی وہ مخلوق رزق کے چند دانوں کی تلاش میں ہزاروں میل کے سفر میں ہلکان ہونے کے بعد اب شاید اپنے رازق کا شکر ادا کر رہی تھی۔ اپنی پوری قوت کے ساتھ' آواز کی پوری شدت کے ساتھ۔

میں تھکے ہوئے انداز میں پھولوں سے مہکتے اس نرم اور آرام دہ پیال پر گر گیا۔ کچھ دیر فلسفیانہ انداز میں سوچتا رہا پھر ذہن میں اوٹ پٹانگ خیالات ابھرنے لگے اور میرے ذہن پر غنودگی چھا گئی۔

کچھ دیر بعد جے سیکا ہی نے مجھے بیدار کیا۔ وہ پیال پر مجھ سے لگی بیٹھی تھی۔ تاریک فضا پر اب ایک عجیب اور لاہوتی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جے سیکا کا جوان' گداز اور حرارت آگیں بدن کے لذت انگیز لمس کا شعوری احساس ہوتے ہی میرے ذہن پر خواب ناک سی دھند چھا گئی۔ "جے سیکا۔" میں نے آنکھیں میچ کر اپنا سر اس کی گود میں ڈال دیا اور میرے بازو اس کی کمر کے گرد سختی سے حائل ہو گئے۔

"میں پھل لے آئی ہوں۔" وہ رسیلی اور بھاری آواز میں بولی۔ اس کی آواز میں بھی جذبات کی گرم گرم پرچھائیاں لرز رہی تھیں۔

"تمہارے بدن میں ان پھلوں کی مٹھاس ہے جے سیکا۔" میں دیوانگی کی رو میں بہتا جا رہا تھا۔ جنگلی پھولوں کی اس سیج سے اٹھنے والی تیز مہکار میرے اس حیوانی خمار کو

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

اور گہرا کر رہی تھی۔

"سلطان جی!" وہ شوق اور احتجاج میں ڈوبی آواز میں بولی' اس کا بدن دہکنے سے کسمسایا۔ فضا میں کپڑوں کی سرسراہٹ گونجی اور وہ بے تاب ہو کر میری آغوش میں آ گری۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے جاڑوں کی کسی ٹھٹھرتی ہوئی رات میں نرم اور گرم لحاف مجھ پر آ گرا ہو میرے لئے اپنے وجود کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔

اس رات' میں ایسی ہی خوفناک آندھیوں کے بھنور میں پھنسا رہا۔ ایک بگولے کو جے سیکا کی دوشیزگی کی بھینٹ دے کر سرد کیا تو اس سے بھی شدید دوسرے گرداب نے مجھے آ لیا۔ اس سے چھٹکارا ہوا تو جے سیکا پر بے خودی چھانے لگی۔ وہ پوری رات جنگلی پھولوں کی اس سیج پر پھولوں اور ایک پھول جیسے کومل بدن کو روندتے ہوئے گزری اور جب پرندوں کی چہکار نے رات کا طلسم توڑ کر نئی سحر کی آمد کا اعلان کیا تو جے سیکا تڑپ کر پیال سے اتر گئی۔

روشنی کی کرنیں نمودار ہوئیں تو جے سیکا اپنی ساڑھی میں لپٹی لپٹائی خیمے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی۔ اس کی نگاہوں میں اب حیا کی جگہ بے حجابی کوند رہی تھی۔ اس کا انگ انگ رات کے رنگین لمحوں کی یاد میں مسکرا رہا تھا۔

جب میں جے سیکا کے لائے ہوئے پھلوں سے آتش شکم سرد کر رہا تھا تو خیمے کا پردہ ہٹا کر کوشیلا گھبرائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔

میں اس کی وحشت دیکھ کر بوکھلا گیا۔ جے سیکا بھی ہڑبڑا گئی۔

"یہاں سے جلدی نکلو ورنہ پچھتانے کی مہلت بھی نہ ملے گی۔" کوشیلا یا ناگ رانی مجھے جھنجھوڑ کر بولی۔

"کیا ہوا رانی؟" جے سیکا سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"ششیو ناگ کی ہار پر ناگ راجہ آگ بگولا ہو کر خود سون مندر آ پہنچا ہے۔ اس کا سامنا ہو گیا تو ہم میں سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ اب اس دھرتی پر ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ہم جل منڈل میں پناہ لیں گے وہاں ناگ راجہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ وہ ایک برس میں تین پہر سے زیادہ وقت ناگ بھون سے باہر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کا سنگھاسن بھسم ہو جائے گا۔ آج ہم اس سے بچ گئے تو پورے ایک برس وہ ہمارے مقابلے کے لئے

ناگ بھون سے باہر نہ آسکے گی۔" ناگ رانی نے گھبرائی ہوئی آواز میں یہ کہہ کر مجھے آنکھیں بند کر لینے کی ہدایت کی۔

میں نے اس ہدایت پر فوراً عمل کیا۔ آنکھیں موندتے ہی مجھے اپنا بدن ایک ہلکا ہو جانے کا احساس ہوا پھر یوں لگا جیسے زمین کی گہرائیوں میں دھنستا جا رہا ہوں میں نے آنکھیں نہ کھولیں۔ چند ثانیوں بعد میری حالت معمول پر آگئی اور مجھے قریب ہی سمندر کی غضب ناک لہروں کا شور سنائی دینے لگا۔

"آنکھیں کھول لو سلطان جی!" ناگ رانی کی نرم آواز سنائی دی۔ میں نے آنکھیں وا کیں تو حیران رہ گیا۔ ہم لوگ سون ہاٹ کے نواحی جنگلات کے بجائے سمندر کے ٹھاٹھیں مارتے اور جھاگ اڑاتے پانی کے قریب پتھریلے ٹیلوں پر کھڑے تھے۔ جے سیکا بھی ہمارے نزدیک موجود تھی' میرے برعکس وہ بالکل پرسکون نظر آ رہی تھی۔

"اب تمہیں میرا اور جے سیکا کا ہاتھ تھام کر ساگر میں کودنا ہے۔" ناگ رانی آواز میں بولی۔ "میں تمہیں جیون کا بھروسہ نہیں دلا سکتی۔ اگر میں جل منڈل پہنچنے تک تمہیں سانس روکنے میں مدد دے سکی تو ٹھیک ہے' اور تمہارا دم اکھڑنے لگا بھگوان کے لئے مجھے دوش نہ دینا۔ ناگ راجہ کے ہاتھوں برسوں تک سسک سسک مرنے سے یہ موت بہتر ہو گی۔"

میں فوراً ہی ناگ رانی کو اس بات کا جواب نہ دے سکا۔

"ہم اس سے وہاں کھڑے ہیں جہاں پوتر گنگا جل دھرتی پر سونا بکھیرنے کے نیلے ساگر میں آ ملتا ہے۔ اس جزیرے کا نام کالی بھومی ہے۔ جب پانی چڑھتا ہے تو بھومی ساگر کے جھاگ اڑاتے پانیوں میں ڈوب جاتا ہے..... کود جاؤ سلطان جی' کیا رہے ہو؟" ناگ رانی جلدی جلدی بولی۔

"میں تمہاری..." میرا جملہ نامکمل رہ گیا۔ آسمان پر روشنیوں کے چکا چوند کر دینے والے تیز کوندے لپکتے ہوئے ہماری طرف چلے آ رہے تھے۔

"ناگ راجہ آ رہا ہے۔" ناگ رانی سخت خوف زدہ آواز میں چیخی اور مجھے نامانوس الفاظ ادا کرنے کی ہدایت کی جیسے ہی میرے منہ سے وہ الفاظ نکلے' میرا داہنا ناگ رانی نے تھاما' بایاں ہاتھ جے سیکا نے پکڑا اور وہ دونوں مجھے لے کر ٹھاٹھیں مار

سمندر میں کود پڑیں۔ سمندر کے سرد پانی میں کودتے ہی میرے رگ و ریشے میں خوف کی لہریں دوڑ گئیں۔ مجھے اپنا متوقع اندوہناک انجام سامنے نظر آنے لگا۔ خوف' دہشت اور وسوسوں سے میری حالت غیر تھی اور وہ دونوں مجھے سنبھالے بڑی مہارت کے ساتھ سمندر کی تہہ میں اترتی جا رہی تھیں۔ ہم جیسے جیسے سمندر کی تہہ سے نیچے ہوتے جا رہے تھے' نیلے اور شفاف پانی کا متلاطم بوجھل سے ٹھہراؤ میں بدلتا جا رہا تھا۔

یہ ایک حیرت ناک بات تھی کہ ناگ رانی کے بتائے ہوئے ناقابل فہم کلمات پڑھنے کے بعد میرا سانس خود بخود رک چکا تھا' میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں' میں سمندر کے نیچے بحری حشرات الارض اور مچھلیوں کو ادھر ادھر چھپتے دیکھ رہا تھا لیکن پانی میری آنکھوں میں نہیں گھس رہا تھا۔ مجھے صرف ایک خوف تھا۔ جوں جوں ہم گہرائی میں اترتے جا رہے تھے مجھے اپنے بدن پر پانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا ہلکا ہلکا احساس ہو رہا تھا۔ ممکن تھا کہ جل منڈل پہنچنے سے قبل ہی میرا بدن اس سمندری دباؤ کے مقابلے میں جواب دے جاتا۔

ان دونوں کی عمودی گہرائی میں اترنے کی رفتار بہت تیز تھی۔ ان کی ساڑھیاں جسموں سے الگ ہو کر سمندر کی بے کراں وسعتوں میں کہیں گم ہو چکی تھیں۔ ان کے جوان اور برہنہ جسم میرے قریب تھے لیکن اس وقت جان کا خوف اتنا وحشت انگیز تھا کہ میں نظر بھر کر ان کی طرف دیکھ بھی نہ سکا۔ ابھی ہم بمشکل چند فیدم ہی نیچے گئے ہوں گے کہ اچانک سمندر میں خوفناک بھونچال آگیا۔ ہم تینوں تنکوں کی طرح لرزنے لگے۔ غضب ناک تھپیڑے ہم تینوں کے ٹکڑے اڑا ڈالنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ میں سطح سمندر کے نیچے پیدا ہونے والے بحری طوفانوں کے بارے میں کچھ معلومات رکھتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ یہ ناگہانی مصیبت ہمیں زندگی سے محروم کئے بغیر نہیں ٹلے گی۔

اچانک مجھے احساس ہوا کہ ناگ رانی کے کچھ خیالات میرے دماغ میں منعکس ہو رہے ہیں۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ میری پیشانی کے وسط میں گھور رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں جلال کی سرخی چمک رہی تھی۔ غالباً ناگ رانی اپنی نگاہوں کی غیر الخلقی' سحرانی قوت سے کام لے کر مجھے خاموش ہدایات دے رہی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"اپنا بدن بالکل ڈھیلا چھوڑ دو تاکہ ہم تیزی سے جل منڈل کا سفر طے کر سکیں۔ ناگ راجہ کالی بھومی پر پہنچ چکا ہے اور اپنے اگن جال ساگر میں پھینک رہا ہے۔" ناگ رانی کی ہدایات میں نے اپنے دماغ میں گونجتی محسوس کیں۔ "اگر ہم اگن جال میں پھنس گئے تو چوہوں کی طرح پکڑ لئے جائیں گے۔" میں نے اپنا بدن بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا۔

وہ دونوں تیر کی طرح پانی کو کاٹتی ایک خاص سمت میں گہرائی عبور کرتی جا رہی تھیں اور اب سمندری بھونچال بھی دھیما پڑنے لگا تھا۔ ان کی جان توڑ کوششیں آخر کار رنگ لائیں اور کچھ دیر بعد ہم سمندر کی اتنی گہرائی میں پہنچ گئے جہاں ناگ راجہ کے اگن جال کام نہیں کر رہے تھے۔

یہ سمندری سفر جاری ہوئے دیر گزر گئی لیکن سمندر میں کہیں ایسا نشان نظر نہ آیا جہاں یہ سفر ختم ہونے کا شبہ ہو سکتا۔ میرا بدن پانی کی مخالف سمت میں غوطہ خوری کرتے رہنے کے باعث اب اس طرح دکھ رہا تھا جیسے کسی نے کئی دن تک مجھے چابکوں سے بری طرح مارا ہو۔

میں نے بے چارگی سے ناگ رانی کی جانب دیکھا اور اس کے خیالات محسوس کئے۔ "اپنے دکھ پر دھیان نہ دو۔ تھوڑی ہمت سے کام لو' جل منڈل اب زیادہ دور نہیں ہے۔"

میری تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ اس بیکراں سمندر میں سرد پانی اور اپنے بدن کی تکلیف کے سوا کوئی اتنی غیر معمولی چیز نہ تھی جو تکلیف کی طرف سے میرا دھیان بٹا سکے۔ مجھے اپنے پٹھے اکڑتے محسوس ہوئے' سارے بدن میں درد کی ٹیسیں دوڑ رہی تھیں۔ بڑھتے بڑھتے یہ تکلیف ناقابل برداشت ہونے لگی اور میرے دماغ پر برف جمنی شروع ہو گئی۔ کچھ دیر اور میں اپنے حواس میں رہا پھر میرا دماغ بھی شل ہو گیا۔ مجھ پر بار بار غشی کے دورے پڑنے لگے لیکن شاباش ہے ان جواں مرد لڑکیوں کو۔ وہ اپنی مافوق الفطرت قوتوں اور مضبوط ارادوں کے سہارے مجھے کھینچے لا رہیں۔ آخر شفاف پانی کے نیچے سورج کی منعطف ہوتی ہوئی روشنی میں مجھے سیپ اور مونگے کی دھار دار چٹانیں چمکتی نظر آئیں اور میرے ذہن پر چھایا تکلیف کا احساس کم

کم ہو گیا... مجھے اچانک بے انتہا خوشی ہوئی کہ توقع کے برخلاف ابھی تک میرا سانس نہیں ٹوٹا تھا۔

ہم قریب پہنچے تو کہیں سے زبردست زناٹوں کی آوازیں ابھرتی سنائی دیں جیسے کسی پہاڑ کے دہانے سے بہت زیادہ مقدار میں پانی خارج ہو رہا ہو۔

یہ ایک گپھا میں پانی گھسنے کی آواز آ رہی ہے۔ وہی گپھا ہمیں جل منڈل تک لے جائے گی۔ میں تنہا ہوتی یا جے ریکا بھی ساتھ ہوتی تو بہت جلد ناگ منڈل پہنچ جاتی۔ تمہاری وجہ سے یہ راستہ بہت کٹھن اور لمبا ہو گیا ہے۔" مجھے ناگ رانی کی آواز اپنے دماغ میں گونجتی محسوس ہوئی۔ ذرا دیر بعد ہی ہم سیپ اور مونگے کی ان خوف ناک اور جان لیوا چٹانوں کے گرد چکر کاٹتے ان سے ملی ہوئی ہیبت ناک پتھریلی چٹانوں تک پہنچ گئے۔ وہ چٹانیں حد نظر تک سمندر میں اوپر اٹھتی چلی گئی تھیں اور ان ہی کے درمیان سیاہی سبز کائی اور سمندری گھاس سے گھرا ہوا ایک بہت بڑی گپھا کا دہانہ نظر آیا جس میں پانی داخل ہونے سے ہولناک شور پیدا ہو رہا تھا۔ لاکھوں ٹن پانی زناٹے دار آوازیں پیدا کرتا اس گپھا میں گھس رہا تھا۔

"یہی جل منڈل کا راستہ ہے۔" مجھے ناگ رانی سے معلوم ہوا۔ "ہم کھلے ساگر میں ڈیڑھ ہزار فیدم (سمندری میل) نیچے آ چکے ہیں۔"

"ڈیڑھ ہزار فیدم۔" میں یہ سن کر کانپ اٹھا۔ یہ وہ گہرائی ہے جہاں انسان تو کیا آہن و فولاد بھی سمندری دباؤ سے حقیر بلبلوں کی طرح پچک کر مسخ و برباد ہو جاتا ہے۔

پل بھر کے لئے گپھا کے سامنے ناگ رانی اور جے ریکا ٹھہریں مجھے محسوس ہوا جیسے وہ گپھا اپنا منہ پھاڑے خوف ناک آوازوں میں ہمیں بھینٹ کے لئے پکار رہی ہے۔ میں زیادہ دیر یہ سب نہ سوچ سکا۔ ان دونوں نے گپھا کا رخ کیا۔ ان کے بدن جنبش میں آئے اور گپھا میں گھسنے والا ایک غضب ناک ریلا زناٹے دار آواز کے ساتھ ہمیں ہمراہ لئے کر اتنی تیزی سے گپھا کے دہانے میں داخل ہوا کہ میں فوراً بے ہوش ہو گیا۔

دوبارہ ہوش آیا تو سب سے پہلا احساس بے پناہ نقاہت کا تھا لیکن جب یہ اندازہ ہوا کہ اب ہم نیچے جانے کی بجائے اوپر اٹھ رہے ہیں تو میں پریشان ہو گیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ہم اسی گپھا میں جا رہے ہیں۔ یہ ساگر کی تہہ سے اوپر اٹھ کر جل منڈل تک جاتی ہے' دیکھو جل منڈل سے سینکڑوں جل ناگ ہمیں لینے آ پہنچے ہیں۔" ناگ رانی نے مجھے مطلع کیا۔

میں نے اردگرد نظریں دوڑائیں تو حیران رہ گیا۔ ہمارے اردگرد گپھا میں پانی کے بہاؤ میں بغیر پھن والے سینکڑوں جل ناگ بے چینی سے کلبلاتے اوپر اٹھ رہے تھے۔

مجھے بے اختیار اپنی دنیا یاد آ گئی۔ میں اپنے جیسے انسانوں سے نہ جانے کتنی دور آ چکا تھا' پتہ نہیں کہ جل منڈل سے میری واپسی بھی ہوتی یا نہیں۔ مجھے ستارہ یاد آئی جو اپنی دنیا سے دور ناگ بھون میں قید تھی اور میں حالات سے مجبور ہو کر جل منڈل کی اجنبی دنیا میں پناہ لینے جا رہا تھا۔ اپنی دنیا سے دوری کا احساس ہوتے ہی مجھ پر گھبراہٹ اور خوف نے حملہ کر دیا۔ تنہائی اور اجنبیت کے خوف آور سائے میرے ذہن پر چھانے لگے۔ وہ سفر طویل ہوتا جا رہا تھا۔ گپھا کسی شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ اپنے خوف اور گھبراہٹ کے باعث اب مجھے اپنا دم سینے میں گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس ہولناک سفر کے انجام کے بارے میں ابھی تک میں بے یقینی اور تذبذب کا شکار تھا۔

خدا خدا کر کے گپھا اوپر دو حصوں میں تقسیم ہوتی نظر آئی۔ اس مقام پر گپھا کی چوڑائی بہت زیادہ بڑھ جانے کے باعث پانی کا بہاؤ قدرے سست ہو گیا تھا۔ ناگ رانی اور ہے سیکا ہاتھ پاؤں مار کر ایک کنارے پر ہو گئیں اور جب اوپر اٹھتے اٹھتے ہم تینوں اس جگہ پہنچے جہاں وہ گپھا دو حصوں میں تقسیم ہو رہی تھی تو وہ دونوں پیروں پر زور دے کر پوری قوت سے اچھلیں اور ہم تینوں اس گپھا کے ایک حصے میں جا پڑے۔ جب میں نے خشک اور پتھریلی زمین پر گر کر خود کو پانی سے باہر محسوس کیا تو مسرت اور خوف سے ملی جلی چیخ میرے حلق سے آزاد ہو گئی۔ وہ گپھا میرے لئے ایک حیرت ناک عجوبہ تھی۔ زور شور سے بہتا ہوا پانی اس کے ایک حصے میں اوپر اٹھتا جا رہا تھا اور دوسرا حصہ جس میں ہم تینوں کودے تھے' وہاں پر کسی رکاوٹ کے بغیر خشک اور پانی کے بہاؤ سے محفوظ تھا۔ خشکی پر قدم نکلتے ہی میرا سانس خود بخود دوبارہ جاری ہو چکا تھا۔

"دھنیہ ہو سلطان جی! ہم صحیح سلامت جل منڈل آ پہنچے۔" ناگ رانی یا کوشیلا نے

جذبات سے مغلوب آواز میں یہ کہتے ہوئے مجھے اپنی بانہوں میں لے لیا' اس کا ننگا بدن اتنے طویل عرصے تک ٹھنڈے پانی میں رہنے کے باوجود گرم محسوس ہو رہا تھا۔

"بڑی گھٹن ہوئی مجھے..... واقعی کٹھن سفر تھا یہ۔" میں نے اس کے داہنے رخسار پر اپنے ہونٹوں کی ایک جذباتی مہر ثبت کرتے ہوئے کہا۔ اسی وقت گپھا میں سمندری پانی کے طوفانی اخراج میں سے سینکڑوں جل ناگ شوں..... شوں کی آوازوں کے ساتھ اچھل اچھل کر گپھا کی خشک شاخ میں آنے لگے۔ ان میں سے ایک بڑا سا جل ناگ کوشیلا کے پیروں کے نزدیک آیا' اپنا سر اس کے قدموں پر رگڑا اور پھر اس کی پنڈلیوں پر سرسراتا ہوا اوپر بڑھنے لگا۔

میں نے اپنے اور ناگ رانی کے بھیگے ہوئے جسموں کے درمیان اس کے بدن کی کلبلاہٹ محسوس کر کے تیزی سے ناگ رانی کو خود سے علیحدہ کر دیا' وہ جل ناگ بدستور اس کی ٹانگوں پر اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

جے سیکا ایک جانب کھڑی بڑے غور سے میری جانب دیکھ رہی تھی۔ "کوشیلا یہ کیا بیہودگی ہے۔" میں نے اس کی ٹانگوں پر بڑھتے ہوئے جل ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ کہاں جا رہا ہے' اپنے لباس کا انتظام کرو۔"

ناگ رانی نے اپنے لچکیلے بدن کو جھٹکا دیا اور وہ ننھا سا جل ناگ زمین پر گر گیا۔ پھر اس نے ہنس کر فضا میں دوبارہ اپنے داہنے ہاتھ کو گردش دی اور اسکے ساتھ جے سیکا کے ننگے بدن پر بھی قیمتی لبادے آ گرے۔ نہ جانے کہاں سے۔

"یہ جل منڈل کی جل کماری کا اکلوتا لڑکا ہے۔" ناگ رانی نے ہنس کر زمین پر گرے ہوئے جل ناگ کی طرف اشارہ کیا۔ "بہت شریر ہے ابھی اسے انسانوں کا روپ بدلنے کی شکتی نہیں ملی ہے۔ پر مجھے لڑکی کے روپ میں بہت پسند کرتا ہے۔"

میں نے ناگ رانی کو کوئی جواب نہیں دیا اور غصیلی نگاہوں سے جل کماری کے اس اکلوتے لڑکے کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کی رنگین مزاجی مجھے بہت ناگوار گزری تھی اور میں اپنے دل میں اس کے لئے رقابت کا جذبہ ابھرتا محسوس کر رہا تھا کیونکہ ناگ رانی نے بڑے پیار سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔

"اس گپھا کی یہ سوکھی شاخ جل منڈل کی ابتدا ہے۔ اب ہم ذرا دیر میں وہاں پہنچ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جائیں گے۔ جل کماری بڑی بے کلی سے میری راہ تک رہی ہو گی۔" ناگ رانی بولی۔

ہمارے استقبال کو آنے والے جل ناگ ہمیں خشکی تک پہنچانے کے بعد اب تیزی سے آگے بڑھ چکے تھے جل کماری کا لڑکا بھی ان کے ساتھ جا چکا تھا۔

ہم تینوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ جے سیکا درمیان میں تھی اور میں نے ناگ رانی کو چڑانے کے لئے جے سیکا کی پتلی سی کمر میں ہاتھ دیا ہوا تھا۔

"تمہاری طبیعت بہت شکی ہے سلطان جی۔" کچھ دیر کے بعد ناگ رانی بول ہی پڑی۔

"حسن جب فیاضی پر اتر آئے تو فساد کا سبب بن جاتا ہے۔" میں نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سندرتا کو دوش نہ دو۔" وہ ہنس کر بولی۔ "تمہارے چلن تمہارے دھرم اور رسموں سے الگ ہیں۔ وہ بیچارہ مجھ سے دو برس چھوٹا ہے تم بلاوجہ اس کی شرارت پر کڑھ رہے ہو۔"

"کون بے چارہ؟" میں نے تجاہل عارفانہ کے ساتھ پوچھا۔

"تم بڑے کٹھور ہو۔ تمہارے ہردے میں شما تو معلوم ہی نہیں ہوتی۔" ناگ رانی نے یہ کہتے ہوئے جے سیکا کو میرے بازو سے کھینچ کر الگ کر دیا۔ اور خود میرے بیٹے سے آ لگی۔ "تم میرے من مندر کے دیوتا ہو سلطان جی' اب میں تمہیں شکایت کا موقع نہ دوں گی۔"

کوشیلا کے ہونٹوں کی مٹھاس اور حلاوت میری رگ رگ میں اتر گئی۔ میں نے بڑی گرمجوشی سے اسے اپنی محبت کا یقین دلایا اور پھر ہم ہنستے مسکراتے جل منڈل کی طرف بڑھنے لگے۔

کچھ دیر بعد اس خشک سمندری گپھا نے ایک وسیع اور ہموار میدان کا روپ دھار لیا بس اتنی کسر تھی کہ ہمیں کھلے آسمان کے بجائے ہر طرف بڑی بڑی پتھریلی چٹانیں نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہم کسی بہت بڑے قدرتی غار میں سفر کر رہے ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ اس گپھا میں روشنی کا کوئی مخرج نہ ہونے کے باوجود اجلی اجلی سی ٹھنڈی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ہوا نہ ہونے کے باوجود

KHAN BOOKS
& LIBRARY
5-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Call: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

فضا میں فرحت انگیز تازگی رچی ہوئی تھی۔

"گپھا کے اس حصے کا دوسرا دہانہ کہاں کھلتا ہے؟" میں نے کوشیلا سے پوچھا۔

"دوسرا دہانہ۔" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "اس گپھا کا کوئی دوسرا دہانہ نہیں ہے۔ آگے یہ بند ہے۔ اس کا بس وہی راستہ ہے جدھر سے ہم یہاں آئے ہیں۔"

"اور گپھا کی دوسری پانی والی شاخ کہاں تک جاتی ہے؟" میں نے حیرت سے سوال کیا۔

"کسی کو معلوم نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "وہ سمندری ہی میں جانے کہاں تک چلی گئی ہے۔ وہ اتنی لمبی ہے کہ بہت سے جل ناگ اس کا دوسرا سرا تلاش کرنے اندر گھسے اور مہینوں تک آگے بڑھنے پر بھی اس شیطانی گپھا سے نہ نکل سکے۔ اس راز کے کارن سینکڑوں جل ناگ مر چکے ہیں جو گپھا کی دوسری شاخ سے بچ کر لوٹے ان کی حالت اتنی بگڑی ہوئی تھی کہ وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔"

سمندر میں میلوں نیچے قدرت نے عجائبات اور اسرار کی ایک بالکل ہی انوکھی دنیا بسائی ہوئی ہے۔ جل منڈل آنے سے قبل میرے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ سینکڑوں فیدم کی گہرائیوں میں زندگی کے ایسے انوکھے اور محیر العقول مظاہر بستے ہوں گے۔

"سمندر کا پانی گپھا کے اس حصے میں کیوں نہیں آتا؟" میں نے کچھ دیر بعد نیا سوال کیا۔

وہ معنی خیز انداز میں ہنسی۔ "شکتیوں کے کھیل نیارے ہوتے ہیں سلطان جی۔ جب دیوتاؤں کی سہائتا ساتھ ہو تو گہرے ساگروں کی تہہ میں آگ کے الاؤ جل اٹھتے ہیں۔ تم یہ سب سوچ کر خود کو پریشان نہ کرو۔"

تھوڑی دیر بعد ہمیں اس پرجلال اور بے حد وسیع گپھا میں عجیب قسم کے نوکیلے میناروں کی جھلکیاں نظر آئیں جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے ان پتھریلے میناروں کی ساخت واضح ہوتی چلی گئی۔

وہ پتھریلی چٹانوں کے کئی کئی سو فٹ اونچے نوکیلے مینار تھے جن کی چوٹیاں گپھا کی چھت سے ذرا ہی نیچے رہ گئی تھیں۔ ان کی بدوضع اور بغیر تراشی ہوئی چٹانوں سے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

صاف ظاہر تھا کہ ان میں کسی کی دست کاری کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ کٹے پھٹے مینار اپنی قدرتی حالت میں موجود ہیں۔ ان میناروں میں جا بجا سوراخ نظر آ رہے تھے۔ یہ مینار وسیع گپھا میں بے ترتیبی سے کئی دور تک پھیلے ہوئے تھے اور ان کے وسط میں ایک عالیشان محل کی جھلکیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ "یہ سب کیا ہے؟" میں نے مسحور سی آواز میں ناگ رانی سے پوچھا۔

"ہوشیار رہو۔ ہم جل منڈل آ پہنچے ہیں۔" ناگ رانی دبی دبی آواز میں بولی۔ "مجھ پر اور بے سیکا پر اس دھرتی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں پر تم یہاں ایک اجنبی نسل کے فرد ہو۔ جانے گہرے ساگروں پر راج کرنے والی جل کماری تمہارے لئے کیا حکم دے۔"

بے اختیار میرا وجود لرز اٹھا۔ ناگ رانی پیشگی اجازت لئے بغیر مجھے جل منڈل کی اجنبی اور پراسرار دنیا میں لے آئی تھی۔ میں بظاہر وہاں پناہ لینے آیا تھا لیکن کچھ معلوم نہ تھا کہ میں اس سرزمین پر آزاد رہوں گا یا ناگ بھون کے بجائے جل منڈل کا قیدی بنا لیا جاؤں گا۔ میری حیثیت ایک بے بس اور بے اختیار کھلونے کی سی رہ گئی تھی۔

"یہ اونچے نیچے نوکیلے مینار ناگ آشرم ہیں۔ ان میں ساگروں میں بسنے والے لاکھوں جل ناگ بسیرا کرتے ہیں۔ ان میناروں کا ہر سوراخ ایک جوڑے کا ٹھکانہ ہے۔ ان کے بیچ میں مونگے' سیپیوں اور سچے موتیوں کا جو محل تم دیکھ رہے ہو وہی جل کماری کا راج بھون ہے۔ جل کماری ساگروں میں رہنے والے تمام چھوٹے بڑے ناگوں کی رانی ہے۔ جب سے جل اور دھرتی وجود میں آئی ہے جل منڈل کے سنگھاسن پر جل کماریوں کی حکومت چلی آ رہی ہے۔" ناگ رانی مجھے آہستہ آہستہ جل منڈل کے ماحول اور پس منظر سے آگاہ کر رہی تھی۔

معاً مجھے خیال آیا کہ میری آزادی کے فیصلے میں اب لمحوں کی دیر رہ گئی ہے۔ نہ جانے میرے مقدر میں ناگ رانی سے دوبارہ ملاقات لکھی ہے یا نہیں' نہ جانے میں ناگ بھون سے اپنی پیاری بیوی ستارہ کو رہائی دلا بھی سکوں گا یا وہ برسوں میرا انتظار کرنے کے بعد آخر ناگ راجہ کے ہوس ناک عزائم کی قربان گاہ پر اپنی عصمت اور آبرو کی بھینٹ چڑھا دے گی۔ غیر یقینی کی اس منزل پر میری مایوسی آہستہ آہستہ اپنے

نقطہ عروج پر پہنچتی جا رہی تھی.... میرے ذہن میں اپنی دنیا اور اپنے ماضی کے واقعات کسی فلم کی طرح گزر رہے تھے۔ اپنے خاندان سے بچھڑ کر ایک گورے کے ٹکڑوں پر پلنے' یونیورسٹی میں ستارہ کی زلف کا اسیر ہونے اور پھر شملہ میں بسنے سے لے کر سون مندر تک کے قصے یاد آئے۔ مجھے رام بھروسے یاد آیا جس کی بیل گاڑی پر میں نے چرمری سے سون ہاٹ کا سفر شروع کیا تھا۔ اور جو ندی کے چوبی پل پر سے گزرتے ہوئے' میرے منہ سے ناگ بھون کا نام سن کر بھیانک انداز میں چیختا' ندی کے بل کھاتے اور گنگناتے پانی میں کود پڑا تھا۔ اس نے تو خودکشی کر لی تھی اور اس کے بیلوں پر کہیں سے ایک سیاہ ناگ آن پڑا تھا اور ایک ہولناک جدوجہد کے بعد آخر وہ بیل اس زہریلے سانپ کا شکار ہو گئے تھے۔

"مجھے ایک بات بتاؤ کوشیا!!" میں نے پر خیال انداز میں ناگ رانی سے کہا۔ مجھے اپنی آواز بہت دور کسی گہرے کنویں سے آتی محسوس ہوئی۔ ناگ رانی ہمہ تن میری طرف متوجہ ہو گئی۔

"رام بھروسے میرے منہ سے ناگ بھون کا نام سن کر پاگل کیوں ہو گیا تھا؟"

"پوری دھرتی پر ناگوں کے علاوہ صرف حیدر شاہ ناگ بھون کے نام اور حقیقت سے واقف ہیں۔ پھر تم کو اس کا پتہ چلا۔ اس نام کی مرتے دم تک رکشا کی جاتی ہے۔ خاص طور پر سون مندر کے اطراف میں ناگ بھون کے راجہ نے ایک منتر پھیلایا ہوا ہے۔ وہاں جو بھی ناگ بھون کا نام لے گا وہ ناگوں کی اس دھرتی کے چالاک رکھوالوں کے قہر کا نشانہ بن جائے گا اور جو بھی یہ نام سنے گا وہ منتر کے اثر سے پاگل ہو کر خود اپنی جان ہلکان کر لے گا یا مر جائے گا۔ تم ناگ بھون کا نام لینے کے باوجود میرے منکے کے اثر سے ناگ بھون کے رکھوالوں سے بچے رہے۔ رام بھروسے نے پاگل ہو کر ہتیا کر لی اور بیلوں کو ایک کالے ناگ نے ڈس لیا۔ ان ویرانوں میں ناگ بھون کا نام بھیانک موت لے کر ابھرتا ہے تاکہ یہ نام تمہاری دنیا کے باسیوں میں نہ پھیلنے پائے۔" ناگ رانی اتنا کہہ کر تھکے ہوئے انداز میں خاموش ہو گئی۔

"لیکن ناگ راجہ نے سون مندر کے اطراف ہی میں منتر کیوں پھیلایا ہوا ہے؟" میں نے پوچھا۔ اس تفصیل نے میرے رگ و ریشے [illegible] کی لہریں دوڑا دی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھیں۔

"یہ ایک بھاری راز ہے۔ نہ پوچھو تو اچھا ہے۔" ناگ رانی کی التجا آمیز نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں۔

میں آنے والے غیر یقینی حالات کے خوف سے پریشان تھا۔ زندگی اور آزادی کی جانب سے بے یقینی نے مجھے خود غرض اور سرد مہر بنا کر رکھ دیا تھا۔ میں یہ راز جاننے پر مصر ہو گیا۔

"ناگ بھون کے دو راستے ہیں۔" خود کو مجبور پا کر ناگ رانی نے زبان کھولی۔ "وہاں جانے والا ایک راستہ سون مندر سے شروع ہوتا ہے۔"

یہ اطلاع میرے اعصاب پر بجلی بن کر گری۔ میں اپنی منزل سے اتنے قریب ہو کر جل منڈل کے ناقابل گزر حصار میں آ پھنسا تھا میں نے دیوانوں کی طرح ناگ رانی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ "تو نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔ پہلے کیوں نہ بتایا؟ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر سون مندر کے راستے ناگ بھون میں جا گھستا" میری ستارہ دہار، پامالی سے نڈھال حسرت اور بے بسی سے میرا انتظار کر رہی ہے' تو خود غرض ہے کو؟!! تو خود غرض ہے!" میری اس وحشت پر وہ سراسیمہ ہو گئی اور ہلکی سی چیخ مار کر مجھ سے دور ہو گئی۔

"ہوش کرو سلطان جی۔ ہوش کرو۔" میں تمہاری بیری نہیں ہوں' ورنہ مکار شیو ناگ تمہیں چیونٹی کی طرح مسل دیتا۔"

میرا جوش' غصہ اور ابال اس کی التجا آمیز آواز سن کر فوراً ہی دب گیا۔ نہ جانے وہ اس کی آواز کا ہی اثر تھا یا اس کی نگاہوں کی پراسرار مقناطیسی قوت جس نے میرے اشتعال کو فوراً دبا دیا اور میں یک بیک نقاہت محسوس کرنے لگا۔

جے بیکا نے اپنی نرم اور گداز آغوش کا سہارا دیا اور مجھے لے کر ناگ رانی کے ہمراہ مونگے اور موتیوں کے اس محل کی طرف بڑھنے لگی جہاں جل کماری میری قسمت اور آزادی کا فیصلہ صادر کرنے کے لئے تیار بیٹھی تھی۔

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ دونوں مجھے تختہ دار کی طرف لے جا رہی ہوں' میرا جی چاہا کہ ان دونوں کو دھکیل کر بے تحاشا واپس بھاگ پڑوں اور دونوں گھاٹوں کے سنگم پر سمندر کے دھاڑتے ہوئے سرکش ریلے میں کود پڑوں خواہ جان ہی چلی جائے

لیکن مجھ میں اتنی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ناامیدی کے غلبے نے میری ساری قوت نچوڑ لی ہو...... وہ دونوں مجھے کشاں کشاں جل کماری کے راج بھون کی جانب لے جا رہی تھیں' سینکڑوں فٹ اونچے ناگ آشرم اب پوری طرح واضح ہو چکے تھے اور آنے والی عقوبتوں کے تصور سے میرا دل ڈوبا جا رہا تھا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

Optimized by www.ImageOptimizer.net

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

کشاں کشاں میں ناگ رانی اور جے سیکا کے ہمراہ جل منڈل کے ان نوکیلے میناروں اور سیپ و موتیوں کے محل سے قریب ہوتا جا رہا تھا جو وہاں ناگ آشرم کہلاتے تھے۔ جے سیکا ناگ رانی کو کسی سوچ میں پڑا دیکھ کر میرے قریب آ گئی۔ اس کے بدن کا خمار انگیز لمس مجھے ان خوف آور لمحات میں بھی پریشان کرنے لگا۔

"جل منڈل کی دھرتی بڑی خوفناک ہے۔ یہاں پگ پگ پر تمہیں ہوشیار رہنا پڑے گا۔" جے سیکا نے میرے کان میں سرگوشی کی اور میں چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"جل کماری کے سیوک اور جل منڈل کے رکھوالے بڑے مکار ہیں۔ بس انتا یاد رکھنا۔" جے سیکا نے مجھے متوجہ پا کر اپنی بات کی مزید وضاحت کی۔

میں اس وقت خاصا ہراساں تھا۔ اپنی متوقع قید اور اس نئی سمندری دنیا کی اجنبیت نے مجھے بہت زیادہ پریشان کیا ہوا تھا۔ جے سیکا کی یہ باتیں سن کر میں مزید سراسیمہ ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ میں جے سیکا سے کچھ کہتا' ناگ رانی چونک کر مجھ سے مخاطب ہو گئی۔ "سلطان جی! یہ یاد رکھنا کہ اب ہم جل منڈل میں ہیں اور جل کماری کا بیر مول لے کر یہاں کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ تم تو پھر بھی منش ہو' یہاں تو طاقتور جل ناگ چھوٹے اور کمزور ناگوں کو نگل جاتے ہیں۔ اپنی جان کی رکھشا چاہتے ہو تو تمہیں جل کماری کی ہر آگیا کا پالن کرنا ہو گا۔ یہ تھوڑے دنوں کی بات ہے ہم بہت جلد ہی جل منڈل سے نکلیں گے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جل کماری مجھے زندہ اور آزاد رہنے دے گی؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"نئی دنیا میں کسی بات کا وشواس نہیں کیا جا سکتا۔ بس یہ میرا خیال ہے۔" ناگ

رانی بولی۔

اب اونچے اونچے ناگ آشرم بالکل سامنے آ چکے تھے۔ ان میں مختلف قطر کے بے شمار سوراخ بنے ہوئے تھے اور ہر آشرم کے ہر سوراخ سے گول گول آنکھوں والے وحشی جل ناگ سر نکالے جھانک رہے تھے۔ ان کی سلگتی ہوئی آنکھیں مجھے اپنے وجود کی گہرائیوں میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

ہم پہلے آشرم کے قریب سے گزرے تو خوف سے میرے بدن کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ مجھے ہر آن یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں کوئی وحشی جل ناگ مجھ پر وار نہ کر بیٹھے۔

سمندری گپھا کی خشک شاخ کے کشادہ ترین حصے میں چلتے ہوئے میرے ذہن میں قدرت کی ہمہ گیر اور بعید از فہم کار فرمائیوں کا گہرا احساس نمایاں تھا۔ دنیا میں بسنے والے میرے ہم نسلوں نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا کہ سمندروں کے نیچے خدا کی مخلوق ایسے حیرت انگیز ماحول میں بستی ہو گی۔

آہستہ آہستہ جل ناگوں سے لدے تین آشرم ہم پیچھے چھوڑ آئے اور اب چوتھے دیوہیکل سنگی مینار کے قریب سے گزر رہے تھے جس کی چوٹی کے قریب والے سوراخ میں دم کے بل ایک چپٹا سا اور بہت لمبا سا جل ناگ لٹکا ہوا تھا۔ اس کا کم از کم چالیس پچاس فٹ لمبا دھڑ لہریں لے لے کر کسی سخت اور لچکیلی بید کی طرح خلا میں جھول رہا تھا اور نہ جانے کتنا حصہ ناگ آشرم کے اوپری سوراخ میں چھپا ہوا تھا اس چوتھے آشرم کے بقیہ سوراخوں میں چھپے ہوئے آبی سانپ ذرا سہمے سہمے سے نظر آ رہے تھے۔

اس لمبے جل ناگ پر نظر پڑنے کے بعد میرے قدم غیر ارادی طور پر سست پڑنے لگے اور مجھ پر دہشت سی سوار ہونے لگی۔ میری چھٹی حس مجھے اس جل ناگ کے قریب سے گزرنے سے روک رہی تھی۔

"کیا تم ڈر رہے ہو؟" ناگ رانی نے میری سست رفتاری محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لمبا جل ناگ ڈراونا لگ رہا ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

ناگ رانی کی پیشانی کی شکنیں گہری ہو گئیں۔ "میں بھی سوچ رہی ہوں کہ یہ اپنے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بل سے باہر کیوں جھول رہا ہے۔ پر تم اپنا من مضبوط رکھو' جل کماری کی آگیا کے بغ[یر]
جل منڈل کا کوئی ناگ تم پر وار نہیں کر سکتا اور جو ایسی بھول کرے گا وہ شٹ [ہو]
جائے گا۔"

"اس کے تیور اچھے نہیں لگتے رانی جی!" جے سیکا نے تشویش ناک آواز میں کہا۔

"اگر یہ جل ناگ بدمعاشی پر ہی اتر آیا ہے تو سن لو دیوی کہ جل کماری کے من میں کوئی کھوٹ آ چکا ہے جل ناگوں کی یہ دھرتی شاید کسی اجنبی کو سویکار نہیں کرے گی..... سلطان جی!" ناگ رانی نے میری طرف اپنی غزالی آنکھیں اٹھائیں تو ان میں محبت کے دو شفاف موتی جھلملا رہے تھے اور اس کی آواز فرط جذبات سے بھرائی ہوئی تھی۔ "مجھے دوش نہ دینا..... ناگ راجہ کی قید سے جل منڈل کی کٹھنائیاں بہت آسان ہوں گی۔ اگر جیون ساتھ نہ دے تو بھی میں تمہاری آتما کو پکارتی رہوں گی۔ اگر میرے بھاگ میں تمہاری سیوا نہیں تو میں تم کو وچن دیتی ہوں کہ تم اگلے جنم میں بھی ناگ رانی کو اپنی راہ تکتے پاؤ گے۔"

اس کی باتوں سے میرا دل بھی بھر آیا۔ کوشلیا یا ناگ رانی کے دل میں میرے لئے وہ مشعل فروزاں تھی جس کی تپش وجود کو پگھلا کر رکھ دیتی ہے۔ گو مجھے اس سے جسمانی آسودگیوں اور رنگین لذتوں کے سوا کوئی قلبی تعلق نہیں تھا۔ میری محبت کا مر[کز] اور محور صرف ستارہ تھی لیکن ناگ رانی کے جذبے کی یہ شدت میرے رباب دل کے نازک تاروں کو مرتعش کر گئی اور میں نے والہانہ انداز میں اسے اپنے قوی بازوؤں میں بھینچ لیا۔

"میرے مالک۔" ناگ رانی ڈوبتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تمہاری سیوک ہوں مجھے اتنے زور سے بھینچو کہ میرا پاپی شریر تمہارے پوتر بدن میں سما جائے' اگر جل منڈل میں تم پر کوئی چتا آن پڑی تو میری آشاؤں کے دیپ بجھنے لگیں گے' میری آتما کی ٹھنڈک بکھر جائے گی! بھینچ لو..... مجھے اپنے شریر میں سمو لو.....!"

"رانی! یوں پاگل نہ بنو!" جے سیکا نے اسے مجھ سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ میری نگاہیں جے سیکا کے چہرے پر پڑیں تو مجھے اس کی جھیل جیسی گہری آنکھوں کی تہوں میں ناگ رانی کے لئے رقابت اور ناپسندیدگی کا دبا دبا جذبہ انگڑائیاں لیتا نظر آیا اور نا[گ]

رانی کے نرم اور جوان بدن پر میرے بازوؤں کی آہنی گرفت یک بیک نرم پڑ گئی۔

ناگ رانی آہستہ سے کسمسا کر میرے بدن سے علیحدہ ہو گئی۔ اس کی تیوریوں پر ہلکے سے بل آ گئے تھے شاید اسے جے سیکا کی دخل اندازی گراں گزری تھی۔

میں اس وقت اپنی فکر میں مبتلا تھا اس لئے ان کی باہمی چپقلش اور ناپسندیدگی پر توجہ نہ دے سکا۔ میری سراسیمہ نگاہیں فضا میں جھولتے جل ناگ پر مرکوز تھیں اور میرے قدم غیر ارادی طور پر آگے بڑھنے لگے تھے جیسے کوئی نادیدہ' ماورائی اور مقناطیسی قوت مجھے میری مرضی کے خلاف اس ناگ آشرم کی جانب کھینچ رہی ہو' جس کے ایک سوراخ میں وہ لمبا اور کینہ پرور جل ناگ لہریں لے رہا تھا۔

اس بے یقینی اور تذبذب کے چند لمحے اور گزرے پھر میں اس ناگ آشرم کے قریب پہنچ گیا۔ ناگ رانی اور جے سیکا' دونوں میرے بائیں جانب تھیں' میرے قریب پہنچتے ہی اس جل ناگ نے بجلی کی سی سرعت سے فضا میں اپنے بدن کو لہرایا اور اس کا پھنکارتا ہوا پھن میرے سر پر سے گردش کرتا گزر گیا' اسی کے ساتھ پوری گپھا کی فضا وحشتناک پھنکاروں سے گونج اٹھی۔ ناگ آشرموں میں دبکے ہوئے تمام جل ناگوں نے ہم آہنگ ہو کر دبی دبی پھنکاریں ماری تھیں۔ فرط خوف سے میری زبان گنگ ہو گئی حلق سوکھنے لگا اور آنکھیں دہشت کے عالم میں پھیلنے لگیں موت میرے سر پر گردش کر رہی تھی' اجنبی دنیا میں پراسرار قوتوں کے ہاتھوں مارا جانا شاید میرا مقدر قرار پا چکا تھا۔

لمحہ بھر کے توقف کے بعد اس جل ناگ نے دوسری مرتبہ اپنا بدن لہرایا اور اس بار اس نے بڑی پھرتی کے ساتھ مجھے اپنے پھن میں لپیٹ کر زمین سے اٹھا لیا اور پھر اوپر کی جانب اٹھاتا چلا گیا' میں نہ تڑپ سکا نہ مچل سکا اور نہ چیخ سکا۔ میری ساری قوتیں دہشت اور شاید جل منڈل کی پراسرار وادی کی تاثیر کے سبب مفلوج ہو چکی تھیں۔

آہستہ آہستہ اس جل ناگ کا چکیلا بدن ناگ آشرم کے سوراخ میں بھی اترتا جا رہا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجھے اپنی گرفت میں جکڑے اسی کشادہ سوراخ میں لے جائے گا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

آخر میرے اندیشے درست نکلے۔ وہ جل ناگ اپنا پچھلا دھڑ اس سوراخ میں داخل کر چکا تھا اور اب میری باری تھی۔ اس وقت میری حالت عجیب و غریب تھی۔ میں زندہ تھا' ہوش و حواس میں تھا' سب کچھ دیکھ رہا تھا' جل ناگوں کی ملی جلی مسرت آمیز پھنکاریں سن رہا تھا لیکن نہ بدن کو اپنی مرضی کے مطابق جنبش دے سکتا تھا اور نہ کچھ بول سکتا تھا میں کسی سحر زدہ پرندے کی طرح سکڑا سہا اس موذی جل ناگ کی گرفت میں بے بس تھا۔

آخر میرے بدن کو ایک شدید جھٹکا لگا اور میں نے خود کو اس جل ناگ سمیت زمین سے پچاس' ساٹھ فٹ کی بلندی پر اس ناگ آشرم کے کشادہ سوراخ میں گھسنے دیکھا' اس کے ساتھ ہی میرے حواس پر تاریکیوں کی گہری گھر چھاتی چلی گئی اور مجھے کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ بس یوں محسوس ہوا جیسے مجھ پر موت کا سرد اور بے رحم نشہ طاری ہو رہا ہے اور میں عالم سکرات سے گزر رہا ہوں۔ پھر یہ کیفیت بھی ایک مہیب بے خبری میں ڈوب گئی۔

میں کتنی مدت اس عالم میں رہا' یہ مجھے یاد نہیں۔ جب دوبارہ میرے حواس پر جمی ہوئی برف پگھلنی شروع ہوئی تو سب سے پہلے میرے کانوں میں اپنے جیسے انسانوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آئیں۔ اسی کے ساتھ گزرے ہوئے دہشت ناک واقعات کی دھندلائی ہوئی شبیہہ نے سر ابھارا اور میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھلتے ہی میں نے خود کو ایک انوکھی محفل اور حسین انجمن میں پایا۔ مشرقی انداز کی وہ محفل کسی راجہ کا حسین دربار معلوم ہو رہی تھی۔ ہر طرف خوبرو مرد اور جوان گل رنگ دوشیزائیں نظر آ رہی تھیں۔ موتیوں اور سیپیوں سے بنے اس کشادہ دربار کے آخری سرے پر ایک بلند مسند پڑی ہوئی تھی جس پر ایک عورت تاج پہنے بیٹھی ہوئی تھی۔

میں مبہوت سا اس اندر سبھا کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ کسی نے میری بغلوں میں ہاتھ دے کر سہارا دیا' میں نے چونک کر سر گھمایا تو جے سیکا میرے نزدیک موجود تھی۔ اس کے چہرے پر دلی کرب کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں اور ہونٹوں کے گوشے کپکپا رہے تھے۔

"میں کہاں ہوں جے سیکا؟ ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے بے تابی کے ساتھ اس سے پوچھا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں.... مجھے کچھ خبر نہیں' بس یہ جان لو کہ تم اس وقت جل کماری کے راج بھون میں موجود ہو اور یہ سبھا تمہارے لئے سجائی گئی ہے۔" یہ جملے جے سیکا نے تڑپ تڑپ کر اور بڑے الم انگیز انداز میں ادا کئے جیسے وہ اپنی مرضی کے خلاف یہ کہنے پر مجبور ہو۔

"نیلے ساگروں کے باسی تمہیں جل منڈل میں خوش آمدید کہتے ہیں سلطان جی!" مسند پر براجمان خوبصورت عورت کی رسیلی آواز جلترنگ کی طرح گنگنائی' "تم بڑے شبھ سمے پر جل منڈل میں آئے ہو۔ ان دنوں یہاں اگن ناگ کے پوتر کنڈ کی پوجا ہونے والی ہے۔ تم بھاگ کے اچھے ہو جوان اگن پوجا کے تہوار میں شریک ہو کر اپنی آتما کے دکھوں سے چھٹکارا پا جاؤ گے۔" یہ سن کر میرا دل دہل اٹھا۔ وہ خوبرو ملکہ مجھے زندگی کے بوجھ سے نجات پا جانے کی نوید دے رہی تھی' اپنی موت کا یہ اعلان سن کر میں کانپ اٹھا۔ لیکن وہ کہتی رہی۔ "آؤ سلطان جی۔ یہاں میرے برابر میں آ جاؤ" تم بھاگ کے سچے ہو کہ جل کماری خود تمہیں اپنے راج سنگھاسن پر بلا رہی ہے" آؤ' آ جاؤ۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور میں اس شیریں سخن حسینہ کے سحر میں الجھا کھوئے کھوئے انداز میں اس کی طرف چل دیا۔ جے سیکا میرے برابر میں چل رہی تھی۔

میں اس وسیع دربار میں موجود لوگوں کے ہجوم میں سے گزرتا جب اس مسند نشین دوشیزہ کے قریب پہنچا تو میرے قدموں میں آگے بڑھنے کی تاب نہ رہی۔ اس حسن اس قدر پرجلال اور پرتمکین تھا کہ مجھے آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ اس دراز قامت اور متناسب بدن کی رنگت نے خد و خال کے نوکیلے ابھاروں سے مل قیامت کا سماں باندھا ہوا تھا کھلی ہوئی سیاہ اور ریشمی زلفیں سینہ کے ابھاروں پر ز سانپوں کی طرح بل کھا کھا کر مچل رہی تھیں۔ بیکراں گہرائی لئے نیلی آنکھوں اور پتلے ہونٹوں کے آتشی خمار سے جنم جنم کی وہ پیاس جھلک رہی تھی جس کی تسکین خاطر ایک کمزور و ناتواں عورت پہاڑوں سے ٹکرا سکتی ہے' اس کے ابھرے ابھر

گلابی رخساروں پر جذبات کی تمازت یوں دہک رہی تھی جیسے وہ شعلوں کے کسی الاؤ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہو۔

"آ جاؤ۔ چلے آؤ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر پروقار آواز میں مجھے مخاطب کیا اور میرے قدم خود بخود اس کی جانب اٹھنے لگے۔ اوپر پہنچ کر میں مسند پر جل کماری سے دور سکڑے سمٹے انداز میں بیٹھ گیا، مگر میری نگاہیں حیرت اور شوق کے ساتھ اس پری پیکر کے چہرے پر ہی جمی رہیں۔ اس وقت میری کیفیت کسی ایسے بوریہ نشین کی سی تھی جسے خاک پر سے اٹھا کر، توقعات کے بالکل خلاف قیمتی مسند پر بٹھا دیا جائے۔

"یوں دور نہ بیٹھو!" جل کماری بڑی محبت کے ساتھ میرے قریب کھسک آئی اور اپنا ننگا بازو میری کمر میں ڈال دیا۔ میں نے بے چینی کے ساتھ دربار پر نظریں ڈالیں تو چونک پڑا۔ مردوں اور عورتوں سے لمحہ بھر قبل بھرا ہوا وہ وسیع و عریض دربار اب بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں صرف میں تھا اور جل کماری، تیسری ہستی جے سیکا کی تھی جس کے بارے میں مجھے علم نہ تھا کہ جل کماری کو اس کی موجودگی کا علم ہے یا نہیں۔

"جل منڈل پر میری آگیا چلتی ہے سلطان جی..... میرے ایک اشارے پر میرے سیوک اپنی جانیں دے ڈالتے ہیں پر میں تمہاری داسی ہوں۔ تمہاری صورت نے میرے من میں ہل چل سی مچا دی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے میری آشاؤں کو ہمیشہ سے تمہارے مضبوط شانوں کی تلاش رہی ہے، تم مجھے وچن دو کہ اب مجھے چھوڑ کر کہیں اور دل نہ لگاؤ گے۔"

یہ کہتے ہوئے جل کماری میرے بازوؤں میں آ گری اور اپنا سر میرے سینے سے لگا لیا۔ اس کا خمار سے دہکتا ہوا بدن میرے وجود میں دبے ہوئے لاوے کو بھڑکانے لگا، اس کے ہونٹوں سے ایسی دبی دبی سی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے وہ سردی کھا گئی ہو۔

اس کی سپردگی اور بے قراری دیکھ کر مجھ میں سویا ہوا رنگین مزاج سلطان خاں جاگ اٹھا، میرا خوف حوصلے میں اور جھجک پیش قدمی میں بدل گئی، میں نے پوری قوت سے اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔

چند ہی لمحوں میں میری آشفتہ سری اتنی بڑھ گئی کہ جل کماری میرے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ گئی۔ میں نے ضبط کی آخری دیوار کو بھی پھاند لینا چاہا لیکن وہ سٹپٹا

گئی۔ اس کے راج بھون میں کئی خلوت کدے بھی تھے جہاں وہ مجھے عشرت اور سرمستی کے نئے راز سکھانا چاہتی تھی۔ میں اس وقت اپنے جسم میں دہکتی ہوئی آگ میں جل رہا تھا، میں نے وحشیوں کی طرح اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا اور اسے لے کر اس کی بتائی ہوئی سمت میں چل پڑا۔

"تم..... تم واقعی مرد ہو سلطان جی۔ میں دیوتاؤں کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ تم چاہو تو ناریوں کو اپنا بدن نوچ لینے پر مجبور کر سکتے ہو۔" وہ ہولے ہولے بولتی رہی اور میں اسے لے راج بھون کی خواب ناک راہداریوں سے گزرتا جل کماری کے خلوت کدے کی طرف بڑھتا رہا۔

جے سیکا اس تمام عرصے میں میرے ساتھ ہی لگی رہی۔ جل کماری کی کسی بات سے یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ وہ اپنے قریب میرے علاوہ کسی اور کے وجود سے باخبر ہے۔ اور میں نے تو جب تک اپنے وجود پر چھائے ہوئے طوفان سے چھٹکارا نہیں پا لیا، مجھے جے سیکا کا بالکل خیال نہ آیا۔ جل کماری جیسی خوبصورت اور پرادا دوشیزہ کی قربت مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دینے کے لئے کافی تھی۔

جب میں نے تھکن سے چور ہو کر کروٹ بدلی تو جل کماری کی نیم تاریک خواب گاہ کے ایک گوشے میں جے سیکا کھڑی نظر آئی۔ لٹی لٹی اور غم و غصے سے نڈھال! اس کی آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں اور ان میں بے بسی کے دو آنسو لرز رہے تھے۔ اس کی حالت کسی ایسی لڑکی کی طرح تھی جس کا سہاگ پہلی ہی رات چھن گیا ہو۔

"تمہیں اب تو پریم کی مٹھاس مل گئی نا!" جے سیکا نے بھرائی ہوئی طنزیہ آواز میں کہا۔ "یہ کلنکنی تمہیں چھین کر کبھی سکھی نہ رہ سکے گی۔"

میں چونک پڑا۔ مڑ کر جل کماری کی طرف دیکھا لیکن وہ بدستور نڈھال سی پڑی تھی۔ مجھے یاد آ گیا کہ ناگ رانی نے جے سیکا کے بارے میں بتایا تھا کہ اسے میرے سوا نہ کوئی دیکھ سکے گا اور نہ اس کی اور میری بات چیت سن سکے گا..... اس وقت کے تجربے سے صاف ظاہر تھا کہ جل کماری بھی اپنی تمام تر پراسرار قوتوں کے باوجود جے سیکا کی موجودگی کو دریافت نہیں کر سکی تھی۔

"تم پاگل ہو جے سیکا!" میں نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

"میرا پریم لٹ رہا ہے اور میں ہی پاگل ہوں۔ تم مرد ہو نا' ہرجائی پن سے چو
لگاتے ہو اور پھر پاگل پن کا طعنہ دیتے ہو۔" اس بار اس کی آواز روہانسی تھی۔

میں نے احتیاطاً ایک بار پھر جل کماری کی طرف دیکھا لیکن وہ آنکھیں موند
گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔ بالکل بے خبری اور خود فراموشی کے عا
میں۔

"ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے فوری خیال کے تحت جے سیکا سے پوچھا۔

"اسی سے پوچھو۔"

"تم بتاؤ۔" میں نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

جے سیکا کی آنکھیں دہکنے لگیں' اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نظر آ
لیکن وہ بولی تو آواز غیر فطری طور پر پرسکون تھی' میں بتا دوں گی۔۔۔۔ تمہاری سیو
ہوں' داسی ہوں! پر پہلے تم اپنی جل کماری کی کہانی بھی سن لو۔ یہ میں برے دل سے
نہیں کہہ رہی ہوں۔"

جے سیکا کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ میں خاموش ہو گیا اور جل کمار
کی طرف کروٹ بدل کر اس کے عریاں شانے کو آہستہ سے ہلایا۔

وہ انگڑائی لے کر مجھ سے ہم آغوش ہو گئی۔

"ناگ رانی کہاں ہے جل کماری؟" میں نے اسے اپنے سے الگ کرتے ہو
پوچھا۔

"کیا وہ یاد آ رہی ہے؟" اس نے غنودہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"وہ میرے ساتھ ہی جل منڈل آئی تھی۔" میں نے لہجے میں ہلکی سی تشویش پی
کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا بوجھ تم پر نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ناگ بھون سے دھتکاری جا چکی تھی او
ناسمجھی کے پھیر میں پڑ کر شیو ناگ اور راجہ کا بیر مول لے بیٹھی' وہ ہمارے بھی دشمن
ہیں اور ناگ رانی جل منڈل آ کر ان کے انتقام سے بچ چکی تھی لیکن اسے دس مرد
کا مزا پڑا ہوا تھا۔ وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر جل منڈل سے باہر گئی تاکہ اپنے کسی پرا
پریمی کی بانہوں میں مزے اڑا سکے لیکن شیو ناگ نے اسے راستے ہی میں پکڑ لیا۔ اب

دھرتی کی کوئی طاقت اسے ناگ بھون سے نہیں نکال سکتی۔"

"اوہ۔۔۔!" میں ایک گہرا سانس لے کر رہ گیا۔ میری سمجھ میں آ گیا کہ جے سیکا کیوں یہ قصہ خود نہیں سنا رہی تھی۔ اگر ناگ رانی یا کوشیلا کی بے وفائی کی کہانی میں اس کی زبانی سنتا تو شاید اسے رقابت اور احسان فراموشی ہی سمجھتا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے شبہ تک نہ تھا کہ ناگ رانی اس قدر سیماب صفت ثابت ہو گی۔

"اسے بھول جاؤ سلطان جی۔ دیکھو میرا انگ انگ تمہارے پریم میں رچا ہوا ہے' میں تمہیں اس سے زیادہ خوش اور سکھی رکھوں گی۔" جل کماری یہ کہہ کر میری بانہوں میں آ گئی۔ حرارت سے دہکتے جسموں کے اتصال میں ڈوب کر میں ناگ رانی کی بے وفائی کو بھول جانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

جل کماری کے راج بھون میں وقت کا کوئی پیمانہ نہیں تھا۔ دن اور رات کا ازلی تصور سمندر کی ان گہرائیوں میں مفقود ہو چکا تھا۔ بس یہ احساس تھا کہ وقت گزر رہا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے واضح کر چکا ہوں' مجھے ناگ رانی سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود اس کی بے وفائی پر مجھے ایک بے نام سی خلش ستا رہی تھی' جے سیکا نے کئی بار مجھ سے بات کرنی چاہی لیکن میں دانستہ اسے نظرانداز کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے ناگ رانی کے دیئے ہوئے زخم کی یاد دلائے گی اودھر ناگ رانی کے غیر متوقع فریب اور شیو ناگ کی خون آشام دشمنی کے باعث مجھے جل منڈل سے نکلنا ناممکن نظر آ رہا تھا جس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ میری محبوب اور وفاکیش بیوی۔۔۔۔۔۔ ستارہ میرے لئے ایک بھولا بسرا خواب بن کر رہ گئی تھی۔ میرے دل پر ستارہ سے محرومی کا یہ گھاؤ اتنا کاری تھا کہ میں ہر وقت سائے کی طرح جل کماری کے ساتھ رہنے لگا' میں اس کے گہرے شباب کے نشے میں ڈوب کر حقیقتوں کے زہر کی تلخیاں بھول جانا چاہتا تھا۔ جل منڈل کی اس نئی دنیا میں ماضی کی خلش آمیز حقیقتوں کی بس ایک یاد رہ گئی تھی۔ اور وہ تھی جے سیکا' جسے میں حتی الامکان نظرانداز کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

کچھ عرصہ یونہی گزر گیا۔ جل کماری اتنی پرکار عورت تھی کہ اس کی ہر وقت کی قربت کے باوجود میں تشنہ سا رہتا تھا' کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی جانب سے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اکتاہٹ محسوس نہ ہوئی اودھر میں دیکھ رہا تھا کہ جے سیکا غیظ و غضب میں بھری رہتی ہے' اس کی آنکھوں میں نفرت اور انتقام کی چنگاریاں چمکتی نظر آتی تھیں لیکن میری سرد مہری کے سبب اسے زبان کھولنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔

وقت یونہی گزرتا رہا اور آخر ایک مرتبہ جے سیکا کو تنہائی میں مجھ سے دو ٹوک بات کرنے کا موقع مل ہی گیا۔ اس وقت جل کماری اپنے ہم نسلوں کے ہمراہ کھلے سمندر کی جانب گئی ہوئی تھی۔

"تمہیں جل کماری کی سنائی ہوئی کتھا پر وشواس ہو گیا؟" اس نے بڑے عجیب سے لہجے میں مجھ سے پوچھا تھا۔

"کیا تم کوئی نئی کہانی سناؤ گی؟" میں نے چونک کر سوال کیا۔

"سچ ہے کہ عورت کا وار بڑا بھرپور ہوتا ہے۔" جے سیکا جھجکتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "اس میں تمہارا کوئی دوش نہیں ہے۔ پر تم سے اتنی شکایت ہے کہ اس کا جھوٹ سننے کے بعد تم نے میری طرف دھیان دینا ہی چھوڑ دیا۔۔۔۔ میں خود بھی جل کماری کو نیچا دکھا سکتی ہوں' مجھ میں اتنی شکتی اب بھی ہے' پر تمہاری داسی ہو جانے کے کارن اب میں اپنی اچھا سے کوئی کام نہیں کر سکتی۔ اس کی کتنی شکتی ہے' یہ تو تم اس بات سے جان گئے ہو گے کہ اتنے دن بیت جانے پر بھی وہ یہ پتہ نہ کر سکی کہ اس کے راج بھون میں کوئی اور موجود ہے۔ تم ابھی مجھے آگیا دو تو میں تمہیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھا دوں گی۔"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ تم کیا کہہ رہی ہو!" میں نے الجھن آمیز لہجے میں احتجاج کیا۔

"میں ابھی پوری بات کھل کر بتائے دیتی ہوں۔ پر تم کو ابھی فیصلہ کرنا ہو گا۔ جل کماری چوری چوری ناگ رانی کا مول چکانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہی ہے' آج بھی وہ کالی بھوی کے جزیرے پر شیو ناگ سے بات کرنے گئی ہے۔" جے سیکا پرجوش لہجے میں بولی۔

"کہو کہو۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" میں نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔ جے سیکا کی ان باتوں نے مجھے غیر یقینی اندیشوں میں ڈال دیا تھا۔

"پہلے میری ایک بات کا جواب دو۔" جے سیکا اپنی بات شروع کرتے کرتے سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا؟" میں نے اثبات میں دریافت کیا۔

"منش کی ہر بات کا کوئی نہ کوئی کار... ہے میں... کہا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
5-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ سارا چکر ناگ رانی' جل کماری اور شیو ناگ کا ہے اور میں اس میں صرف تمہاری خاطر پڑ رہی ہوں۔ تم خود بھگت چکے ہو کہ شیو ناگ کتنا مکار اور خطرناک بیری ہے۔"

وہ خاموش ہو گئی اور میں الجھن میں پڑ گیا۔ آخر وہ کس لئے اپنا یہ احسان جتا رہی تھی۔

"سلطان جی۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے تم سے پریم سا ہو گیا ہے۔" وہ چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد بولی۔ "میں جل کماری کا سارا کھیل بگاڑ دوں گی پر تم کو یہ وچن دینا ہو گا کہ ناگ رانی کے زندہ بچ نکلنے کے بعد بھی مجھ سے منہ نہ موڑو گے۔"

یہ بات بڑی عجیب سی تھی۔ میں نے نپے تلے لہجے میں کہا۔ "غور سے سن لو جے سیکا کہ ناگ رانی سے مجھے دلی لگاؤ نہیں ہے' اس لئے تم سے منہ موڑنے یا نہ موڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس ناگ رانی سے مجھے اس لئے دلچسپی ہے کہ اس کی مدد کے بغیر میں ناگ بھون سے اپنی معصوم بیوی ستارہ کو واپس نہ لا سکوں گا۔"

"بس میرا اتنا ہی مطلب تھا۔" وہ بولی۔ "اور اب سنو جل کماری کے کرتوت۔ تمہیں یاد ہے جب جل منڈل میں پہنچنے کے بعد ایک جل ناگ تمہاری ناگ رانی کو شیلی کی ننگی ٹانگوں پر چڑھ رہا تھا تو ناگ رانی نے بتایا تھا کہ وہ جل کماری کا اکلوتا لڑکا ہے اور اسے ابھی انسانوں کا روپ بدلنے کی شکتی نہیں ملی ہے۔"

"ہاں یاد ہے۔"

"جل کماری اور اس کا وہ اکلوتا بیٹا دونوں نرگ کے کیڑے ہیں۔ اپنی گندی اشلاؤں کی خاطر وہ دوسروں کے من کو کچل ڈالتے ہیں' جل کماری کا لڑکا بڑا موذی چیز...

سانپ ہے اور برسوں سے ناگ رانی پر مرتا ہے پر اسے روپ بدلنے کی شکتی ملنے میں تھوڑے دن باقی ہیں' ادھر جل کماری نے تمہیں اپنے سپنوں کا دیوتا چن لیا ہے۔ ناگ رانی جل منڈل سے کہیں نہیں گئی' یہ سب جل کماری کے من کا کھوٹ ہے جو سامنے آ رہا ہے اس نے ایک تیر سے دو شکار کئے ہیں۔ ناگ رانی کو تم سے الگ کر کے اپنے لڑکے کی قید میں دے دیا ہے اس طرح وہ پنیا سانپ بڑا خوش ہے اور ناگ رانی کے غائب ہونے سے جل کماری کے لئے بھی راستہ صاف ہو گیا۔ پر اب اسے یہ ڈر ہے کہ ایک نہ ایک دن تمہیں جل منڈل میں ناگ رانی کی قید کا حال معلوم ہو ہی جائے گا اس لئے وہ شیو ناگ سے بات پکی کر کے ناگ رانی کو ناگ بھون والوں کے حوالے کر دینے کی تیاری کر رہی ہے اگر اس نے ناگ رانی کو شیو ناگ کے حوالے کر دیا تو ناگ بھون اور جل منڈل والوں کی سینکڑوں برس کی پرانی دشمنی بھی ختم ہو جائے گی اور جل کماری تم پر قابو پا لے گی۔"

جل کماری کے ناپاک منصوبے کی تفصیل سن کر میرا خون کھول اٹھا اور میں نے غصیلی آواز میں جے سیکا سے پوچھا۔ "آخر تمہاری کالی دھرتیوں میں پریم اور سازشوں کے علاوہ بھی کچھ ہے۔"

"نادان نہ بنو۔" جے سیکا دھیمے سے ہنسی۔ "دیوتاؤں نے منش کو عقل دی ہے ہم حیوان بس بھوک کے غلام ہیں پیٹ کی آگ بجھانے کے علاوہ ہمارے لئے صرف دوسری بھوک رہ جاتی ہے ہم اس کے سوا کچھ نہیں سوچ سکتے.... یہاں بھی ہر طرف یہی کھیل ہوتا ہے۔"

"جل کماری کو میں اس جھوٹ کی سزا دوں گا چاہے زندگی بھر جل منڈل ہی میں قید رہنا پڑے۔" میں نے غصے سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

"اس طرح تم بہت سی جانوں کا خون اپنے سر لے لو گے۔" وہ پرخیال آواز میں بولی۔ "تم مارے جاؤ گے' تمہاری پتنی ناگ بھون سے اپنی آبرو بچا کر زندہ نہ لوٹ سکے گی' ناگ رانی کا خون ہو گا اور بھی نہ جانے کتنے اس پھیر میں آ کر مارے جائیں گے۔"

"تم مجھے ڈرا رہی ہو؟" میں نے تیز نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ڈرا نہیں رہی ہوں۔ بس یہ چاہتی ہوں کہ مجھے اپنی سی کر گزرنے کی آگیا

دو' دیوتاؤں کی سہانتا میرے ساتھ ہے' میں جل کماری کو نیچا دکھا کر تمہیں اور ناگ رانی کو یہاں سے نکال لوں گی۔ اس سے آگے ناگ رانی اپنی شکتی کے سہارے تمہیں جل منڈل سے نکال لے جائے گی۔"

"ناگ رانی کہاں قید ہے؟"

"ابھی کچھ پتہ نہیں۔ تم آگیا دو تو میں روپ بدل کر جل منڈل کا چکر لگاتی ہوں۔ شاید وہ پنیا سانپ بھی شیو ناگ سے اپنی ماں کے جوڑ توڑ کا پتہ چلنے کے بعد میرے ساتھ مل جائے وہ اپنی ماتا سے کم کمینہ نہیں ہے۔ اپنا کام سیدھا ہونے کے بعد ہم اسے بھی ٹھکانے لگا دیں گے۔"

"جاؤ۔ تمہیں کھلی چھوٹ ہے۔ لیکن جلد واپس لوٹنا۔" میں نے قدرے تذبذب کے بعد اس سے کہا اور وہ ٹہلتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

میں نے اپنے گلے میں پڑے ناگ رانی کے منکے کو چھو کر دیکھا اور اس کی موجودگی سے قدرے تسلی پانے کے بعد جے سیکا کے بارے میں سوچنے لگا۔

یہ خوبصورت لڑکی کون تھی۔ مجھے ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ اگر وہ انسانی روپ میں کوئی ناگن ہی تھی تو بلاشبہ بہت ہوشیار اور چالاک تھی اس کے برعکس اگر وہ انسان تھی تو آخر ناگ رانی اور اس کے موذی ہم نسلوں سے اس کا کیا تعلق تھا' وہ اس چکر میں کیسے آ پھنسی تھی مجھے خیال آیا کہ اس نے جانے سے قبل روپ بدلنے کا بھی ذکر کیا تھا' اس بات سے مجھے قدرے شبہ تھا کہ وہ ناگن ہی ہے اور محض میرا ساتھ دینے کے لئے جے سیکا کا انسانی روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔

کافی دیر تک میں اسی ادھیڑ بن میں مبتلا رہا۔ میری سوچ بچار کا تانا بانا اس وقت بکھرا جب خوبصورت جل کماری بڑے شوخ اور ہوش ربائی کے انداز میں وہاں پہنچی۔ اس کا گورا گورا کساؤ دار بدن لباس کی ہر پابندی سے آزاد تھا اور اس کے ہونٹوں پر رس بھری مسکراہٹ مچل رہی تھی' آنکھوں میں خمار کی سرخی چھلک رہی تھی اور چال میں مستانہ سی لاپرواہی نمایاں تھی۔

اس تمام ترغیب اور تحریص کے باوجود میں اس کی جانب سے اپنے دل میں ابھرنے والے نفرت کے جذبے پر قابو نہ پا سکا اور زبان غیر ارادی طور پر چل پڑی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"آج کوئی بڑا معرکہ سر کر کے آ رہی ہو جل کماری؟" میرے لہجے میں طنز بہت نمایاں تھا۔

میری گفتگو کا انداز محسوس کر کے وہ لمحہ بھر کے لئے چونکی پھر اپنی آوارہ زلفوں کو مسلتے ہوئے بولی۔ "کھلے سمندروں میں بڑے دن بعد گئی تھی' پورے سے تمہارا دھیان لگا رہا۔"

"میرے بھاگ جانے کا ڈر تو نہیں تھا۔" میرے لہجے میں بغاوت کی بو اس بار بھی واضح تھی۔

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔" وہ مجھ سے لگتے ہوئے بیٹھ کر بولی۔ "دیکھو آج میرا جوبن کیسے نکھار پر ہے' میرا انگ انگ پیاسا ہے اور تم جلے کٹے بول سنا رہے ہو۔"

"شیو ناگ تو کہیں نظر نہیں آیا تھا۔" نہ چاہتے ہوئے بھی یہ فقرہ میری زبان سے نکل ہی گیا۔ دراصل میرے دل و دماغ میں جل کماری کی طرف سے اس وقت اتنی کدورت جاگزین تھی کہ میں بناوٹ سے کام نہ لے سکا۔

شیو ناگ کا نام سنتے ہی اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا اور وہ مجھے یوں گھورنے لگی جیسے میرے چہرے سے میرے جملے کی اصلیت اور تحریک کا اندازہ لگانا چاہتی ہو۔

"شیو ناگ کیسے یاد آ گیا تمہیں؟" آخر اس نے ٹھہری ہوئی او سنجیدہ آواز میں پوچھا۔

"مجھے تو وہ ہر وقت یاد رہتا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ 'یہیں' آس پاس موجود ہو۔" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

میرے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی جل کماری کسی نامانوس زبان میں زور سے چیخی۔ اس کی آواز کی گونج سے میرا دل دہل اٹھا۔ ابھی میں اپنے اعصاب پر پوری طرح قابو بھی نہ پا سکا تھا کہ سامنے والے دروازے سے شیو ناگ فاتحانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

میری نگاہوں کے سامنے تاریکی پھیلنے لگی۔ اندھے شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے باریک باریک' زندہ سانپ بڑی بے قراری سے لہرا لہرا کر میری جانب نگراں تھے' ان کی بے قرار زبانیں میرے بدن کو چاٹ لینے کے لئے بیتاب نظر آ رہی تھیں۔ ان میں سے

بہت سے سانپ ابھی تک زخمی اور نیم مردہ تھے جو مجھے سون مندر کے ویرانے میں شیو ناگ کی عبرت ناک شکست کی یاد دلا رہے تھے۔ شیو ناگ کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ مچل رہی تھی۔ وہ مجھ سے چند قدم دور ہی رک گیا۔

"تجھے کس نے بتایا کہ شیو ناگ یہاں موجود ہے؟" جل کماری غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں مجھ سے مخاطب ہوئی۔

"میری شکتی نے۔" میں نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ ویسے میں دل ہی دل میں سخت ہراساں اور خوف زدہ تھا۔ روا روی میں کہی ہوئی' میری ایک بات اس قدر غلط موقع پر بیچ نکل آئی تھی کہ میرے لئے اب مقابلے پر آ جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

میں گہرے سمندروں کے نیچے ایک پرہول دنیا میں قید تھا جہاں سے نکلنا میرے بس سے باہر تھا۔ میرے رو برو ایک خوفناک دشمن کھڑا ہوا تھا جسے اب اپنی پچھلی شکست کے داغ دھونے کا سنہرا موقع ہاتھ آیا ہوا تھا اور اسی کے پہلو بہ پہلو ایک خوبصورت ناگ زادی تھی جو میری خوبروئی میری طاقت اور میرے بدن کی بھوکی تھی۔ اس کا ننگا بدن اس وقت غصے سے بید کی طرح کانپ رہا تھا۔

"تیری شکتی!" جل کماری نے دانت پیس کر کہا۔ "اگر تو شکتی والا ہی ہے تو لے سنبھل۔ اگن ناگ کی سوگند' میں تیری شکتی کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے پریم کی بھی پروا نہیں کروں گی۔"

اندھے شیو ناگ کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آنکھیں نہ ہونے کے باوجود وہ پوری دلچسپی کے ساتھ میرا اور جل کماری کا ٹکراؤ دیکھ رہا ہو۔

جل کماری نے سخت غصے کے عالم میں اپنے سر سے ایک بال نوچ کر میری طرف اچھالا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بال ایک چمکیلی اور دھار دار تلوار میں بدل گیا اور نوک کی سمت سے میری پسلیوں کی جانب بڑھا۔ ایکا ایکی دہشت سے میری چیخ نکل گئی اور میں نے غیر ارادی طور پر' اپنے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی میں بھینچ لیا!

وہ مہین اور خونی تلوار فضا میں اڑتی میری جانب آئی' مجھے اپنی ہلاکت کا پورا یقین ہو چلا تھا لیکن بالکل غیر متوقع طور پر میری پسلیوں سے ایک بالشت کے فاصلے پر وہ تلوار کسی کاغذ کے ٹکڑے کی مانند جل اٹھی اور پگھل کر میرے قدموں میں آ گری۔

شیو ناگ نے اپنے پرہیبت سر کو یوں جنبش دی جیسے وہ تلوار کے جلنے کا راز سمجھ گیا ہو لیکن زبان سے کچھ نہ بولا۔

جل کماری اپنے وار کو خالی جاتا دیکھ کر نیم پاگل سی ہو گئی۔ "جل منڈل میں جل کماری کے منہ آنے والا نشٹ ہو جاتا ہے مورکھ۔ اس بار تو ہرگز نہ بچ سکے گا۔" یہ کہہ کر اس نے فضا میں دونوں ہاتھوں کو پوری قوت سے گردش دی۔ اس بار میرے عقب میں کسی بھوکے گھڑیال کی خونخوار گڑگڑاہٹ گونجی۔ میں ہڑبڑا کر پلٹا تو واقعی ایک دیو قامت گھڑیال میری جانب کھسک رہا تھا۔ اس کی جسامت سے یہ لگ رہا تھا کہ وہ ایک ہی سانس میں مجھے نگل جائے گا۔

وہ میری جانب بڑھتا رہا اور میں خوفزدہ حالت میں پیچھے کھسکتا رہا۔ اس بار میری بدحواسی بہت کم تھی اور مجھے اس گھڑیال کی کامیابی کا پورا یقین نہیں تھا۔

سرکتے سرکتے میرا بدن دیوار سے جا لگا اور میں بے بسی کے عالم میں خدا کو یاد کرنے لگا۔ ناگ رانی کے منکے کی تاثیر کا ایک مظاہرہ دیکھ لینے کے باوجود میری حالت دگرگوں تھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس بار کیا ہونے والا ہے۔ وہ گھڑیال مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔ جل کماری زور سے چلائی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ میں نے غور سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ اس گھڑیال کی جسامت آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے۔

جل کماری پھٹی پھٹی نظروں سے اس سکڑتے ہوئے گھڑیال کو دیکھتی رہی پھر جھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تو یہاں سے نہ نکل سکے گا میرے ذرا سے اشارے پر ساگر کا پھنکارتا ہوا طوفانی پانی جل منڈل کی اس خشک گپھا میں بھی بھر آئے گا اور تو کتے کی طرح گھٹ کر رہ جائے گا۔ میں دیکھتی ہوں کہ تیری شکتی اس وقت تجھے کیسے بچائے گی۔"

اس وقت تک گھڑیال سکڑتے سکڑتے نظروں سے بالکل معدوم ہو چکا تھا اور جل

کماری اگلا قدم اٹھانے ہی والی تھی کہ یک بیک شیو ناگ بول پڑا۔

"اس کے پاس ناگ رانی کا منکا ہے' یہ حرامزادہ آسانی سے قابو میں نہیں
گا۔ اگر تم مجھے ہاتھ دکھانے کی چھوٹ دو تو شاید میں اس کا کوئی اپائے کر سکوں۔"

"کچل دو۔ شیو ناگ جی اس کا چہرہ بالکل کچل دو' اب مجھے کوئی غم نہ ہو گا۔"
کماری مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

"تجھ پر شکتی تو کام نہیں کرے گی' پر میرے بدن میں اتنا زور ہے کہ تجھے
کر سکتا ہوں۔" اندھا شیو ناگ بازو پھیلا کر میری جانب بڑھنے لگا۔

پہلے بھی میں ایک مرتبہ اس سے زور آزما ہو کر اس کی بے پناہ جسمانی طاقت کا
اندازہ لگا چکا تھا۔ اس وقت تو میں ناگ رانی کی بروقت مداخلت سے بال بال بچ
لیکن اس بار مجھے اپنی بے بسی کا اندازہ کر کے وحشت سی ہونے لگی تھی۔

"تیری داسی جے سیکا کہاں غائب ہے؟" شیو ناگ نے میری طرف آتے
مجھے باتوں میں الجھا کر غافل کرنا چاہا۔

"تیری موت کی تلاش میں!" میں نے اس کے قدموں کی حرکت پر نگاہیں
ہوئے کہا۔

وہ زور سے ہنسا اور دونوں ہاتھ فضا میں اچھال کر میری سمت میں لپکا۔ میں ا
مضبوط کئے اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور جیسے ہی شیو ناگ میرے قریب پہنچا میں پھرتی
زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں میرے بدن میں الجھیں اور وہ مجھ پر سے ہوتا ہ
کے بل نیچے گرا۔

اس کے حلق سے ابلنے والی کریہہ آوازوں کی کوئی پروا کئے بغیر میں تیزی
اٹھا اور اسے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر اس پر سوار ہو گیا۔

میرا سب سے پہلا نشانہ وہ باریک باریک سانپ بنے جو شیو ناگ کے سر پر
رہے تھے۔ میں جانتا تھا کہ ناگ رانی کا منکا ہونے کی باعث سانپوں کا زہر مجھ
نہیں کر سکے گا' اس لئے میں نے شیو ناگ پر مسلط ہو کر اپنے بڑھے ہوئے ناخنو
ان سانپوں کو نوچنا اور بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔

تکلیف سے شیو ناگ بری طرح بلبلا اٹھا' اس کے سر پر اگے ہوئے سانپ

وحشیانہ نوچ کھسوٹ سے بوکھلا کر خوف زدہ آوازوں میں پھنکارنے لگے۔

جل کماری غیض و غضب کے عالم میں ایک کونے میں کھڑی میری اور شیو ناگ کی خوفناک جدوجہد دیکھ رہی تھی۔ مجھے بھاری پڑتا دیکھ کر اس پر ہیجان سا چھانے لگا۔

چند ثانیوں تک شیو ناگ میرے حملوں سے سنبھلنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر اس پر نقاہت طاری ہونے لگی۔ اس کے سر کے بیشتر سانپ میرے ہاتھوں بری طرح زخمی ہو چکے تھے۔ شیو ناگ کو یوں بے بس ہوتا دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ میں نے پوری قوت سے ایک بھرپور گھونسہ شیو ناگ کے داہنے جبڑے پر رسید کیا اور میرا یہی وار میری پریشانی کا سبب بن گیا۔

میرا گھونسہ پڑتے ہی شیو ناگ کا جبڑا کسی نرم ربر کی طرح دھنسا اور میرا پورا گھونسہ اس کے جبڑے میں گھستا چلا گیا۔ میں نے بوکھلا کر ہاتھ واپس کھینچنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ شیو ناگ نے بڑی چالاکی سے اپنی شکتی کے سہارے میرا داہنا ہاتھ اپنے جبڑے میں دبا لیا تھا۔ میں نے ہاتھ نکالنے کے لئے زور لگانا چاہا تو شیو ناگ کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی اور میرے ہاتھ میں اس کے دانتوں کی چبھن ناقابل برداشت ہونے لگی۔

"شیو ناگ جی۔ اس کا ہاتھ چبا ڈالو۔ اسے اپاہج کر دو!" جل کماری زور سے چیخی۔

یک بیک میرے ہاتھ میں شیو ناگ کے تیز دانتوں کی چبھن اتنی تکلیف دہ ہو گئی کہ میرا سارا بدن ڈھیلا پڑ گیا۔ اس حالت سے فائدہ اٹھا کر شیو ناگ کسی چیتے کی سی مکاری کے ساتھ نیچے سے اٹھنے لگا۔ اپنے ہاتھ کو مزید تکلیف سے بچانے کے لئے میں بھی اس کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونے پر مجبور تھا۔

سیدھا ہونے کے بعد شیو ناگ نے پوری قوت سے میرے پیٹ میں داہنا گھٹنا رسید کیا اور میں بری طرح چیختا ہوا دہرا ہو گیا۔ شیو ناگ نے میرا ہاتھ اپنے جبڑے کی گرفت سے آزاد کر دیا۔ اور میرے گرتے ہی میری پشت پر ٹھوکر رسید کی۔ میں لڑھکتا ہوا جل کماری کے قدموں میں پہنچ گیا۔ اپنی تکلیف اور بے بسی کے احساس نے مجھے یک بیک پاگل کر دیا اور میں نے پوری قوت سے جل کماری کی دونوں ٹانگیں کھینچ لیں۔ اس کا ننگا بدن میرے اوپر آ گرا۔ وہ زور سے چیخی لیکن میں نے کسی بھی چیز کی

HAN BOOK
& LIBRARY
7, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

پروا کئے بغیر اسے اپنی وحشیانہ گرفت میں دبوچ لیا۔

جل کماری نے بلبلا کر میری گردن میں اپنے دانت گاڑ دیئے میں نے جھلا کر اس کے بدن کے نازک حصوں پر دو تین ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اس کا سارا بدن ڈھیلا پڑ گیا اور اس کا انگ انگ پسینوں میں ڈوب گیا۔

ابھی میں جل کماری سے نمٹنے بھی نہ پایا تھا کہ شیو ناگ مجھ پر دوبارہ آ پڑا۔ اس بار اس نے میری گردن دبوچی تھی۔ اس کے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ہاتھوں سے میں نے اندازہ قائم کیا کہ وہ میرے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا تلاش کر رہا ہے۔ بے اختیار میرا ہاتھ منکے کی جانب گیا لیکن یہ محسوس کر کے میرا دل دھک سے رہ گیا کہ میرے گلے سے منکا غائب تھا۔ ادھر شیو ناگ کے ہاتھ بڑی بے تابی سے منکا ٹٹول رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اس خون آشام ہڑبونگ میں منکا میرے گلے سے گر چکا ہے۔

اس سے قبل کہ شیو ناگ میرے گلے سے منکے کی گمشدگی کا اندازہ لگا پاتا میری نظر زمین پر پڑے ہوئے ناگ رانی کے منکے پر پڑی جس کی جانب جل کماری آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی۔ میں نے تڑپ کر شیو ناگ کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن وہ سوائی کسی جونک کی طرح میرے بدن سے لپٹا ہوا تھا۔

چند ثانیوں میں نہ جانے کیا ہوا کہ شیو ناگ نے بوکھلا کر مجھے چھوڑ دیا اور بے تحاشا وہاں سے ایک طرف بھاگ نکلا۔ میں نے سر اٹھایا تو ناگ رانی وہاں آ چکی تھی اور اس نے جل کماری کے پہنچنے سے قبل زمین سے اپنا منکا اٹھا لیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ شیو ناگ کو اپنی شکتی کے سہارے ناگ رانی کی آمد اور منکے پر قابض ہو جانے کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا ہے۔ ناگ رانی اپنے منکے کے ہاتھ آ جانے پر دوبارہ پرجلال نظر آنے لگی تھی۔

میں نے نیچے سے اٹھ کر گرد و پیش پر نظریں دوڑائیں تو حیران رہ گیا۔ ناگ رانی وشیلا کے روپ میں بڑے گھمبیر تیوروں کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی' اس کے برابر میں سبھ سیکا موجود تھی اور ان کے نزدیک جل کماری کا اکلوتا بیٹا زمین پر بے چینی سے بل کھا رہا تھا جل کماری میرے ہاتھوں درگت بننے کے بعد ابھی تک زمین پر پڑی ہوئی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھی۔ اس کی ہراساں نگاہیں اپنے بیٹے پر جمی ہوئی تھیں جس کے تیوروں سے بغاوت جھانک رہی تھی۔

"جل کماری!" ناگ رانی کی پرشوکت آواز ابھری۔ "تمہارے من کا پاپ اب تمہارے ہی لئے کٹھنائیاں پیدا کرے گا۔ تم نے سلطان جی کے ساتھ مزے اڑانے کے لئے شیو ناگ سے میرا سودا چکانے کی کوشش کی تھی' پر تمہارے لڑکے نے مجھے بچا لیا۔"

"مجھے اسی کا ڈر تھا' میں جانتی تھی کہ میرا لڑکا تمہارا پریمی ہے' میرا کھیل بگڑ ہے پر تم کو جلد ہی اس مکاری کا کشٹ اٹھانا ہو گا۔" جل کماری غصیلی اور بے آواز میں بولی۔

"کشٹ!" ناگ رانی طنز میں ڈوبی آواز میں زور سے ہنسی۔ "میرا منکا میرے پاس چکا ہے' میں ناگ بھون کی رانی ہوں اور اب میری شکتی لوٹ آنے کے بعد جل منڈل میں مجھے کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا' مجھے دیوتاؤں کی سہائتا مل چکی ہے' سمجھی۔"

"خوب سمجھ رہی ہوں۔" جل کماری زہریلی آواز میں بولی - "پر تو اپنے سلطان کو جل منڈل سے نہ نکال سکے گی' اگنی پوجا کے تہوار پر یہ کنڈلی بھینٹ چڑھے گی۔"

"کلنکنی' تیرے یہ سپنے کبھی پورے نہ ہوں گے۔" ناگ رانی بھی غصے بپھر گئی۔

"تو اس پر اترا رہی ہے۔" جل کماری حقارت سے فرش پر لہراتے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "یہ میری اولاد تو ہے' پر کوئی جل ناگ آگیا کے سامنے دم نہیں مار سکتا' اگر یہ میرے مقابلے پر آیا تو میں اسے بھی کچل رکھ دوں گی۔"

یہ جملے مکمل ہوتے ہی فرش پر پڑا ہوا جل ناگ تیزی سے مچلا اس کا کسی تھیلے جیسا بدن لوہے کی طرح سخت ہو گیا اور اس نے غضب ناک آواز میں پھنکار جل کماری پر حملہ کر دیا۔

"او مورکھ! کیوں نرگ کی آگ مول لیتا ہے۔" جل کماری زور سے چیخی۔

"دیکھ۔ تیرا ہی خون اب تیرے منہ آ رہا ہے' اب یہ اس وقت تک تیری میں بل مارے بیٹھا رہے گا جب تک میں سلطان جی کے ساتھ جل منڈل سے نکل کلی بھومی تک نہ پہنچ جاؤں۔" ناگ رانی زور سے قہقہہ مار کر بولی۔

اسی وقت جل کماری اپنی جگہ سے اچھلی اور دوبارہ زمین پر آتے ہی اپنے روپ میں آ گئی۔ اب میرے سامنے خوبصورت جل کماری کے بجائے ایک پھولی بدوضع کھال والا لمبا سا جل ناگ موجود تھا۔

غضب ناک پھنکاروں اور وحشیانہ بھاگ دوڑ کے ساتھ میرے سامنے ایک ٹکر آغاز ہو گیا۔ وہ دونوں جل ناگ' جن کے درمیان ماں اور اولاد کا رشتہ تھا بڑے اہتمام انداز میں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے۔

ایک مرتبہ چھوٹے جل ناگ نے کسی طرح جل کماری کی دم اپنے منہ میں د لی' وہ بری طرح تڑپی لیکن اس ناگہانی مصیبت سے نجات نہ پا سکی۔ اس نے پو طاقت سے اپنے بے ہنگم جسم کو فضا میں اچھالا اور اسی کے ساتھ راج بھون کے حسین کمرے کے در و دیوار سے بے شمار ننھے اور خوفناک جل ناگ ابل پڑے۔

میں دہشت زدہ ہو کر ناگ رانی کے قریب جا پہنچا لیکن وہ سارے جل نا سرسراتے ہوئے میرے قریب سے گزر کر چھوٹے جل ناگ سے لپٹ پڑے۔ ا ہر طرف اور وحشیانہ حملے سے چھوٹا جل ناگ بوکھلا گیا اور اس نے جل کماری کی اپنے منہ سے چھوڑ دی۔ جل کماری تو تیزی سے ایک طرف سرک گئی اور سار جل ناگوں نے اس کے اکلوتے لڑکے کے بدن کے ٹکڑے اڑا ڈالے اور ان ٹکڑوں سموچا نگل گئے۔ اس کریہہ اور خونی منظر نے میرے اعصاب کو ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے یہ دیکھا کہ وہ سارے جل ناگ اپنی جل کماری کے پانی کو نگلنے کے بعد پراسر طریقے پر وہاں سے غائب ہو گئے اور جل کماری ایک مرتبہ پھر انسانی روپ میں آ اس کے بعد میں تیورا کر فرش پر گر گیا۔

جب دوبارہ ہوش آیا تو مجھے اپنے بدن میں پتھروں کی چبھن محسوس ہوئی۔ می سارا بدن اس طرح دکھ رہا تھا جیسے بہت سے پہلوانوں نے مل کر میرے بدن پر جابجا برسائے ہوں۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک عجیب و غریب پہاڑی غار میں

پایا جس کی دیواریں بالکل سیدھی اور کھردری تھیں۔ یہ غار بہت تنگ اور ساخت کے اعتبار سے کسی کنویں سے مشابہ تھا' میرے چاروں طرف اس تنگ غار کی دیواریں تھیں اور اس کا دھندلایا ہوا دہانہ چالیس پینتالیس فٹ کی بلندی پر نظر آ رہا تھا۔

"ڈرو نہیں۔ میں تمہارے پاس ہوں۔" کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میں لمس محسوس کرتے ہی اچھل کر چیخ پڑا لیکن جب میری نگاہیں جے سیکا کے مسکراتے ہوئے چہرے پر پڑیں تو دم میں دم آیا۔

"کیا تم بھی یہاں قید ہو۔ میرے ساتھ؟" میں نے چند لمحوں کے توقف کے بعد اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں ناگ رانی کی فکشا پر یہاں آئی ہوں۔" وہ میرے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اور ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"وہ جل منڈل سے نکل کر دیوتاؤں کے سنسار گئی ہے۔" جے سیکا مسکرا کر بولی۔

"وہ گئی یہاں سے۔" میری آواز حلق ہی میں گھٹ گئی۔

"میں کلی بھومی تک اس کے ساتھ گئی تھی۔ منکے کے بنا ناگ رانی اپنی شکتی سے جل منڈل میں ہم نہیں لے سکتی تھی۔ کلی بھومی پہنچنے کے بعد ناگ رانی نے اپنا منکا مجھے دیکر یہاں بھیج دیا کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت تھی۔ ناگ رانی کو ڈر تھا کہ جل کماری کی قید میں تمہاری جان کے لالے نہ پڑ جائیں۔" یہ کہتے ہوئے جے سیکا نے اپنے گلے میں سے منکے والی ڈوری نکال کر میرے گلے میں ڈال دی۔ اس کے بدن سے لگتے ہی میرے وجود میں توانائی کی بجلیاں کوندنے لگیں' کچھ دیر قبل والا نقاہت اور بدن کی تکلیف کا سارا احساس یک بیک زائل ہو گیا۔ میں نے جے سیکا کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر چوم لیا۔

میرے چھوڑ دینے کے بعد بھی جے سیکا میرے سینے سے لگی رہی' میرے من میں تمہارے پریم کی آگ جل رہی ہے سلطان جی! مجھے اپنے پوتر شریر میں چھپا لو۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز جذبات کی شدت سے کانپ رہی تھی۔

مجھے یک بیک احساس ہوا کہ جے سیکا کے قرب کی مجھے بھی ضرورت ہے۔ اس

تنگ غار کی تاریک گہرائی گنگ انڈولا تھی۔ جے سیکا کا شباب کی مہک میں رچا ہوا میری آغوش میں تھا اور وہ سپردگی پر آمادہ و تیار تھی۔ میں نے آہستگی سے اس کے تپتے ہوئے رخساروں کی گرمی اپنے ہونٹوں میں جذب کر لی' غار میں پھیلی ہوئی سرسراہٹ اور گہری ہو گئی۔ جے سیکا کا حسین بدن دھیمے سے کسمسایا اور لباس کے پردوں کی اوٹ سے شباب و خمار کے تپتے ہوئے سینکڑوں سورج ایک دم طلوع ہو گئے' میں نے ایک بار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس توبہ شکن پیکر خمار کو دیکھا اور پھر اس کے بدن کے حسین پیچ و خم میں ڈوبتا چلا گیا۔

جل منڈل کی بھیانک اور خوف آور سرزمین پر اپنے طویل قیام کے دوران میں پہلی بار زندگی کی حرارتیں اور شباب کی عنایتیں مجھ پر مہربان ہوئی تھیں۔ میں بڑی دیر تک اس لذت آنگیز بھنور میں ڈوب کر ابھرتا رہا سون ہاٹ کے جنگلات میں گزاری ہوئی ایک مختصر سی رات کے بعد مجھے پہلی بار جے سیکا کو پوری طرح دریافت کرنے کا موقع ملا تھا۔

میں نے دیوار کے سہارے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ناگ رانی تمہارے پیچھے پگلی ہوئی جا رہی ہے' میں خوب سمجھ رہی ہوں کہ اس پر تمہارا کیا جادو کام کر رہا ہے۔" وہ کھنکتی ہوئی آواز میں ہنس کر بولی۔

"ہاں۔ ناگ رانی کہاں گئی ہے؟" مجھے یک بیک ادھوری بات کا خیال آ گیا۔

"ناگ راجہ تو تین پہر ناگ بھون سے باہر رہنے کے بعد واپس لوٹ گیا' شیو ناگ نے ناگ رانی منکے کے بغیر بھی ٹکر لے سکتی ہے' اسے اب تمہارے جیون کی فکر کھائے جا رہی ہے۔" جے سیکا اپنی ساڑھی پہنتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اگر اگنی ناگ نے جل منڈل میں اگنی پوجا کے تہوار پر تمہاری بھینٹ سویکار کر لی تو ناگ رانی تمہاری سوگ میں رو رو کر اندھی ہو جائے گی اور جیون بھر بیاکل رہے گی۔ وہ کلی بھومی سے دیوتاؤں کے سنسار گئی ہے جہاں وہ اروشی کی بنتی کرے گی کہ اگنی دیوتا تمہاری بھینٹ سویکار نہ کرے۔"

"یہ اروشی کون ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ شباب کی دیوی ہے اور ناگ رانی پر سدا سے مہربان ہے۔ اروشی دیوی ہی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اگنی دیوتا کو سمجھا سکتی ہے جو جل منڈل میں اگنی ناگ کے روپ میں درشن دیتا ہے۔"

یہ سن کر میں دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔ میری زندگی اور موت کا معاملہ اب بہت گمبھیر ہو چلا تھا اور میں اس خوفناک دوراہے پر اپنے مقدر سے بے خبر شباب کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اگنی دیوتا کون ہے؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"دیوتاؤں کو کون جانتا ہے سلطان جی!" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "پرکھوں سے سنتے آئے ہیں کہ اس کی بڑی شکتی ہوتی ہے۔ ناگوں کی ہرجاتی میں اگنی دیوتا کی پوجا کی جاتی ہے۔"

"کیا یہاں مجھے اگنی دیوتا کی مورتی کی بھینٹ چڑھایا جائے گا۔" میں نے بے بسی سے سوال کیا۔

"مورتی نہیں۔" وہ پرخیال لہجے میں بولی۔ "جل منڈل میں ایک بہت ہی پرانا اگنی کنڈ ہے جہاں سدا سے آگ جلتی آ رہی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کنڈ میں ایندھن کہاں سے آتا ہے۔ وہی کنڈ اگنی دیوتا کی پوجا پاٹھ کا ٹھکانا ہے اور ہزار برس گزرنے کے بعد جب اگنی پوجا کا تہوار آتا ہے تو درشن کے اشلوک پڑھنے کے بعد میلوں اوپر اٹھتی ہوئی اس آگ میں سے اگنی دیوتا اگنی ناگ کے روپ میں باہر نکلتا ہے اور کنڈ کے سرے پر اپنے چمکیلے بدن کی کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر تمہاری بھینٹ دی گئی تو تمہیں کنیر کی پتیوں سے بے سدھ کر کے اگنی ناگ کے سامنے ڈال دیا جائے گا اور وہ تمہیں ڈس کر تمہاری بھینٹ لے لے گا۔"

"کیا اگنی پوجا ہزار سال بعد ہوتی ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ہزار برس کا ہی پھیر پڑتا ہے۔ کنڈ میں جلتی ہوئی آگ کے شعلے جب لپک لپک اٹھ کر اگنی ناگ کا شبھ روپ دھارنے لگتے ہیں تو اس سمے سے تمیں پہر کے بعد اگنی پوجا شروع ہو جاتی ہے۔"

اپنی متوقع قربان گاہ کی یہ پراسرار اور ماورائی تفصیلات سن کر میرا حوصلہ پست پڑنے لگا۔ اپنی محبوب بیوی ستارہ کی بازیابی کے پھیر میں پڑ کر میں ایک ایسے شیطانی

خبیث گورکھ دھندے میں آ پھنسا تھا جہاں ہر وہم حقیقت کا زندہ روپ لئے موجود تھا۔ وہ باتیں سچائیوں کا پیکر بن کر سامنے آ رہی تھیں، جنہیں سوچ کر ہنسی آتی تھی۔ گو میں ابھی تک ناگ بھون نہیں پہنچا تھا لیکن جل منڈل کا راستہ اور یہاں کے روح فرسا حالات دیکھ کر ہی مجھے اس اجنبی دنیا کی تصویر سامنے نظر آنے لگی تھی۔

میں نے سوچا کہ اب میں زندگی کے ایک ایسے موڑ پر آ پہنچا ہوں جہاں میری تقدیر زمین پر رینگنے والے حقیر کیڑوں کی مرضی کی پابند ہو گئی ہے میرا ہر سانس ان موذیوں کی عنایات کا طفیل ہے تو میں کیوں نہ جل کماری سے اپنی گستاخیوں پر سمجھوتہ کر لوں۔ اگر میری زندگی بھیک میں مانگی ہوئی زندگی نے وفا کی تو جل منڈل سے نکل کر ایک بار پھر ستارہ کے لئے قسمت آزمائی کروں گا ورنہ اسی تحت الثریٰ میں بے نام و نشان مر جاؤں گا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ ناگ رانی کا منکا جل کماری کی شکتی سے تو میرا بچاؤ کر سکے گا لیکن دیوتاؤں کے سامنے ناگ رانی کی کوئی قوت میرا بچاؤ نہ کر سکے گی۔

"جے سیکا!" بہت سوچ بچار کے بعد میں نے اسے مخاطب کیا۔

"ہوں" وہ تھکی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں جل کماری سے ملنا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ میری آواز میں شکست خوردگی کا اضمحلال نمایاں تھا۔

"کیوں؟" جے سیکا کی تحیر آمیز آواز ابھری۔

"میری روح گناہوں سے آلودہ ہے' میرا دل کہتا ہے کہ اول تو اروشی دیوی ناگ رانی کی بات نہ مانے گی اور وہ مان بھی گئی تو اگنی دیوتا اس کی بات ہرگز نہ مانے گا۔ اس بھاگ دوڑ اور جاں گسل معرکہ آرائی سے میں اکتا چکا ہوں' میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔"

"تم جل کماری سے مل کر کیا کرو گے؟" جے سیکا کی آواز میں اب بھی حیرت اور تجسس کا امتزاج تھا۔ "وہ تمہاری آتما کا بوجھ ہلکا تو نہ کر سکے گی۔"

"تم مجھے اس سے ملا دو۔ میں اپنی زندگی کے لئے آخری کوشش کرنا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے میری آواز بے اختیار بھرا گئی۔

"جان ہلکان نہ کرو سلطان جی!" جے سیکا جلدی سے میری پاس آ گئی۔ "اروشی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیوی ناگ رانی کی بات مان جائے گی' ویسے تمہارے دھیرج کو میں جل کماری سے بھی ملوا دوں گی' وہ خود ہی تمہیں راج بھون میں بلوا لے گی۔"

"ستارہ کے بغیر میں تھک گیا ہوں' میں ہر بازی ہارتا جا رہا ہوں جے سیکا۔" میں نے اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا لیا اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

جے سیکا کے محبت بھرے رویے نے ذرا ڈھارس دلائی اور میں پرسکون ہوا تو اس نے مجھ سے کہا۔ "میں جل کماری کی مرضی کے بنا تمہیں اس کھائی سے باہر تو نہ لے جا سکوں گی' تم ناگ رانی کے منکے سے یہاں کے پتھروں پر دھیمے دھیمے چوٹ لگاؤ' اس سے پورے جل منڈل میں زور کی آوازیں ابھریں گی اور جل کماری تمہیں اپنے راج بھون میں بلوا لے گی۔"

میں نے اپنے گلے سے منکا اتار کر آہستہ آہستہ اس پتھریلی خندق کی دیواروں پر ضربیں لگائیں لیکن کچھ نہ ہوا۔ مجھے پس و پیش میں پا کر جے سیکا نے بتایا کہ وہ آوازیں خندق میں تمہیں سنائی دیں گی البتہ جل منڈل میں ان کی گونج سن کر جل کماری ساری بات سمجھ جائے گی۔"

میں چند ثانیوں تک منکا غار کی دیواروں پر مارتا رہا پھر اسے گلے میں ڈال لیا۔ ذرا ہی دیر بعد اس غار میں ایک ہیبت ناک شور گونجا جس کے اثر سے میں تیورا کر بے ہوش ہو گیا۔

اس بار بھی مجھے کچھ اندازہ نہ ہو سکا کہ میں کتنی دیر بے ہوش رہا جب آنکھ کھلی تو میں نے خود کو راج بھون میں جل کماری کی مسند کے نیچے پڑا پایا۔ جل کماری غضب ناک تیور لئے اپنی نشست پر براجمان تھی۔

"کاش کہ مجھے اس منکے کو چھونے کی شکتی حاصل ہوتی تو میں تجھے بتاتی کہ جل کماری سے ٹکرانا کتنا کٹھن کام ہے۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"جل کماری مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارے سامنے اپنی ہار مانتا ہوں۔ مجھے بس زندگی اور تمہاری مہربانی چاہئے۔ مجھے معاف کر دو۔" میں یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"دھوکے باز۔" وہ غرائی۔ "شاید تجھے پتہ چل گیا ہے کہ اروشی دیوی نے ناگ رانی کی بات ٹال دی ہے' جبھی تو میرے چرنوں سے بھیک لینے آیا ہے۔"

اروشی دیوی کے بارے میں یہ انکشاف سن کر میرا دل لرز اٹھا' اگنی پوجا کے موقع پر میری زندگی کے آخری سانس پورے ہونے یقینی تھے۔

"بھیک ہی سمجھ لو جل کماری۔ تمہارے تن اور من کی سندرتا کی یادیں میرے دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہی ہیں' خدا کے لئے مجھے اگنی دیوتا کی بھینٹ نہ چڑھاؤ' میں تمہاری زندگی کو رنگینیوں سے بھر دوں گا' تم ہمیشہ میری رفاقت اور وفاداری پر فخر کرتی رہو گی۔" میں یہ کہتے ہوئے جذباتی انداز میں اس کی طرف بڑھا۔

ایک لمحے کے لئے جل کماری کے خوبصورت چہرے پر حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے آثار نظر آئے' جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ مجھے ایک راندہ خلوت انسان کو دوبارہ قبول کر لے یا دھتکار دے' پھر اچانک ہی اس کے چہرے پر کرختگی ابھر آئی اور اس نے میرے سینے پر لات مار کر مجھے پیچھے دھکیل دیا۔

"پیچھے رہ مورکھ۔ دیوتاؤں کی بھینٹ کبھی واپس نہیں لی جاتی' تیرے بھاگ میں یہی لکھا تھا جو اوش پورا ہو گا۔"

"جل کماری تمہارے بستر پر گزارے ہوئے لمحے میری زندگی کا سرمایہ ہیں' تم سے جدا ہو کر مجھے تمہیں کھو دینے کا احساس ہو رہا ہے۔" مایوس ہو کر میں غیر ارادی اور لاشعوری طور پر مکاری پر اتر آیا۔

وہ چند سیکنڈ تک میری طرف گھورتی رہی پھر قدرے پرسکون آواز میں بولی۔ "تجھے کھو دینے کا غم مجھ کو بھی ہے' شاید میں برسوں تجھے نہ بھول سکوں پر تو نے میری اکلوتی اولاد کو میرے سیوکوں کے ہاتھ مروایا ہے میں تیری بھینٹ دینے کی سوگند اٹھا چکی ہوں۔ بھینٹ پر چڑھنے والے کو میں اپنے بستر پر سلا کر اگنی ناگ کا بیر مول نہیں لے سکتی۔ کنڈ میں جلتی ہوئی آگ کے شعلے اب اگنی ناگ کا شبھ روپ دھارنے لگے ہیں' ستره پہر گزر چکے ہیں اور تیرہ پہر کے بعد تیری بھینٹ چڑھا دی جائے گی۔ جا اپنے جیون کے یہ سانس پرارتھنا میں پوری کر لے ورنہ اگلے جیون تک نرگ کی آگ میں جلتا رہے گا۔"

میں نے قہر اور مظلومیت میں ڈوبی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تو جھوٹ کہتی ہے' اروشی دیوی ناگ رانی کی بات ہرگز نہیں ٹال سکتی۔"

"تیرہ پہر بعد تو خود دیکھ لے گا۔" وہ زہر بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"تو جھوٹی ہے۔" میں غرا کر اس کی طرف لپکا' وہ میرے اس رد عمل کو دیکھ کر بوکھلا گئی' اس سے قبل کہ وہ اپنی مدافعت میں کوئی قدم اٹھاتی' میں اس پر ٹوٹ پڑا اور اس کی نازک سی مخروطی گردن کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچ لیا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"میں تجھے مار ڈالوں گا۔ تجھے ختم کر دوں گا' میری موت اتنی سہل نہیں ہے بدصورت ناگن۔" میں ہذیانی انداز میں چیخنے لگا اور اس کی گردن پر میری گرفت مضبوط ہونے لگی۔

جل کماری جو اس وقت انسانی روپ میں تھی' میری وحشت دیکھ کر سراسیمہ ہو گئی' اس نے پوری قوت صرف کر کے میری مضبوط گرفت سے رہائی حاصل کرنی چاہی لیکن میری انگلیاں جونک بن کر اس کے گلے میں پیوست ہو چکی تھیں۔

جل کماری پھنسی پھنسی آواز میں زور سے چیخی اور ایک مرتبہ پھر راج بھون کے در و دیوار سے پھولے ہوئے بدن اور لٹکتی کھالوں والے وحشی جل ناگ ابل پڑے۔ میں نے اپنی پنڈلیوں پر' اپنے دھڑ پر ان کی سرسراہٹیں محسوس کیں اور کراہت کے سبب جھرجھری سی آ گئی' بس پل بھر کے لئے جل کماری کی گردن پر میری گرفت کمزور ہوئی اور وہ تڑپ کر میرے ہاتھوں سے نکل گئی۔

"مضبوط۔" جل کماری نے زور سے چیخ مار کر کہا اور اس کی آواز سے میرا وجود جھنجھنا اٹھا سارے جل ناگ مجھے چھوڑ کر پراسرار طریقے پر روپوش ہو گئے اور راج بھون کی ستونوں کھونٹے اور موتیوں سے بنی چھت سے سرخ رنگ کے بہت گاڑھے سیال کی بارش شروع ہو گئی۔ یہ بوچھاڑ اتنی شدید تھی کہ اس کی اوٹ میں جل کماری میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

"یہ زہریلے خون کی برسات ہے۔" جل کماری کی آواز ہذیانی قہقہے کے ساتھ ابھری۔ "تیرا سارا چہرہ اور بدن جھلس جائے گا' تجھے اپنی جس صورت پر گھمنڈ تھا اور جس پر ناریاں مرتی تھیں وہ آبلوں سے ڈھک جائے گا' میں تجھے کوڑھیوں سے بدتر کر ڈالوں گی۔"

"تیری کوئی شکتی مجھ پر کام نہیں کرے گی جل کماری۔" میں نے تشویش کے باوجود ہنستے ہوئے کہا کیونکہ درحقیقت اس بوچھاڑ کا ایک قطرہ بھی میرے اوپر نہیں تھا۔ وہ سرخ سیال میرے بدن سے کئی کئی انچ دور برس رہا تھا۔ "تجھ میں حوصلہ ہے تو مجھے قریب آنے دے' اگر میں ہلکا پڑ گیا تو کبھی تیرے منہ نہ آؤں گا۔"

"جا مورکھ' پتھروں اور چونے کا وہی غار تیرے بھاگ میں لکھا ہے۔" جل کماری کی جھلائی ہوئی آواز ابھری اور میں کھڑے کھڑے ہی بے ہوش ہو گیا۔

میری یہ بے ہوشی بہت ہی مختصر تھی۔ جب دوبارہ ہوش آیا تو مجھے اس اندھے کے بلند دہانے سے گہرائی میں پھینکا جا چکا تھا جہاں میں کچھ دیر پہلے قید تھا۔

مجھ پر بدحواسی تو ضرور طاری ہوئی لیکن مجھے یقین تھا کہ نیچے گرنے کے بعد آنے والی چوٹ زیادہ دیر مجھے پریشان نہ کر سکے گی کیونکہ ناگ رانی کا منکا میرے گلے میں تھا اور میں اسے منہ میں رکھ کر پوری طرح شفایاب ہو سکتا تھا۔

یہ میری خوش نصیبی تھی کہ غار کے پتھریلے فرش سے چند فٹ اوپر ہی جے سیکا نے مجھے اپنے ہاتھوں پر روک لیا اور میری پیشانی کا بوسہ لے کر آہستگی سے مجھے فرش پر ڈال دیا۔

میں چند ثانیوں تک نیچے پڑے رہنے کے بعد اٹھ گیا۔

جے سیکا ملامت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیوں گھور رہی ہو؟" اس کے دل کی بات جانتے ہوئے بھی میں نے دانستہ سوال کیا لیکن اپنے لہجے کی خفت نہ چھپا سکا۔

"تم تو بڑے کڑیل مرد ہو سلطان جی!" وہ بولی تو مجھے اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز محسوس ہوا۔ "ایک جھٹکے میں جل کماری کے چرنوں میں آ گرے۔"

"یہ میری ایک چال تھی۔" میں نے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں موت سے بھی نہیں ڈرتا۔"

"ابھی تو تمہارے لئے اور بھی کٹھنائیاں آنے والی ہیں۔" وہ میرے قریب آ کر بولی۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ اروشی دیوی نے ناگ رانی کی التجا ٹھکرا دی ہے۔ میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

طرح اگنی پوجا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بس سترہ پہر کی بات رہ گئی ہے پھر یا تو میں جل منڈل سے رہا ہو جاؤں گا یا اگنی دیوتا میری بھینٹ لے لے گا۔" میں نے اپنے لہجے میں وزن پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو سترہ پہر کی بات ہے۔" جے سیکا پھر بولی۔ "جل کماری اگنی پوجا سے پہلے ہی تمہیں سراپ دینے کی سوچ رہی ہے۔ تم نے اسے کئی بار چوٹ دی ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ مجھے بھی شکتی اور دیوتاؤں کی سہائتا ملی ہوئی ہے۔" وہ غمگین سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "جل کماری کا کوئی منتر تم پر کام نہیں کرتا اس لئے وہ اب سیدھے راستے تمہیں چوٹ دے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔" میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔ میں جے سیکا کی نظروں میں اپنا کھویا ہوا مردانگی کا وقار بحال کرنا چاہتا تھا۔

"سلطان جی!" جے سیکا آہستہ سے منمنائی اور اس کے رس بھرے ہونٹ میری کشادہ چھاتی پر آ لگے۔

میں جھرجھری لے کر رہ گیا لیکن جے سیکا پر آہستہ آہستہ بے خودی محیط ہوتی جا رہی تھی۔ اس میں چھپی ہوئی عورت میری بانہوں کی متلاشی تھی۔ اس کے ہونٹ آہستہ سے کانپے اور پھر میرے بدن پر پھسلنے لگے۔ کسی بدمست شرابی کی طرح جو ناہموار راستوں پر چلا جا رہا ہو۔

اس وقت مجھے شدت سے محسوس ہوا کہ انسان کے نفس کی آگ کبھی نہیں بجھتی' اسے جتنی غذا ملتی رہے اس کی پیاس' اس کے حیوانی جذبوں کی تشنگی اسی قدر بڑھتی جاتی ہے وہ لذتوں کے ہر روپ اور ہر روپ کے نئے نئے بہروپ آزمانے کی شدید خواہشیں رکھتا ہے۔ جب بھی زندگی اور اس کی رنگینیوں سے پیار رکھنے والے دو پیاسے بدن ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں' اور جب تنہائی بے حجابی اور آشفتہ سری پر اکساتی ہے اور جب غنودگی کے لبادوں میں لپٹی ملگجی سی روشنی اس اکساہٹ کو پیش قدمی کی دعوت دیتی ہے تو انسان اپنے ظاہری خول سے نکل کر اپنی بنیادی حیوانی حسیتوں کے سرگرم اور وحشیانہ مظاہروں پر اتر آتا ہے' گرد و پیش میں جھنجھلاتے ہوئے

لہو میں ڈوبے اندیشے اور ہر طرف طاغوتی رقص میں محو خوف کے سائے ان جوانی جذبوں کو اور بھڑکا دیتے ہیں کہ مبادا وقت گزر جائے' مہلت کی ساعتیں بیت جائیں اور عیش و نشاط کی کلیاں کھلنے سے پہلے مرجھا جائیں۔

میرے وجود میں جے سیکا کے دعوت انگیز قرب نے بجلیاں سی بھر دیں' میرے بدن میں ایک ہیجان سا پھیل گیا۔ چند لمحوں قبل کے خوف سے مضمحل اعصاب میں زندگی کی توانائیاں دوڑ گئیں اور میں نے آنکھیں بھینچ کر جے سیکا کو اپنے بدن سے لپٹا لیا۔

ہم نے اس شوریدہ سری میں کتنے پہر گزار دیے' یہ مجھے یاد نہیں۔ ہوش تو اس وقت آیا جب ہمارے سروں کے اوپر' غار کے دہانے سے جل کماری کی قہربار آواز آئی۔

"اسے کھینچ لاؤ باہر۔" وہ کبر و جلال میں ڈوبے لہجے میں کسی سے کہہ رہی تھی۔

"وہ آ گئی..... تم من نہ چھوڑ بیٹھنا' ناگ رانی کچھ نہ کچھ کر کے ہی لوٹے گی۔" وہ تڑپ کر میرے پہلو سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"آنے دو۔ مجھے اب زندگی یا موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

اسی وقت مجھ پر اوپر سے کئی بڑے بڑے اور وزنی جل ناگ آ گرے اور جے سیکا میرے ہاتھوں سے پھسل کر نکل گئی۔

"تم تو میرے ساتھ ہی رہو گی نا؟" میں نے سر گھما کر جے سیکا سے پوچھا۔

"ساتھ تو نہیں' پر آس پاس رہوں گی۔" وہ اپنا بدن لباس میں چھپاتے ہوئے بولی۔

اس وقت تک کئی جل ناگ اپنے بدن رسیوں کی طرح میرے گرد لپیٹ چکے تھے اور اس عمودی غار کی دیواروں پر رینگتے آہستہ آہستہ مجھے اوپر لے جا رہے تھے۔

غار سے باہر لے جا کر ان جل ناگوں نے مجھے چھوڑ دیا اور معمول کے مطابق پلک جھپکتے میں نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔ میں نے نظریں اٹھائیں تو جل کماری کو عورت کے روپ میں اپنی طرف نگراں پایا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بھبوکا ہو رہا تھا اور

تیوریوں پر سینکڑوں بل پڑے ہوئے تھے۔

مجھ سے چند گز دور پتھریلی زمین پر ایک قد آدم کانسی کا جار رکھا ہوا تھا جو کم از کم تین فٹ قطر کا تھا' اس کے قریب ہی بھیانک صورتوں والے دو سخت جان آدمی لوہے کے وزنی ہتھوڑے سنبھالے مستعد کھڑے ہوئے تھے۔

"اس اہتمام کا کیا مقصد ہے؟" میں نے کھڑے ہو کر جل کماری سے لاپرواہیانہ لہجے میں پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے تو اس غار میں جے سیکا کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا۔" وہ میرے ننگے بدن پر نگاہیں ڈال کر غصے اور حسد سے ملی جلی آواز میں بولی۔

پہلے تو میں اس کے منہ سے جے سیکا کا نام سن کر چونکا پھر مجھے یاد آیا کہ راج بھون میں مقابلے کے موقع پر شیو ناگ نے جل کماری کے سامنے جے سیکا کا راز فاش کر دیا تھا۔

"اب کہو تو تمہاری سیوا کے لئے بھی تیار ہوں۔" میں نے بے خوفی سے کہا۔

اس نے ایک مرتبہ پھر میرے بدن کو نیچے سے اوپر تک گھورا اور ان بھیانک صورتوں والوں کی طرف مڑ کر بولی۔ "اسے اندر بند کر دو۔"

اسی کے ساتھ جل کماری نے کسی نامانوس زبان میں کچھ کہا اور کہیں سے خوفناک صورتوں اور لمبے چوڑے جسموں والے تین آدمی اور آ پہنچے۔

وہ پانچوں میری طرف بڑھے تو میں نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ ان میں سے بس ایک میری زد میں آ سکا اور اپنا منہ تھامے پیچھے الٹ گیا۔ بقیہ چاروں ادھر ادھر سرک کر بچ گئے۔ پھر اس سے قبل کہ میں دوسرے وار کے لئے پلٹتا وہ پانچوں میرے جسم سے لپٹ گئے اور تھوڑی سی محنت کے بعد مجھے زیر کر لیا۔

دو آدمی مجھے پوری قوت سے زمین پر دبوچے رہے اور بقیہ تین آدمیوں نے کانسی کا وہ جار میرے اوپر رکھ دیا۔

کھر درے پیندے کا وہ جار میرے اوپر آتے ہی میرے گرد ہولناک اندھیرا چھا گیا۔ میں تیزی سے زمین سے اٹھا اور اس جار کو الٹ دینا چاہا لیکن وہ بہت وزنی تھا میں پوری کوشش کے باوجود اسے جنبش تک نہ دے سکا۔

ابھی میں اس انوکھی قید سے رہائی کی کوئی ترکیب سوچ ہی رہا تھا کہ کانسی کے اس جار پر باہر سے ایک طاقتور چوٹ پڑی اور اس کے ارتعاش سے میرا پورا بدن جھنجھنا اٹھا' ابھی میں پوری طرح اپنے حواس یکجا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ دوسری جانب سے ویسی ہی چوٹ پڑی اور پھر تو ان چوٹوں کا تسلسل بندھ گیا۔ کانسی کے اس وزنی جار کے ارتعاش سے میرا پورا بدن کسی حقیر پتے کی طرح کانپنے لگا۔ کانوں کی تو یہ حالت تھی کہ تین چار ہی ضربوں کے بعد بالکل سن ہو کر رہ گئے' یوں لگ رہا تھا جیسے میرے کانوں کے پردے پھٹ گئے ہوں۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ لوہے کے ان وزنی ہتھوڑوں کا کیا مقصد تھا اور مجھے بند کرنے کے لئے کانسی ہی کا جار کیوں استعمال کیا گیا تھا۔ ان موذیوں کو غالباً خوب علم تھا کہ کانسی میں سب سے زیادہ گونج اور ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔

ذرا ہی دیر میں میرے اعصاب جواب دے گئے میں نے پوری قوت سے کسی ذبح ہوتے ہوئے درندے کی طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا لیکن بے سود۔ کانسی کے جار پر پڑنے والی ضربوں کے کرب ناک ارتعاش سے میری آواز بھی بری طرح لرز رہی تھی۔

میں بس کچھ ہی دیر اس عجیب اور اذیت ناک عذاب کو سہہ سکا اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

نہ جانے جل کماری کے وہ خبیث گرگے میری بے ہوشی کے بعد بھی اس جار کو بجاتے رہے یا رک گئے لیکن جب مجھے دوبارہ ہوش آیا تو وہ جار مسلسل بجایا جا رہا تھا اور میرا پورا بدن اس بری طرح دکھ رہا تھا جیسے اس پر پھوڑے نکل آئے ہوں۔

میں جلدی سے زمین سے اٹھا اور اپنے کانوں کو دونوں ہاتھوں سے بھینچ لیا لیکن اس کے باوجود وہ آوازیں میرے کان پھاڑ رہی تھیں' ان کے باعث میرا دل بڑی بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا اور مجھے کچھ علم نہ تھا کہ یہ گونجیلا آہنگ اور ارتعاش کب میرا دل چیر کر رکھ دے گا۔

اس بار میں قدرے زیادہ دیر ہوش میں رہا اور پھر دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں اس وحشیانہ سزا کے دوران کتنی بار بیہوشی کا شکار ہوا۔ ہاں جب آخری بار آنکھیں کھولیں تو بدن میں؛ اعصاب میں اتنی بھی سکت نہیں رہی

تھی کہ اپنے قدموں پر اٹھ سکوں۔ جار میں پھیلی ہوئی گھور سیاہی میں میری آنکھوں کے سامنے دھندلائے ہوئے دائرے ناچ رہے تھے' میرا سر جار کی دیوار سے لگا ہوا تھا اور جار پر باہر سے پڑنے والی ہر ضرب کی خوفناک دھمک میرے سر پر یوں آ رہی تھی جیسے وہ چوٹیں براہ راست میرے سر پر پڑ رہی ہوں۔

میں نے ایک مرتبہ پھر اٹھنا چاہا لیکن بے سود۔ میرا سارا بدن شل ہو چکا تھا' اعصابی مزاحمت دم توڑ چکی تھی اور موت کی بھیانک تصویر نگاہوں میں گھوم رہی تھی۔

اپنے آپ کو ہر طرح سے بے بس و مجبور پا کر میں بے چینی سے اگلی بے ہوشی کا انتظار کرنے لگا۔ سر میں ہونے والی دھمک اتنی شدید اور ناقابل برداشت تھی کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں میرا بھیجا ناک کے راستے نہ نکل پڑے۔

میں منتظر رہا۔ لیکن بے ہوشی کی پر سکون آغوش بھی اس بار میرے لئے وا نہ ہوئی۔ اس وقت مجھے کچھ ہوش نہ تھا' بس دل میں بیہوشی' ایک طویل اور سکون بخش بے ہوشی کی شدید آرزو مچل رہی تھی۔

دفعتاً مجھے ناگ رانی کا خیال آیا' پھر اس کے منکے کا خیال آیا۔ پل بھر کے لئے یہ یاد آیا کہ اسے منہ میں رکھ لینے سے کھوئی ہوئی جسمانی توانائی لوٹ آتی ہے۔ مجھے امید ہوئی کہ اس کی مدد سے میں اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر اپنے سر کو اس ہولناک اور براہ راست دھمک سے بچا سکوں گا جو شاید میری کھوپڑی کے پرخچے اڑا ڈالتی۔

میں نے بڑی سرعت سے ٹٹول کر اپنے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اسے منہ میں رکھتے ہی خوشی سے مجھ پر سکتہ سا چھا گیا۔ اپنی پوری زندگی میں مجھے کبھی ایسی مسرت نصیب نہیں ہوئی۔ شاید مجھے موت کو اپنے سامنے سینہ سپر پا کر بھی ایسی دہشت نہ ہوتی جیسی اس شیطانی جار کی قید میں ہوئی تھی لیکن ناگ رانی کا منکا منہ میں پہنچتے ہی جار کی جھنجھناہٹ اور گونج بالکل ختم ہو گئی' میرے بدن کی ساری توانائی لوٹ آئی اور میں چند ثانیوں تک اس غیر متوقع نجات پر مبہوت رہنے کے بعد اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔

باہر اب بھی جار پر چوٹیں پڑ رہی تھیں لیکن مجھ تک صرف ٹھک ٹھک کی ٹھوس آوازیں آ رہی تھیں جیسے لوہے کے کسی ٹھوس چبوترے پر وزنی ہتھوڑے بجائے جا

رہے ہوں، گونج یا ارتعاش کا اب بالکل نشان نہیں تھا۔

باہر سے پڑنے والی مسلسل ضربوں سے مجھے اندازہ ہوا کہ باہر والے ابھی تک ا کوششوں کے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہیں۔ انہیں بالکل علم نہیں کہ جار کے ا اب ارتعاش یا گونج کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ وہ برابر اپنا کام کیے جا رہے تھے۔

وقت بہت سست رفتاری سے گزرتا رہا اور کانسی کے اس تیرہ و تار جار کے وزنی ہتھوڑوں کی ضربیں پڑتی رہیں۔ گو مجھے گونج اور ہولناک ارتعاش سے نجات چکی تھی لیکن دوسری طرف مجھے لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی بھوک اور پیاس سے پر لاحق تھی۔ بیرونی اسباب کی بنا پر ہونے والی جسمانی تکلیف اور اذیت کو تو میں رانی کے پُرتاثیر منکے کی مدد سے شکست دے سکتا تھا لیکن اپنے جسمانی نظام میں غذا کمی کے باعث پیدا ہونے والے خلل پر قابو پانے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ میں بے چینی اور اضطراب کے عالم میں کئی بار ناگ رانی کا منکا منہ میں ڈالا لیکن کوئی اثر ہوا۔ پھر میری زبان خشک ہو کر تالو سے چپکنے لگی تو میں بے اختیار اپنی انگلیاں چوس لیکن بے سود۔ میری تشنگی بڑھتی ہی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ خشکی کے باعث پیٹ اینٹھن ہونے لگی۔ گو میری انتڑیوں کی بھی یہی حالت تھی لیکن میرے شعور پر پیا کی خوفناک اذیت چھائی جا رہی تھی اور جب یہ پیاس بڑھتے بڑھتے میری برداشت باہر ہونے لگی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید جل کماری نے مجھے اگن ناگ کی بھ چڑھانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اور مجھے یونہی سسکا سسکا کر مارنا چاہتی ہے۔ بے کی اس موت کے تصور سے میرا بدن کانپ اٹھا اور میں نے بے اختیار اپنی کلائی دا میں دبا کر جھنجھوڑ ڈالی۔ تکلیف کی ایک ناقابل برداشت لہر میرے پورے وجو سرایت کر گئی لیکن میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ میری خشک ہوتی زبان بے تابی سے کلائی کی ادھڑی ہوئی کھال پر کلبلائی لیکن وہاں خشکی تھی۔ میں دوبارہ اپنی کلائی کو دانتوں سے نوچا اور اس بار شدید تکلیف کا احساس، زخم سے نکلنے والے گرم گرم اور نمکین خون کی نمی میں ڈوب گیا۔ میری کلائی کی کوئی دانتوں میں دب کر کٹ چکی تھی۔ میں نے اپنا زخم ہونٹوں سے لگایا اور اپنے زندہ خون سے اپنی کرب ناک پیاس بجھانے لگا۔

زبان، تالو اور حلق میں نمی پہنچی تو میری جان میں جان آئی۔ میں خاصی دیر تک کسی خون آشام درندے کی طرح اپنا ہی خون پیتا رہا پھر مجھ پر غنودگی چھانے لگی، نہ جانے وہ زخم سے خون بہہ جانے کی نقاہت تھی یا اپنا ہی خون پینے کا گہرا خمار کہ میں رفتہ رفتہ سو گیا۔

اس مرتبہ بھی پسلیوں میں پڑنے والی ضربوں کی تکلیف ہوش میں لائی۔ میں برہنہ تن زمین پر پڑا تھا اور جل کماری حقارت سے میری پسلیوں میں ٹھوکریں مار رہی تھی۔

"بڑا ڈھیٹ ہے۔" مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر وہ قدرے متحیرانہ لہجے میں بولی۔ شاید اسے توقع نہیں تھی کہ میں کانسی کے جار سے زندہ سلامت نکل سکوں گا۔ "پر اب تیرے جیون کا سمے ڈھلتا جا رہا ہے۔ تیسواں پہر لگ چکا ہے اور اس کے ڈھلتے ہی جب اگن دیوتا، اگن ناگ کے روپ میں درشن دیں گے تو تیری بھینٹ ہو گی، تیری چتی ستارہ بھی اب ناگ بھون کے راجہ کی ہوس سے نہ بچ سکے گی، اسے ابھی تک پتا نہیں ہے کہ وہ ناگ راجہ کی قیدی ہے۔"

"ستارہ۔۔۔۔۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھو سکتی، وہ صرف میری ہے۔" ستارہ کا نام سنتے ہی میں دیوانہ وار چیخ پڑا۔ "اسے میں بتاؤں گا کہ وہ کتنے دن موذی کیڑوں کی قید میں رہی ہے۔"

"تیری ہے۔" جل کماری زہریلی آواز میں ہنسی۔ "یہاں جل منڈل میں اگن پوجا ہو رہی ہے اور تیری موت قریب آ چکی ہے، بھینٹ کے بعد تیری لاش شیو ناگ اپنے ساتھ لے جائے گا اور ناگ بھون میں تیری چتی ستارہ جب تیری نیلی لاش دیکھے گی تو اس کی آشاؤں کا شیش محل بکھر جائے گا اور وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ناگ راجہ کی گود میں جا گرے گی۔"

"خاموش!" میں زمین سے اٹھتے ہوئے زور سے چلایا۔

وہ پیچھے ہٹ گئی اور حسد و رقابت سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔ "میں نے اپنا من تجھے ہار دیا تھا پر تو میرے من سے کھیلتا رہا، ناگ رانی اور بے سیکا نے تجھے مجھ سے چھین لیا۔ مورکھ تو نے مجھ سے ہرجائی پن کر کے اپنے لئے کنواں کھودا ہے، میں تجھ سے بھرپور بدلہ لوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے ایک زہریلا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تیری پتنی کی کوکھ میں تیری اولاد پل رہی ہے میں نے اپنی شکتی سے پتا لگا لیا ہے کہ وہ لڑکا ہی ہو گا بس اگلے چاند تک کی دیر ہے' میں نے تیری لاش دینے کے بدلے شیو ناگ سے وچن لے لیا ہے کہ جب تک تیری پتنی کی کوکھ میں پلنے والا تیرا لڑکا پیدا نہ ہو گا ناگ راجہ ستارہ پر ہاتھ نہیں ڈالے گا اور تیرا لڑکا مجھے دیا جائے گا۔ اسے میں اپنے ہاتھوں جل منڈل میں پالوں گی اور وہ جوان ہو کر میرے چرن چاٹے گا تیرے لڑکے کی جوانی میری ٹھوکروں میں ہو گی اور یوں میں اپنے من کو ٹھنڈا کروں گی۔"

جل کماری کا یہ منصوبہ بہت ہی خوف ناک اور گھناؤنا تھا وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکی تھی لیکن میرے ہونے والے لڑکے کو اپنے حسین بہروپ کا غلام بنانا چاہتی تھی۔ مجھے اس بات کی خوشی تو ضرور ہوئی لیکن جل کماری کے منصوبے کی تفصیل نے میری خوشیوں کی مایوسی' انتقام اور ناامیدی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ میں چند ثانیوں تک ششدر و مبہوت سا اس کی بات سنتا رہا اور جیسے ہی وہ خاموش ہوئی' میں اس کی طرف جھپٹ پڑا لیکن وہ مکار ناگن پہلے سے تیار تھی اس کے حلق سے ایک اجنبی سی آواز نکلی اور جل منڈل کی بے وفا دھرتی سے بے شمار موٹے موٹے جل ناگ ابل پڑے اور میرے قدموں میں لپٹ گئے۔

مجھے پوری طرح بے بس کرنے کے بعد وہ جل ناگ مجھے لے کر ایک طرف رینگنے لگے۔

"جا۔ اگن کنڈ پر بھانت بھانت کے بھوجن تیری راہ تک رہے ہیں' مرنے سے پہلے تو اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکے گا۔" جل کماری نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا اور میں بے بسی سے اسے گھورتا رہ گیا۔

کچھ دیر بعد مجھے جے سیکا کا خیال آیا۔ میں نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں تو اسے جل ناگوں کی داہنی جانب سوگوارانہ انداز میں چلتے پایا۔

"جے سیکا! ناگ رانی اب تک نہیں آئی؟" اس پر نظر پڑتے ہی میں نے بڑے کرب کے ساتھ پوچھا۔

"جانے کہاں رہ گئی؟" وہ مایوسانہ لہجے میں بولی۔ "بھینٹ کا سمے سر پر آ پہنچا ہے اور اس کا اب تک پتہ نہیں ہے۔"

"تو کیا جل منڈل کی یہ اجنبی سرزمین میرے خون سے ضرور رنگین ہو گی؟" میں نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"کبھی کبھی پاپ بھی پن پر بھاری پڑ جاتا ہے سلطان جی!" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"پاپ اور پن۔" میں ہذیانی انداز میں زور سے ہنس پڑا۔

وہ بھد روانہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

ذرا ہی دیر بعد مجھے جل منڈل کے اس وسیع غار کی اوپری چٹانوں کی طرف لپکتے ہوئے سرخ سرخ شعلے نظر آنے لگے اور میرا رواں رواں لرز اٹھا۔ وہ شعلے واقعی کسی چمکتے اور دہکتے ہوئے سرخ ناگ کے زندہ روپ میں بل کھا کھا کر اوپر اٹھ رہے تھے اور ان جہنمی شعلوں میں سے دبی دبی سسکاریاں ابھر رہی تھیں۔

"میں اس سے آگے نہیں جا سکتی۔" جے سیکا رکتے ہوئے بولی۔ "میں جل منڈل ہی میں ناگ رانی کا انتظار کروں گی۔ جاؤ! بھگوان تمہاری آتما کو سورگ میں سدا سکھی رکھے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور بے اختیار میرا دل بھی بھر آیا۔

جل منڈل کی ظالم اور اجنبی سرزمین پر میں تنہا اور بے یار و مددگار ہو چکا تھا۔ موت مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر میری منتظر تھی۔ میرا قصور صرف اتنا تھا کہ میں نے اپنی وفادار اور قابل پرستش بیوی ستارہ کی یاد کو اپنے دل میں بسائے رکھا تھا۔ اگر میں نے اسے بھول کر ناگ رانی اور اب جل کماری سے ہوس ناک محبت کا گندا کھیل رچا لیا ہوتا تو یوں میری زندگی کی ساعتیں بھی مختصر نہ کی جاتیں اور نہ ہی مجھے مصائب اور آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا۔

جل ناگ مجھے اپنے کریہہ اور مضبوط دھڑ میں لپیٹے آگے بڑھتے رہے۔ ان سب کی رفتار یکساں تھی اور ان کے انداز میں گہری طمانیت تھی۔ آخر کار ایک جگہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں ہڑبڑا کر سیدھا کھڑا ہوا تو میری نبضیں یک بیک ڈوبنے لگیں۔

سمندری گپھا سے نکل کر جل منڈل میں پہنچنے کے بعد مجھے یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ جل منڈل ایک بہت بڑے اور پراسرار سمندری غار کا دوسرا نام ہے جس میں سمندر کا پھنکارتا ہوا غضب ناک پانی بھی داخل نہیں ہوتا لیکن اس نئے مقام پر آ کر اس غار کی وسعت کے بارے میں میرے تمام اندازے بالکل ہی غلط ثابت ہوئے۔ یہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

غار اس قدر اونچا اور کشادہ تھا کہ اس کی چھت دھندلائے ہوئے پتھروں اور بھورے نقطوں کی چادر معلوم ہو رہی تھی' میرے اردگرد تاحد نظر بے شمار وحشی جل ناگ پتھریلی زمین پر کلبلاتے پھر رہے تھے۔ ان کے پھولے ہوئے' بدوضع دہانوں اور پھنوں سے یوں دبی دبی اور سنسناتی ہوئی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے ان کے پھولے ہوئے جسموں میں چونے کی دلدلیں آہستہ آہستہ کھول رہی ہوں' ان کے انداز میں خوف آمیز عقیدت اور ان کے خود سرو بے چین جسموں میں وحشت کا ٹھہراؤ رچا ہوا تھا جیسے وہ کسی نظر نہ آنے والی لاہوتی ہستی کے قہر و غضب سے خوف زدہ ہوں۔ جل ناگوں کے اس بیکراں ہجوم کے وسط میں مجھے ایک بہت گہری سی کھائی نظر آ رہی تھی جس میں ایک خوف ناک الاؤ جل رہا تھا۔ غالباً اسی کھائی کو جل کماری نے اگن کنڈ کہا تھا۔ اگن کنڈ سے اٹھنے والے شعلوں نے کافی بلندی پر ایک بہت ہی مہیب ناگ کا روپ دھارا ہوا تھا۔ ناگ کی صورت میں یہ شعلے بل کھا کھا کر سینکڑوں فٹ کی بلندی تک اٹھ رہے تھے اور بار بار یوں لہریں لے رہے تھے جیسے آگ اور شعلوں کا بنا ہوا وہ ناگ اپنے بدن کو جنبش دے رہا ہو' کبھی اس کا خوف ناک پھن سکڑنے لگتا تھا اور کبھی سرخ شعلوں کی ایک مہیب چادر کی صورت میں پھیلنے لگتا تھا۔

میں حیران و سراسیمہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا' میری کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور کس سمت میں جانا چاہئے البتہ ایک بات بے حد حیرت ناک تھی کہ اس وقت میرے ذہن میں پلٹ کر اس مقام سے بھاگ نکلنے کا کوئی خیال نہیں آیا۔

میرے ذہن میں بے میکا کی بتائی ہوئی تفصیلات گردش کر رہی تھیں کہ ناگوں کی ہر نسل میں اگن دیوتا کی پوجا ہوتی ہے اور جل ناگوں کی دھرتی جل منڈل میں وہ آگن ناگ کی صورت میں درشن دیتا ہے۔ جب شعلوں کو ناگ کا روپ دھارے تمیں پہر گزر جاتے ہیں تو درشن کے اشلوک پڑھے جاتے ہیں اور اگن کنڈ میں ہمیشہ سے جلتی ہوئی پراسرار آگ سے نکل کر زندہ اگن ناگ کھلے میدان میں آ جاتا ہے اور جس کی بھینٹ دینا ہو اسے کنیر کی پتیوں سے بے سدھ کر کے اگن ناگ کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے اور اگن ناگ اسے ڈس کر بھینٹ قبول کر لیتا ہے۔

میں خوف اور وحشت میں ڈوبا اپنی جگہ کھڑا کانپ رہا تھا' میرا پورا بدن پسینے میں

شرابور تھا اور میری تھکی تھکی نگاہیں گرد و پیش کا بے مقصد جائزہ لے رہی تھیں کہ یکایک میری نظر جل کماری پر پڑی اور میں نے اپنے بدن میں قدرے توانائی محسوس کی۔ جل کماری کو میری اس مصیبت کی جڑ تھی لیکن خون آشام جل ناگوں اور پراسرار اگن کنڈ کے ہیبت ناک شعلوں کے اس اجنبی انبوہ میں وہ واحد انسانی صورت نظر آ رہی تھی اس لئے بے اختیار میرے قدم اس کی طرف اٹھنے لگے۔ زمین پر رینگتے اور کلبلاتے ہوئے جل ناگ بڑی مہارت اور چابک دستی سے میرے بڑھتے ہوئے قدموں کے لئے زمین پر جگہ دیتے جا رہے تھے۔

میں کافی فاصلہ طے کر کے دہکتے ہوئے جہنمی شعلوں والی کھائی کے قریب کھڑی ہوئی جل کماری کے پاس پہنچا تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے انعکاس میں اس کے رخسار اناروں کی طرح دمک رہے تھے۔

"بھوجن کر لو۔" جل کماری نے نخوت کے ساتھ زمین پر پھیلی ہوئی چاندی کی تھالیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

اگن پوجا کے وحشت ناک منظر اور موت کے خوف کے باعث میرے شعور سے بھوک پیاس اور اپنی کلائی کے زخم کی تکلیف کا احساس یکسر مٹ چکا تھا لیکن جب چاندی کی تھالیوں میں چنے ہوئے بھانت بھانت کے ان اشتہا انگیز کھانوں پر نظر پڑی تو یک بیک مجھے محسوس ہوا کہ بھوک کے باعث میری انتڑیوں میں ناقابل برداشت اینٹھن ہو رہی ہے میری موت تھوڑی ہی دیر بعد ایک حقیقت کا روپ دھارنے والی تھی' میں نے سوچا کہ کیوں نہ آتش شکم کو سرد کر کے موت سے قبل کی اذیت سے نجات پالی جائے۔

میں مضمحل انداز میں چاندی کی تھالیوں کے قریب گیا ان میں بیشتر چیزیں میرے لئے ناقابل شناخت تھیں۔ جیسے ہی میری نظر ایک تھالی میں پڑی ہوئی سویوں پر گئی میں ادھر ہی کھنچ گیا۔

گاڑھے دودھ میں تیرتی سویوں کو جیسے ہی میں نے منہ میں رکھا' مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ان میں جان پڑ گئی ہو اور وہ میری زبان پر رینگنے لگی ہوں۔ ایک ثانئے کے لئے میں نے اسے اپنا وہم سمجھا لیکن فوراً ہی حقیقت منکشف ہو گئی۔ میرے منہ میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

موجود تمام سویوں نے سانپوں کا روپ دھار لیا تھا اور رینگ رینگ کر میرے حلق میں اتر رہی تھیں۔

میں نے ایک دہشت ناک چیخ مار کر انھیں منہ سے باہر تھوک دینے کی کوشش کی لیکن وہ زندہ سانپ جونکوں کی طرح میری زبان سے لپٹے ہوئے تھے۔

میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ سے وہ زندہ سانپ کھینچ لینے چاہے لیکن بے سود' وہ رینگ رینگ کر آہستہ آہستہ میرے حلق سے نیچے اتر گئے اور مجھے اپنے سینے پر ایک بوجھ محسوس ہونے لگا۔ میں نے فوری خیال کے تحت کانپتے ہاتھوں سے ناگ رانی کا منکا اپنے منہ میں رکھا' لیکن میرے سینے کی جلن اور بوجھ میں کوئی کمی نہ ہوئی۔

"یہ اگن ناگ کی پوجا کا استھان ہے یہاں منکا کچھ نہ کرے گا' وہی ہو گا جو اگن ناگ چاہے گا۔" جل کماری کے یہ الفاظ سن کر میں نے اس کی جانب دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے سنجیدگی کے ساتھ میری جانب نگراں تھی۔

میں بری طرح نروس ہو چکا تھا اور دونوں ہاتھوں سے سینہ دبائے قے کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ میرے کلیجے سے لپٹے ہوئے سارے زندہ سانپ باہر آ جائیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

"اگن دیوی کی یہی اچھا ہے کہ پوجا کا بھوجن تیرے پیٹ میں نہ پڑ سکے۔" جل کماری نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "تو ان سانپوں کو اب باہر نہ نکال سکے گا۔ یہ دھیمے دھیمے تیرے ہردے کو چاٹ جائیں گے۔"

جل کماری کے اشارے پر میں سیدھا ہوا اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ میری زبان گنگ ہو چکی تھی' بدن پر رعشہ سوار ہو چکا تھا' خوف و کراہت سے رواں رواں کانپ رہا تھا' نگاہوں میں رحم کی فریاد بصورت تصویر ثبت ہو کر رہ گئی تھی اور سارے مساموں سے ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے کی دھاریں بہہ نکلی تھیں۔ خلاف معمول مجھے جل کماری کو اتنے قریب پا کر نہ اس پر غصہ آیا اور نہ اس سے نفرت محسوس ہوئی۔ میرے دماغ میں بس ایک ہی خیال سمایا ہوا تھا کہ اس وقت میری زندگی اور موت کے درمیان جل کماری کا ایک اشارہ حائل ہے۔ میں مصیبت کے ان لمحات میں اس رب لایزال کی بے پایاں قوت کو بھول بیٹھا تھا جس کی "کن" سے یہ

کائنات وجود میں آئی اور جس کے اشارے پر ہر وہ معجزہ ہو سکتا ہے جس کا خواب و خیال تک میں آنا ممکن نہیں۔

"یہ پتیاں دونوں ہاتھوں میں لے کر انھیں سونگھنا شروع کر دو" جل کماری نے کئی کچی سبز پتیوں کے ایک ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خلاف معمول نرم لہجے میں کہا اور بے اختیار مجھے جے سیکا کے الفاظ یاد آ گئے۔ اس نے بتایا تھا کہ بھینٹ سے قبل مجھے کنیر کی پتیوں کے اثر سے بے سدھ کر دیا جائے گا۔

دھرتی کے سینے میں صدیوں سے دہکتی ہوئی انمٹی آگ کے شعلے اگن ناگ کا آتشیں پیکر دھارے بار بار میری جانب لپک رہے تھے اور آہستہ آہستہ مجھ پر تنویمی کیفیت طاری ہوتی جا رہی تھی۔ دماغ سوچنے سمجھنے سے معذور ہوتا جا رہا تھا اور یقینی موت کے تصور نے میرے بدن سے ساری قوت نچوڑ لی تھی' میں جل کماری کی ہدایت کو نظر انداز کرتے ہوئے بے حس و حرکت بیٹھا' آنکھیں پھاڑے اگن کنڈ سے اٹھنے والے ہولناک شعلوں کو گھورتا رہا۔

جل کماری نے چند ثانیوں کے بعد مجھے دوبارہ کنیر کی پتیاں سونگھنے کا حکم دیا اور میں نے کسی بے بس معمول کی طرح اپنے دونوں ہاتھوں میں وہ خشک پتیاں اٹھا لیں۔ نہ جانے وہ کنیر کی کونسی قسم تھی کہ ان پتوں کو ناک کے قریب لاتے ہی میرے بدن میں تیز سنسناہٹ دوڑنے لگی۔ اس کیفیت میں ہلکا سا سرور اور خمار بھی شامل تھا۔ میں نے چند گہرے گہرے سانس لئے اور میرا پورا بدن حرکت کرنے سے معذور ہو گیا۔

میرے ہاتھ پاؤں آزاد تھے' کان سن ہو رہے تھے' آنکھیں دیکھ رہی تھیں لیکن میں ہلنے جلنے سے مجبور ہو چکا تھا۔ میری زبان پر ایسی سنسناہٹ تھی جیسے اس پر ورم آ گیا ہو' اس کیفیت کے باعث میں بولنے پر بھی قادر نہیں رہا تھا۔ میری قوت گویائی مفلوج ہو چکی تھی۔

جل کماری نے میری پشت پر آ کر میری بغلوں میں ہاتھ دیئے اور مجھے اٹھا کر اگن کنڈ کے قریب صاف اور مسطح زمین پر بٹھا دیا۔

میں نے سر گھمانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس وقت میں اپنی مرضی سے صرف آنکھوں کو حرکت دے سکتا تھا۔ میری نگاہوں کے سامنے زمین پر رینگتے ہوئے جل

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ناگ اب سست پڑتے جا رہے تھے جیسے آنے والے لمحات کی دہشت ان کے جسموں سے قوت سلب کرتی جا رہی ہو۔ ان کی ہلکی ہلکی پھنکاروں سے خشک سمندری گپھا کے اس وسیع حصے میں ایک ہم آہنگ لاہوتی گونج پیدا ہو رہی تھی جس میں مجھے سکرات کی سی اذیت رچی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

میں سب کچھ سمجھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا لیکن عمل کی ہر قوت سے محروم تھا۔ اسی کیفیت میں جل کماری اپنے دل آویز نسوانی پیکر میں میرے سامنے آئی اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اس کے چہرے پر ابدی سکون کا ایک گہرا پرتو چمک رہا تھا' اس کی غزالی آنکھوں میں طمانیت کا ایسا خمار چھایا ہوا تھا جیسے اس نے کوئی بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔

چند ثانیوں تک وہ یونہی میری جانب دیکھتی رہی پھر اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا۔ میں اس کے بدلے ہوئے رویئے کی وجہ بالکل نہ سمجھ سکا۔ وہ دونوں ہاتھ پیشانی تک لے گئی' میرے سامنے جھکی اور ایک وحشیانہ سرعت کے ساتھ سیدھی ہو گئی۔ اس کے خوبصورت ہاتھ جنبش میں آئے اور اس نے اپنے ترغیب آمیز جوان بدن کے ہر انگ کو لباس کی بندشوں سے آزاد کر دیا۔

اس وقت تک زمین پر رینگتے اور کلبلاتے ہوئے سارے جل ناگ یوں بے حس و حرکت ہو چکے تھے جیسے ان کی موت واقع ہو چکی ہو۔ ان کی زندگی کا بس ایک ہی ثبوت تھا۔ ان کے بڑے بڑے دہانوں سے دبی دبی اور سہمی ہوئی ہم آہنگ پھنکاریں نکل رہی تھیں۔

جل کماری نے رقص کے انداز میں کسی نامعلوم چیز سے بھرے چاندی کے دو تھال اپنے ہاتھوں پر اٹھائے اور میرے گرد چکر لگانے لگی۔ میں سمجھ گیا کہ بھینٹ سے قبل کی رسوم شروع ہو چکی ہیں اور ذرا ہی دیر میں اگن ناگ شعلوں کے جہنم سے نمودار ہو کر میرے بدن کو چاٹ لے گا۔

سات چکر پورے کرنے کے بعد جل کماری نے چاندی کے دونوں تھال اگن کنڈ میں اچھال دیئے اور یک بیک وحشیانہ انداز میں میرے سامنے ناچنے لگی۔

وہ برہنہ حالت میں کسی ماہر رقاصہ کی طرح ناچ رہی تھی لیکن اس کے رقص میں

کوئی ایسی ناقابل بیان چیز ضرور تھی جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔

ایک مرتبہ فضا میں لہرانے والے اگن ناگ کی شکل کے شعلوں نے کسی کمان کی طرح بل کھایا اور اس آتشیں ناگ کا پھن جل کماری کے بدن کو چھوتا دوبارہ اوپر اٹھ گیا۔ اس کے بعد تو جل کماری کے بدن میں بجلی بھر گئی۔ میرے لئے اس پر نظریں جمانا محال ہو گیا۔ اس کے بال خود بخود کھل کر فضا میں لہرانے لگے' اس کی دہکتی ہوئی آنکھوں میں خوف ناک آشفتگی اُمڈ آئی اور ہونٹوں سے سفید سفید جھاگ اڑنے لگے۔

پھر یوں محسوس ہوا جیسے جل کماری کا بدن یک بیک پگھل گیا ہو۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے نسوانی پیکر نے ایک تیم شحیم جل ناگ کا روپ دھار لیا اپنے اصلی روپ میں آتے ہی جل کماری بھی اسی طرح ساکت ہو گئی جیسے دوسرے جل ناگ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

یہ کیفیت اور ہیجان انگیز غیر یقینی ٹھہراؤ ذرا ہی دیر قائم رہا پھر اگن کنڈ میں ایک مہیب تڑاخے کی آواز کے ساتھ شعلوں میں غیر معمولی لپک پیدا ہوئی۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا وہ بلاشبہ ایک ناقابل یقین حقیقت تھی۔ ایک ہولناک اور پراسرار واقعہ میرے سامنے ظہور میں آ رہا تھا۔ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح چمکتے ہوئے بدن والا ایک پرجلال اور ہیبت ناک ناگ اس اگن کنڈ کے وسط سے بل کھاتا آہستہ آہستہ باہر آ رہا تھا۔ اب باہر فضا میں آتشیں ناگ کی طرح لہرانے والے شعلے بکھر چکے تھے' ان کی مخصوص شبیہہ منتشر ہو چکی تھی' میں سمجھ گیا کہ آگ میں سے باہر نکلنے والا اگن ناگ کے روپ میں اگن دیوتا ہی ہے جو سانپوں کی ہر نسل میں پوجا جاتا ہے اور ہزاروں برس کے بعد جل منڈل کے باسیوں کو اپنے درشن دیتا ہے۔

اگن ناگ کی بڑی بڑی سرد اور بے رحم آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور میرا دل یک بیک تیزی سے دھڑکنے لگا تھا' اس کی گول گول آنکھوں کی سرخی مجھے کسی دیومالائی سرخ آگ کی یاد دلا رہی تھی' وہ میری جانب دیکھتا' آگے بڑھتا رہا۔ میرے ہوش و حواس تیزی کے ساتھ زائل ہوتے جا رہے تھے' یوں لگ رہا تھا جیسے اگن ناگ کی سمراتی نگاہیں کسی پیچیدہ طلسم کے تحت میرے جسم کی ہر اعصابی اور فکری قوت کو تیزی سے سلب کر رہی ہوں۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اگن ناگ کتنا طویل تھا یہ میں آج بھی نہیں بتا سکتا۔ اس وقت تو وہ جیسے دہکتے شعلوں میں سے باہر آتا جا رہا تھا‘ اگن کنڈ میں بھڑکتی ہوئی آگ کی شدت ماند پڑتی جا رہی تھی‘ جب تک میرے حواس نے ذرا بھی ساتھ دیا میں اسے آگ میں سے باہر آتے دیکھتا رہا۔ اس کی رسیوں جیسی موٹی موٹی زبانیں بڑی بے چینی سے بار بار باہر پڑ رہی تھیں۔ جس وقت وہ تقریباً ساٹھ ستر فٹ آگ سے باہر آ چکا تھا میرے بدن کی ہر قوت ختم ہو کر رہ گئی اور نگاہوں کے سامنے اگن ناگ کی وہ بڑی بڑی سرد اور بے رحم آنکھیں چمکتی رہ گئیں۔

وہ شاید کوئی ترغیب ہی تھی جس کے تحت میں دوبارہ جنبش کرنے اور محسوس کرنے کے قابل ہو سکا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے داہنے پیر کے انگوٹھے کے بل سیدھا کھڑا پایا۔ میرا بایاں پیر اوپر اٹھا ہوا تھا اور دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے اور پورے بدن پر ناقابل بیان سختی چھائی ہوئی تھی۔

میرے سامنے اگن ناگ کنڈلی مارے کسی سرخ الاؤ کی مانند بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا کوئی سو گز لمبا بدن کنڈلی کی صورت میں میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ اور بدن کا بچا حصہ ابھی تک اگن کنڈ کے دھیمے دھیمے شعلوں میں روپوش تھا۔

مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر اگن ناگ نے بڑے سکون سے اپنا انگاروں کی طرح دہکتا گزوں چوڑا پھن اوپر اٹھایا اور ایک تیز پھنکار ماری۔ زمین دہل گئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں گرم ہواؤں کے کسی تیز بھنور میں پھنس گیا ہوں۔ میرے قدم لڑکھڑائے اور میں کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح پتھریلی زمین پر گر پڑا۔

ابھی میں پہلو بھی نہ بدلنے پایا تھا کہ اگن ناگ کا خوفناک پھن میرے اوپر لہرانے لگا۔ ایک بہت ہی ہولناک چیخ میرے حلق میں پھنس کر رہ گئی۔ اگن ناگ کا بدن انگاروں کی طرح دہک رہا تھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سرخ لو بھی اٹھ رہی تھی لیکن مجھے حرارت کا احساس تک نہ ہو سکا بلکہ اس کے برعکس اس کے بدن کے قریب آ جانے سے شدید سردی ضرور محسوس ہونے لگی۔ نہ جانے وہ دہشت کی سردی تھی یا واقعی اگن ناگ کے دہکتے بدن کی تاثیر ہی سرد تھی۔

موت میرے سر پر تلی کھڑی تھی۔ اگن ناگ کا مہیب پھن میرے سر پر

معلق تھا۔ اس کی سرد نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں‘ اس کی باہر کو نکلتی زبانیں‘ میرے چہرے سے چند انچ کے فاصلے تک آ کر رہ جاتی تھیں‘ اس کی پھنکاروں کا لمس میں اپنے پورے بدن پر محسوس کر رہا تھا‘ مجھے یقین تھا کہ وہ آہستگی کے ساتھ مجھے ڈس کر میری بھینٹ قبول کر لے گا پھر اس کا پھن نیچے آیا‘ میں دہشت زدہ ہو کر اپنا بدن چرانے لگا۔ میرا سانس اس بری طرح پھول رہا تھا جیسے میں میلوں دور سے بھاگتا چلا آ رہا ہوں۔

آخر اگن ناگ کا موت کی طرح سرد پھن میرے سینے سے ٹکرایا میں نے دانت کچکچا کر آنکھیں بھینچ لیں تاکہ اس آخری اذیت سے گزر سکوں‘ اس کے بعد تو موت کی شفیق اور ابدی آغوش ہی میرا مقدر ہونے والی تھی۔

میں آنکھیں بھینچے پڑا رہا اور اگن ناگ کا سرد پھن میرے سینے پر پھسلتا رہا۔ جان کنی کے وہ چند لمحات بڑی اذیت میں گزرے‘ پھر اگن ناگ کا سرد لمس باقی نہ رہا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو اپنی بینائی پر یقین نہ آیا‘ کئی بار پلکیں جھپکائیں‘ پھر اپنے مقدر پر بے اختیار اطمینان کا ایک پھانس آزاد ہو گیا‘ میں زندہ و سلامت تھا اور اگن ناگ حشمت و شکوہ کے ساتھ آہستہ آہستہ اگن کنڈ کی جانب لوٹ رہا تھا۔

قادر مطلق کی اس بے کراں عنایت پر بے اختیار میری آنکھیں نم ہو گئیں‘ جی چاہا کہ چیخ کر رونا شروع کر دوں۔ اتنا روؤں اتنا روؤں کہ اس ناقابل یقین مسرت کا غبار آنسوؤں کے سیلاب میں بہ جائے‘ اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی آج بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی خوشی پر میرا دل پھٹ کیوں نہ گیا‘ میں زندہ کیسے بچ سکا۔

ایک طرف مسرت کی یہ انتہا تھی اور دوسری جانب وہ پر احتشام اگن ناگ آتشیں لاؤ میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کا پچھلا دھڑ تو پہلے ہی اگن کنڈ کے شعلوں میں چھپا ہوا تھا اور اب اس کا پھن اور اگلا دھڑ بھی اس میں داخل ہو کر روپوش ہو چکا تھا۔ میرے سامنے زمین پر کنڈلی مارے ہوئے اس کا سینکڑوں گز لمبا‘ بدن کا وسطی حصہ تیزی سے گھٹتا جا رہا تھا۔ فضا پر غیر فطری سا سکوت چھایا ہوا تھا۔ تاحد نظر زمین پر پھیلے ہوئے جل تھل یوں ساکت و صامت پڑے ہوئے تھے جیسے ان کے جسموں سے زندگی کی آخری رمق تک نچوڑی جا چکی ہو۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں ششدر و مبہوت زمین پر پڑا اگن ناگ کو اپنے اگن کنڈ میں جاتے دیکھتا رہا اور وہ آہستہ آہستہ آگ کے شعلوں میں روپوش ہو گیا۔

اس کے غائب ہوتے ہی اس میدان میں ایک حشر سا برپا ہو گیا لاکھوں جل ناگ بھیانک پھنکاریں مارتے میرے بدن کو چھونے لگے۔ پہلے تو میں دہشت زدہ ہو کر بری طرح چیخنے لگا لیکن جب مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا تو میری سمجھ میں آیا کہ اگن ناگ نے میری بھینٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اسی بنا پر سارے جل ناگ عقیدت سے میرا بدن چھو رہے ہیں۔ صورت حال کا اندازہ کرتے ہی میں جلدی سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جل منڈل کے اس حصے میں دور تک غبار اڑ رہا تھا اور اس کی اوٹ میں لاکھوں جل ناگ جوش و خروش کے ساتھ میری جانب بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے، ان میں سے ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ سب سے پہلے مجھ تک آ پہنچے۔

گو یہ صورت حال میرے لئے تشویش ناک یا پریشان کن نہیں تھی لیکن جل ناگوں کے اس پرجوش ہجوم میں میں تنہا انسان تھا اس لئے مجھے گھبراہٹ سی ہونے لگی اور میری نگاہ اس انبوہ میں بے تابی سے جل کماری، ناگ رانی یا جے سیکا کو تلاش کرنے لگیں۔

چند سیکنڈ بعد ہی میری نظر جل کماری پر پڑی جو نسوانی روپ میں مجھ سے کچھ دور کھڑی ہوئی تھی، اس کے چہرے پر حسرت زدہ پشیمانی برس رہی تھی اور وہ میری جانب دیکھے جا رہی تھی۔

"جل کماری۔" میں چیخ کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔ اس وقت میں بالکل بھول گیا کہ اس مکار نے تو میری موت کا سارا سامان کر دیا تھا اگر میرا مقدر یاوری نہ کرتا تو اس وقت وہاں میری مسخ شدہ اکڑی ہوئی لاش ہی پڑی ہوتی۔

"میں زندہ ہوں جل کماری..... ناگ رانی کہاں ہے؟ جے سیکا کہاں ہے؟ اگن ناگ نے مجھے چھوڑ دیا، دیکھو میں بالکل زندہ ہوں۔" میں اس سے لپٹ کر ایک ہی سانس میں بولے چلا گیا۔

"تم سدا سکھی رہو۔ بھاگ کے بڑے سچے ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"انھیں بھگاؤ۔ یہ کہاں مجھ سے لپٹے پڑ رہے ہیں۔" اس سے الگ ہو کر میں نے

اپنی پنڈلیوں سے لپٹے ہوئے جل ناگوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

جل کماری زور سے کسی نامانوس زبان میں چیخی اور وہ میدان تیزی کے ساتھ خالی ہونا شروع ہو گیا۔

چند ہی منٹ میں ہم دونوں اگن کنڈ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی آنچ میں تنہا رہ گئے۔ فضا پر چھایا ہوا غبار بھی آہستہ آہستہ دب رہا تھا۔

"ناگ رانی کہاں ہے جل کماری۔ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"جہاں من چاہے جا سکتے ہو۔ میں نے پہلے تم کو اپنا من ہارا تھا اور اب سب کچھ ہی ہار بیٹھی ہوں۔ جل منڈل کی دھرتی پر اگن ناگ نے پہلی بار کسی منش کی بھینٹ کو سویکار کرنے سے انکار کیا ہے۔ وہ تم پر بڑا مہربان ہے۔ اس کی اِکشا ہے کہ تمہیں شانتی کے ساتھ جل منڈل سے نکال کر کلی بھومی پہنچا دیا جائے۔"

"کلی بھومی۔" بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔ "اللہ تیرا شکر ہے کہ میں اب جل منڈل سے نکل کر اپنے جیسے انسانوں میں پہنچ سکوں گا۔"

"ناگ رانی اسی جزیرے پر تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پر تم چاروں کھونٹ چوکس رہنا، کون جانے کہ شیو ناگ بھی تمہارے سواگت کو تیار ہو۔" وہ میرے ساتھ لوٹتے ہوئے بولی۔

میں اس سے کچھ نہ بولا لیکن میں اب اپنے دل میں پہاڑوں تک سے ٹکرانے کا حوصلہ پا رہا تھا۔ بس ذہن میں ایک بات چبھ رہی تھی کہ اگن ناگ منکے کی وجہ سے مجھے چھوڑ دینے پر مجبور ہوا تھا یا ناگ رانی نے اروشی دیوی کے ذریعے اسے میری بھینٹ قبول نہ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔

اگن کنڈ کے دہکتے شعلوں کا انعکاس دور دور تک کی فضا میں اپنی سرخ پرچھائیاں ڈال رہا تھا اور میں ہزاروں سال سے روشن اس پراسرار الاؤ کو پیچھے چھوڑتا، جل کماری کے ہمراہ ان سرحدوں کی جانب بڑھ رہا تھا، جہاں آتے وقت جے سیکا نے میرا ساتھ چھوڑا تھا مجھے پورا یقین تھا کہ وہ میرے سوگ میں اب تک وہیں بیٹھی ہو گی اور مجھے خلاف توقع زندہ دیکھ کر خوشی سے دیوانی ہو جائے گی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جل کماری کو تو اس وقت چپ لگی ہوئی تھی۔ مقابلے کے آخری موڑ پر آ کر اسے جو ناقابل یقین صدمہ پہنچا تھا اس نے جل کماری کے اعتماد کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ شاید وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے میری التجاؤں کو قبول کرتے ہوئے اگر آخری وقت میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیا ہوتا تو اس ندامت سے بھی بچ جاتی اور مجھے اپنا احسان مند بنا کر ہمیشہ کے لئے اپنی راتوں کا بھکاری بھی بنا لیتی۔ بہرحال اب اس کا کھیل ان چکا تھا وہ بازی ہار چکی تھی اور میرے دل میں اپنی ستارہ کو ناگ بھون سے نکال کر دوبارہ پا لینے کا جذبہ نئی شدت اور نئے عزم کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔ مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے میری حرماں نصیبی کے دن گزر چکے ہیں اور ایک نئی زندگی اپنی حرارت آفرینی کے ساتھ میرے استقبال کی منتظر ہے۔

میں جل کماری کے ہمراہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اگنی کنڈ کے بھڑکتے شعلے ہم کافی پیچھے چھوڑ چکے تھے۔ نئی زندگی کی نوید نے میرے پورے بدن میں زبردست توانائی پھونک دی تھی لیکن جل کماری پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔

جب ہم اس مقام پر پہنچے جہاں جے سیکا نے قربان گاہ کی طرف جاتے ہوئے میرا ساتھ چھوڑا تھا تو میں حیران رہ گیا کہ وہاں دور دور تک جے سیکا کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

جل کماری میری پریشان نظروں سے اصلیت بھانپ گئی اور مسکرا کر بوجھل لہجے میں بولی۔ "چلی گئی ہو گی کہیں' اب تمہیں اس کی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔" یہ کہتے ہوئے وہ میرے بالکل قریب آ گئی۔

"تم مجھے جلد از جلد کالی بھومی تک پہنچانے کا بندوبست کرو' مجھے یہاں جل منڈل میں گھٹن محسوس ہونے لگی ہے۔" میں نے اس سے الگ ہو کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم جیت تو چکے ہو' پر میری ایک آرزو ہے سلطان جی!" وہ قدرے جھجکتے ہوئے بولی۔

"وہ کیا؟" میں چونک پڑا۔

"تمہارے جل منڈل چھوڑنے سے پہلے میں کچھ دیر تمہارے بازوؤں کی بھری بھری ٹھنڈک کا سکھ لوٹنا چاہتی ہوں۔" وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"ہوں۔" میں نے مختصر سا جواب دیا کیونکہ مجھے اپنے پیٹ میں اینٹھن اور سینے پر گھٹن سی محسوس ہونے لگی تھی۔

ہم آگے بڑھتے رہے اور اسی کے ساتھ میری تکلیف میں اضافہ ہوتا رہا۔ مجھے وہ لکیریں اپنی آنتوں سے لپٹی محسوس ہو رہی تھیں۔ کبھی کبھی یہ سارا دباؤ اتنی شدت کے ساتھ سینے کی جانب منتقل ہو جاتا کہ میرے لئے خود پر قابو پانا دشوار ہو جاتا۔

خدا خدا کر کے جل کماری کا راج بھون قریب آیا اور میرے قدموں میں غیر معمولی سرعت سرایت کر گئی۔

سیپیوں' مونگے اور موتیوں سے بنی اس عالیشان عمارت میں کہیں بھی دروازہ یا کھڑکی قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کی بلند و بالا دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اس سے قبل میں بارہا راج بھون میں آیا گیا تھا لیکن یہ مرحلہ کبھی ہوش کے عالم میں طے نہیں کیا تھا' اب پہلی بار میں پورے ہوش و حواس کے عالم میں اس کے اندر جانے والا تھا۔

راج بھون کی دیواریں قریب آنے پر میری رفتار سست پڑنے لگی لیکن جل کماری میرا ہاتھ تھامے تیزی سے بڑھتی رہی اور مجھے ہمراہ لئے' اس دیوار میں سے یوں گزر گئی جیسے وہ دھوئیں سے بنی ہوئی ہو۔ اس دیوار کو عبور کرنے کے بعد میں بوکھلا کر پیچھے مڑا تو اپنے عقب میں اس دیوار کو موجود پایا' اپنی حیرت اور شبہ دور کرنے کی نیت سے میں نے لوٹ کر دیوار کو ہاتھ لگایا تو وہ بالکل ٹھوس محسوس ہوئی' جل کماری آہستہ سے بولی۔ "چلے آؤ' اس دھرتی پر قدم قدم پر ایسے منتر بکھرے پڑے ہیں۔"

جل کماری کے کمرے میں پہنچنے سے قبل ہی میری تکلیف اور گھٹن اتنی بڑھ گئی کہ میں فرط اذیت سے سینہ تھام کر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

جل کماری نے ہمدردانہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور بولی۔ "جب تک تم اگنی ناگ کو اپنی بھینٹ کا بدل نہیں دو گے۔ یہ روگ تمہیں ستاتا رہے گا۔ اگنی کنڈ کے جو دھواں سانپ بن کر تمہارے حلق سے اتر گئی تھیں' وہی تمہیں کچوک رہی تھیں۔"

"بھینٹ کا بدل۔" میں تکلیف کے باوجود اپنی حیرت کے اظہار پر مجبور ہو گیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ہاں۔ اگن ناگ نے تمہیں برس کی ڈھیل دی ہے۔ اپنی دھرتی پر پہنچنے کے بعد تمہیں کالی مونگ کی دال سے اگن ناگ کا ایک ننھا سا پتلا بنانا ہوگا اور اسے کسی کنواری کے زندہ خون میں نہلانا ہوگا' اس کے بعد ہی تم اپنے روگ سے چھٹکارا پا سکو گے۔"

"اوہ!" بے اختیار میرے منہ سے مایوسانہ آواز آزاد ہو گئی۔ "اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو کیا ہوگا؟"

"اگر ایک برس میں تم اپنی بھینٹ کا یہ بدل نہ دے سکے تو پھر تمہارے بدن میں چھپے یہ پتلے پتلے سانپ تمہیں تڑپا تڑپا کر مار ڈالیں گے۔" میں نیم مایوسانہ انداز میں جل کماری کے ہمراہ بڑھنے لگا اس وقت تک شدید اذیت نے مجھے خاصا پریشان کر رکھا تھا۔ مجھے اپنی جان بچ جانے کی تو خوشی تھی لیکن اس کی قیمت خاصی مہنگی تھی۔ مجھے اندرونی تکلیف سے بچاؤ کے لئے اپنے ہاتھوں کسی کو کنواری لڑکی کے خون سے الوپ کرنا ضروری ہو چکا تھا۔

اپنی عطر بیز اور نیم روشن خواب گاہ میں پہنچ کر جل کماری دیوانہ وار مجھ سے لپٹ پڑی۔ میں چند ثانیوں تک سرد مہری اور بے توجہی کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن اس کے لرزتے ہوئے بدن کے دہکتے لمس نے میری کنپٹیوں میں چنگاریاں سی بھر دیں' آنکھوں کے سامنے چکیلی دھند بچھنے لگی اور میں نے بے اختیار اسے اپنی آغوش میں بھینچ کر لیا۔

اس وقت میرے دل میں جل کماری کے لئے بڑے متضاد جذبے امڈ رہے تھے۔ ایک طرف اس کے حسین اور جوان بدن سے رعنائیاں نچوڑ لینے کی آرزو دل میں کروٹیں لے رہی تھی دوسری جانب اپنی فتح مندی کا جذبہ اس کے بدن کے ٹکڑے اڑا دینے پر اکسا رہا تھا۔ میں نے کئی بار اپنے دانت اس کے رخساروں اور اس کے بدن کی جلد میں گاڑ دیئے اور وہ لذت آمیز انداز میں سسک پڑی۔

نہ جانے میں کتنی دیر تک جل کماری کے بدن سے کھیلتا رہا' میری محویت اس وقت ٹوٹی جب جل کماری کی خواب گاہ میں ایک غیر مانوس سی گونج ابھر کر فوراً ہی غائب ہو گئی۔

"ہنہ۔ ہنہ۔ جل منڈل میں کوئی پرایا گھس آیا ہے۔" وہ مجھے دھکیل کر اٹھتے ہوئے بولی۔

میرے کچھ پوچھنے سے قبل وہ تیر کی طرح وہاں سے چلی گئی۔ میں کچھ دیر تو خالی الذہنی کے عالم میں بستر پر پڑا رہا پھر اٹھ کر اپنی پنڈلی پر رومال کے ساتھ بندھے ناگ رانی کے بالوں کو چھوا۔ یہ وہ بال تھے جو میں نے ناگ رانی کو چمپا کے روپ میں زیر کرنے کے لئے اس کی زلفوں سے کاٹے تھے یہ بال ہر دم میرے ساتھ رہتے تھے اور میں ان کی حفاظت کرتا رہا تھا محض ان بالوں کے باعث ناگ رانی میرے قبضے میں تھی۔ حیدر شاہ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ کسی مرحلے پر اگر میرے لئے ان بالوں کی حفاظت مشکل ہو جائے تو میں انھیں جلا کر ان کی راکھ بہتے پانی میں پھینک دوں۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ اگر گہرے سمندر میں سے گزر کر کالی بھومی تک پہنچنے کے دوران میں یہ بال میرے قبضے سے نکل گئے تو ناگ رانی اپنی قوتوں کے سہارے انھیں تلاش کر کے ان پر قابض ہو جائے گی اور میں اسے کھو بیٹھوں گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ جل منڈل سے کالی بھومی کے پراسرار سفر پر روانہ ہونے سے قبل میں ان بالوں کو جلا دوں گا اور ان کی راکھ جل منڈل کی خنک گپھا اور چنگھاڑتی ہوئی سمندری گپھا کے سنگم پر سمندری ریلے میں بہا دوں گا۔

اس فیصلے کے بعد میں نے خواب گاہ کا جائزہ لیا تو یہاں میرے لئے مردانہ کپڑوں کا ایک نیا جوڑا موجود تھا۔ میں غار اور کالسی کے جال سے رہائی کے بعد سے مسلسل برہنہ تن تھا اور عجیب سے ذہنی خلجان میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے جلدی جلدی وہ لباس پہننا شروع کر دیا۔

لباس پہننے کے بعد میں مسہری پر پڑا ہوا ستارہ اور ناگ بھون کے آئندہ سفر کے متعلق سوچ رہا تھا کہ کمرے میں قدموں کی وزنی دھمک سنائی دی' چونک کر اٹھا تو جل کماری ہانپتی چلی آ رہی تھی۔

"تمہاری سجے سیکا نے ہتیا کر لی ہے۔" وہ جلدی جلدی بولی۔ "اب تک وہ ہماری نظروں سے اوجھل تھی پر زہر کھانے کے بعد وہ نظر آنے لگی ہے' اس نے اسی غار کے کنارے ہتیا کی ہے۔ جہاں تم نے قید میں اس کے ساتھ رنگ رلیاں منائی

تھیں۔"

"جے سیکا نے خودکشی کر لی۔" میں نے بے یقینی کے لہجے میں دہرایا۔ اس خبر سے مجھے دلی صدمہ پہنچا تھا۔

اس سے قبل کہ جل کماری کچھ کہتی' کئی موٹے موٹے جل ناگ جے سیکا کے بے جان بدن کو فرش پر گھسیٹتے وہاں آ پہنچے۔

جل کماری کے اشارے پر انہوں نے جے سیکا کو وہیں چھوڑا اور واپس لوٹ گئے۔

میں تیر کی طرح جے سیکا کے قریب پہنچ گیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھی ہوئی تھیں اور منہ سے نیلے نیلے جھاگ بہہ رہے تھے' اس کا پورا بدن پسینوں میں ڈوبا ہوا تھا میں نے بے صبری کے ساتھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھا لیکن وہاں دھڑکنوں کے بجائے موت کا مہیب سکوت طاری تھا' پھر گھبرائے ہوئے انداز میں اس کی نبضیں ٹٹولنے لگا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ جے سیکا نے میری زندگی سے مایوس ہو کر ہی خودکشی کی کوشش کی ہے اور اب میرے بچ نکلنے پر شاید اس کی روح بھی تڑپ اٹھے گی کیوں کہ جے سیکا نے موت کے بعد والے جہانوں میں ملاپ کی نیت سے یہ قدم اٹھایا تھا۔

"سچ کہو سلطان جی' یہ کون ہے؟" جل کماری نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے جے سیکا کی نبضیں ٹٹولتے ٹٹولتے سر اوپر اٹھایا اور غصے سے اسے گھور کر دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔

"میں اتنا جانتی ہوں کہ یہ ناگن نہیں ہے۔" جل کماری کہہ رہی تھی۔ "ناگ ناگنوں پر کوئی زہر اثر نہیں کرتا' پھر مرتے وقت ناگ جس روپ میں بھی ہوں' اپنی اصل شکل میں آ جاتے ہیں پر یہ تو ابھی تک لڑکی ہی کے روپ میں ہے' میں سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ یہ ناگن نہیں ہے۔"

اس وقت میری بے چین انگلیوں نے جے سیکا کی نبض کی ڈوبتی ہوئی' ہلکی سی دھڑکن محسوس کی اور مجھ پر یک بیک دیوانگی طاری ہو گئی۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 \ 0345-5048559
Prop: Ali Khan

جے سیکا کی خودکشی کے اس واقعہ نے میرے پورے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا مجھے یہ تو معلوم تھا کہ جے سیکا بھی ناگ رانی اور جل کماری کی طرح میری محبت کے فریب کا شکار ہے لیکن میں یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ محض میری خاطر خودکشی کا انتہائی قدم بھی اٹھا سکے گی۔ گو جے سیکا کی اس مظلومیت اور غلط فہمی میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ لیکن اس وقت میں خود کو مجرم سا سمجھ رہا تھا' دوسری طرف جے سیکا کے بارے میں جل کماری کے شبہات نے مجھے چونکا دیا تھا' اگر جے سیکا واقعی انسانی نسل سے تعلق رکھتی تھی تو جل منڈل کی اجنبی سرزمین پر وہ میری اور میں اسکی مدد کا مستحق تھا۔

وہ بے حس و حرکت جل کماری کی خواب گاہ کے فرش پر پڑی ہوئی تھی اس کا حسین بدن جگہ جگہ سے مسکے ہوئے لباس میں سے جھانک رہا تھا' اس کے منہ سے ابھی تک نیلے نیلے جھاگ ابل رہے تھے' بدن پسینوں میں شرابور تھا اور اس کی نبض کی رفتار بہت سست اور ناہموار تھی۔ جے سیکا کی زندگی کی خفیف سی امید پیدا ہوتے ہی میرے وجود میں محبت کا وہ ابدی اور لازوال جذبہ اپنی پوری شدت سے بیدار ہو گیا' جو انسان کو اس کے ہم نسلوں کی جانب مائل کرتا ہے' میں نے بے کلی کے ساتھ اس کے دل کے مقام پر اپنی ہتھیلی سے مالش کی لیکن اس کے بدن کو جنبش نہ ہوئی اسی وقت جل کماری نے بڑھ کر اس کی چڑھی ہوئی پتلیوں پر پپوٹے گرائے اور میرے شانے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر بولی۔ "تم جان ہلکان نہ کرو سلطان جی' وہ اس سنسار سے جا چکی ہے' اس نے ساگروں کی جل کماری کی آگیا کی بنا جل منڈل میں گھسنے کی غلطی کی تھی اور دیوتاؤں نے اسی کے ہاتھوں اسے سراپ دے دیا ہے۔ آ جاؤ۔۔۔۔ اس کی آتما چند ہی سمے میں نرک کی بھیانک آگ میں پھینک دی جائے گی۔"

میں نے سر اوپر اٹھا کر اسے غصیلی نگاہوں سے گھورا۔ "تم بکواس مت کرو، جے سیکا زندہ ہے، وہ جل منڈل میں ایسی کسمپرسی کی موت نہیں مر سکتی۔"

"سلطان جی!" جل کماری بھی یک بیک بپھر گئی۔ "تم یہ مت بھولو کہ میں جل منڈل کی کماری ہوں تم میری شکتی کا کوئی اپائے نہ کر سکو گے۔"

"شکتی؟" میں نے زور سے زہریلا اور نیم ہذیانی قہقہہ لگایا اور اس کے برہنہ جسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شکتی بس یہی ہے، تمہارے وجود میں ہوس اور نفس کی وہ آگ بھڑک رہی ہے، جسے کوئی بھی سرد نہیں کر سکے گا" تمہاری بے حیائی اور آوارہ مزاجی نے مجھے تمہاری اس شکتی کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیا ہے، اب یہ مجھ پر کام نہیں کرے گی۔۔۔۔ اسے شیو ناگ پر آزمانا۔"

میرے ان جلے کٹے الفاظ پر وہ بلبلا اٹھی۔ "زبان کو لگام دو۔۔۔ اس دھیان میں نہ رہنا کہ اگنی ناگ نے تمہیں چھوٹ دے دی ہے تمہارا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ تم نے جل منڈل کی دھرتی پر ایک کنیا چوری چھپے اپنے ساتھ لا کر اپنے لئے کنواں کھودا ہے جل منڈل کی ریت یہی ہے کہ اب تم کو جیون بھر یہاں کی کٹھن قید بھگتنی پڑے گی اگنی ناگ کا وچن اب ختم ہو گیا۔ تم کڑی کٹھنائیاں جھیلنے کی تیاری کرو۔"

اس کے لہجے کی مکاری اور اس کے تیوروں نے مجھے تذبذب میں ڈال دیا۔ لیکن میں نے اپنے لہجے سے کسی کمزوری کا اظہار نہ ہونے دیا۔ "جل منڈل پر تمہارا حکم ضرور چلتا ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گی زیادہ سے زیادہ تم جے سیکا کو اپنی رقابت کی خاطر ہلاک کر سکتی ہو اور اس کے لئے بھی تمہیں مجھ سے مقابلہ کرنا ہو گا۔"

"پھر تماشا دیکھو!" جل کماری نے یہ کہتے ہی پھرتی سے تالی بجائی اور فرش پر عین اس جگہ جہاں نیم جان جے سیکا بے ہوشی کے عالم میں پڑی ہوئی تھی زمین میں سے موٹے موٹے کیڑے ابلنے لگے۔ میں ششدر و مبہوت سا یہ منظر دیکھتا رہا، پل بھر میں وہ سفید کیڑے سب جے سیکا کے کندن جیسے بدن سے لپٹ گئے تب جے سیکا کے بدن میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی، پھر اس نے بے ہوشی کے عالم میں پھریری لی اور اگلے ہی لمحے میں وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گئی، اس کی آنکھیں دہشت سے کشادہ تھیں۔

اس نے فرش سے اٹھنے میں بہت پھرتی سے کام لیا۔ لیکن وہ سفید کیڑے اس کے بدن سے خونی جونکوں کی طرح لپٹے ہی رہے جے سیکا کی نظر اپنے بدن پر پڑی تو اس کا رنگ اڑ گیا، سرخ سرخ آنکھوں میں وحشت کے سائے لہرانے لگے اور وہ چیخیں مار مار کر اپنے بدن سے وہ سفید کیڑے نوچنے لگی۔

"یہ ماس کھانے والے کیڑے ہیں۔" جل کماری سفاکانہ ہنسی کے ساتھ بولی۔ "زندہ ماس ان کا من بھاتا کھاجا ہے۔ ابھی تمہاری جے سیکا کے بدن کی ہڈیاں جھانکنے لگیں گی۔"

"بچاؤ! بچاؤ!۔۔۔۔۔۔۔ یہ مجھے کھا رہے ہیں۔ بھگوان کے لئے بچاؤ!!" جے سیکا فرط اذیت سے بے تاب ہو کر میری طرف لپکی، میں نے سحر زدگی کے انداز میں اپنی باہیں کھول دیں اور وہ لرزتی کانپتی میرے سینے سے آ لگی ایک ثانیے کے لئے میرے رگ و پے میں بھی دہشت کی لہر سرایت کر گئی لیکن جونہی میں نے اس کو باہوں کا سہارا دیا، اس کے بدن سے لپٹے ہوئے وہ بے شمار موٹے موٹے سفید کیڑے مر مر کر فرش پر گرنے لگے، مجھے معاً خیال آیا کہ میرے گلے میں ناگ رانی کا منکا پڑا ہوا ہے اور جے سیکا کے بغل گیر ہونے کے باعث وہ منکا اس وقت اس کے بدن سے مس کر رہا تھا، اس کی تاثیر سے جل کماری کے مسلط کئے ہوئے وہ موذی کیڑے مر مر کر جے سیکا کے بدن سے گر رہے تھے۔

چند لمحوں کے بعد جے سیکا کی چیخیں ختم ہو گئیں لیکن اس کا سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا جیسے وہ میلوں دور سے دوڑتی چلی آ رہی ہو میں نے اس کے عریاں بدن پر نظریں ڈالیں تو اس کی جلد سے جا بجا خون رس رہا تھا جیسے پسینے کے مساموں سے خون کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ نکلی ہوں، میں نے جلدی سے اپنا گریبان میں لٹکا ہوا منکا جے سیکا کے لرزتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا اور اس نے وہ منکا فوراً اپنے منہ میں دبا لیا۔ میری یہ تدبیر کارگر ہوئی اور جے سیکا منکا واپس دے کر مجھ سے الگ ہو گئی اس کے بدن کے سارے زخم پل بھر میں مندمل ہو چکے تھے اور وہ اس طرح ہشاش بشاش نظر آ رہی تھی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ "سلطان!" یک بیک جل کماری کی قہربار آواز گونجی۔ میں نے اس کی جانب سر گھمایا تو اس کے چہرے سے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

زلزلے کے سے آثار ہویدا تھے۔ "جل منڈل سے تیری مکتی نہیں ہو سکتی تو اس دو ٹکے کی چھوکری کے کارن میرے منہ آیا ہے اور اب میں تجھے کبھی شما نہیں کروں گی۔" وہ کہہ رہی تھی۔

"دیکھا جائے گا۔" میں نے لاپرواہی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں خود اب تجھے ٹھکانے لگائے بغیر جل منڈل سے باہر قدم نہیں نکالوں گا۔"

"تم زندہ ہو سلطان جی!" جے سیکا جو اب تک مجھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی یک بیک بولی۔

"ہاں جے سیکا۔۔۔ تم نے غلطی کی جو مجھے اپنی اصلیت سے بے خبر رکھا' میری زندگی میں جل کماری تمہیں ہاتھ بھی نہ لگا سکے گی۔"

"لے ابھی تیرے دماغ کے کیڑے جھاڑے دیتی ہوں۔" جل کماری یہ کہہ کر اپنی جگہ کھڑے کھڑے تیزی سے چکرائی اور میری آنکھوں کے سامنے گھور اندھیرا چھا گیا جے سیکا ایک ہلکی سی چیخ مار کر دوبارہ میرے سینے سے آ لگی کئی منٹ تک میں اس تاریکی میں دیکھنے کے قابل نہ ہو سکا اور جب میری بینائی قدرے بحال ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میں جے سیکا کے ہمراہ ایک تنگ کوٹھری میں قید ہوں' جل کماری نے پراسرار قوتوں کے سہارے میرے اردگرد ٹھوس دیواروں کا حصار کھڑا کر دیا تھا اور خود وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"سلطان جی! تم میرے کارن کیوں اپنی جان ہاہن کرتے ہو' مجھ جنم جلی کو اپنے بھاگوں کا لکھا بھوگنے کے لئے اس کالی دھرتی پر چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ' مجھ سے زیادہ تمہاری بیوی کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" جے سیکا روہانسے اور معصومانہ لہجے میں بولی۔

"پگلی!" میں نے گھور تاریکی میں اس کے رخسار پر دھیمے سے چپت لگائی۔ "آج مجھے اپنی خوش بختی پر ناز ہے کہ میں اس سرزمین پر اکیلا نہیں ہوں' میرے جیسا ایک اور انسان بھی میرے قریب ہے میں تو ہمیشہ سے تمہیں ناگن ہی سمجھتا رہا ہوں' میری عقل کام نہیں کرتی کہ تم کیسے اس شیطانی چکر میں آ پھنسی ہو!"

"میری پتا بڑی دکھ بھری ہے۔" اس کے لہجے سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ آنسو

پینے کی کوشش کر رہی ہے۔

"سناؤ' سناؤ۔ تمہارے بارے میں آج تک میں نے ہمدردانہ انداز میں نہیں سوچا مجھے بتاؤ کہ تم ناگ رانی کے قبضے میں کیسے آ گئیں اور تم کو ناگنوں جیسی شکتیاں کیسے مل گئیں؟" میں یہ کہتے ہوئے اس تیرہ و تار کوٹھری کے فرش پر بیٹھ گیا۔

"پہلے یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈو' جان بچی تو یہ سب بھی سنا ڈالوں گی۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "میں اپنی جدوجہد کے آغاز سے پہلے تمہاری کہانی سننا چاہتا ہوں تاکہ بعد میں کوئی خلش نہ ستائے۔۔۔۔ آؤ بیٹھ جاؤ۔"

وہ میرے بدن سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"شاباش! جلدی سے سنا ڈالو اپنی کہانی!" میں نے نرمی سے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"الگ رہو سلطان جی۔" وہ سکڑ کر تیزی سے الگ ہو گئی۔۔۔۔ "مجھے لاج آتی ہے۔"

"لاج آتی ہے۔" میں دھیمے سے ہنسا۔ "ہم تو بارہا ایک دوسرے کے قریب رہے ہیں۔"

"وہ اور بات تھی' تم مجھے ناگن سمجھتے تھے۔" اس کے لہجے میں معصومیت رچی ہوئی تھی۔ اور وہ اپنی باتوں سے بالکل بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔ میرے ذہن پر حیوانیت کی ہلکی سی دھند لہرائی' جے سیکا کو ناگن سمجھ کر تو میں نے بارہا پامال کیا تھا۔ لیکن انسانوں کی نسل کی ایک حسین لڑکی کا تصور اجاگر ہوتے ہی مجھے کچھ لطیف سے احساسات پریشان کرنے لگے تھے۔

"میں ایک سپیرن کی لڑکی ہوں۔" جے سیکا ہولے ہولے کہہ رہی تھی۔

"سپیرے کی نہیں؟" میں چونک کر بول پڑا۔

"نہیں۔" وہ پژمردہ لہجے میں بولی۔ "میری ماں کہتی تھی کہ اس نے کبھی بیاہ نہیں رچایا۔ وہ بچپن ہی سے نگر نگر گھوم کر کھاتی کماتی تھی اپنی جوانی کے دنوں میں وہ ایک بالکے کے بہکاوے میں آ گئی۔ جب اسے اپنے کئے کا پھل پروان چڑھنے کا پتہ چلا تو وہ اس

پاپی سے بہت دور تھی اس نے ایک رات چوری چھپے اپنا ڈیرہ چھوڑ دیا اور جنگل میں چھپ گئی میری ماں نے سارا جیون اسی جنگل میں پھل چنتے گزار دیا' وہیں اس کی کوکھ سے میں جنم جلی پیدا ہوئی اور وہیں میری ماں کی سمادھی ہے سات برس کی عمر میں مجھے ایک پرانے پیڑ کے کھوکھلے تنے سے سانپ کے دو انڈے ملے تھے' میں وہ انڈے لے کر کٹیا سے بہت دور بھاگ گئی۔ میں نے اپنی ماں سے ناگ ناگنوں کے بہت سے قصے سن رکھے تھے میں بیاسی دن تک ان انڈوں کو اپنی بغل اور بدن کے دوسرے حصوں کی گرمی پہنچا کر سیتی رہی اور ایک روز دو چھوٹے چھوٹے کالے سانپ ان انڈوں سے باہر نکل آئے انہیں دیکھ کر مجھے ڈر تو بہت لگا۔ پر میں اپنے شوق کے کارن ان کی دیکھ بھال کرتی رہی' سات مہینے بعد جب وہ سانپ بہت بڑے بڑے ہو گئے تھے تو ایک روز غائب ہوگئے' میں سہمی سہمی جنگل میں اکیلی پھرتی رہی' ان کی تلاش میں کئی جگہیں چھان ماریں پر ان کا کہیں پتہ نہ چلا اس قصے کے چار روز بعد میں سو رہی تھی تو اپنے سینے پر بوجھ کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ اپنے سینے پر ایک بہت موٹی سفید ناگن کو بیٹھے دیکھ کر میں بری طرح ڈر گئی اور چیخ مار کر ایک طرف بھاگ پڑی' اس سفید ناگن نے پھرتی سے میرا راستہ روک لیا اور زمین پر لوٹ مار کر ایک خوبصورت عورت بن گئی' میں سہمی سہمی یہ سب دیکھتی رہی' وہ سفید ناگن ہی ناگ رانی تھی' اس نے مجھے پیار سے اپنے ساتھ لپٹا کر دلاسا دیا اور مجھے بتایا کہ میں نے پریم کے ساتھ جس طرح دونوں انڈوں اور پھر سانپوں کی دیکھ بھال کی تھی' وہ اس سے بہت خوش ہوئی' اس نے اروشی دیوی کی آگیا سے مجھے یہ خبر سنائی کہ میرا روپ سدا بہار رہے گا' میں جب تک زندہ رہوں گی بڑھاپا یا بدصورتی میرے قریب نہ آئے گی۔ ساتھ ہی اس نے مجھے بہت سی شکتیاں بھی دیں اور ان سے کام لینے کے گر بھی بتائے بس اسی دن سے میں ناگ رانی کی سکھی بنی ہوئی ہوں۔ میرے ہر کام میں اس کی آگیا ضرور ہوتی ہے جب تم شیو ناگ کے چکر میں سون ہاٹ کے مندر کے پاس پھنس گئے تھے تو ناگ رانی ہی نے مجھے وہاں والے جنگل میں پہنچایا تھا اور مجھے تمہارے ساتھ کر دیا تھا!" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

میں کئی سیکنڈ تک خاموش بیٹھا رہا' اب مجھے یاد آ رہا تھا کہ میں نے جے سیکا کو

کبھی بھی غیر انسانی روپ میں نہیں دیکھا تھا۔ لاشعوری طور پر مجھے اس کی جانب سے کچھ خلش بھی تھی لیکن اس کی کہانی سننے کے بعد یوں محسوس ہوا کہ جیسے ذہن سے کوئی بوجھ سرک گیا ہو۔

"سلطان جی تم اگن ناگ سے کیسے بچ نکلے؟" چند لمحوں کے بعد گمبھیر سکوت کے بعد جے سیکا نے مجھ سے دریافت کیا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" میں نے چونک کر الجھن آمیز لہجے میں کہا۔ "پتہ نہیں ناگ رانی کے منکے کی وجہ سے مجھے ہلاک نہ کر سکا یا اروشی دیوی کی سفارش نے میری جان بچائی؟"

"منکا!" وہ تحیر آمیز آواز میں بولی۔ "نہیں سلطان جی دیوتاؤں کے دوار منکے اور شکتیاں کچھ نہیں کر سکتے اروشی دیوی نے ہی اسے منا لیا ہو گا۔۔۔ پر تم پوری کتھا تو سناؤ۔"

میں نے اختصار سے کام لے کر اسے پوری کہانی سنا ڈالی۔

"بھگوان کی کرپا ہے۔" میرے خاموش ہونے پر وہ کانپتی ہوئی مسرت آمیز آواز میں بولی۔ "آخری سمے پر تمہاری جان بچ گئی میں نے مایوس ہو کر ہتیا کر لی تھی' مجھ سے بڑی بھول ہوئی سلطان جی! اب میرا بوجھ بھی تم پر آ پڑا ہے' آتم ہتیا کے کارن میری ساری شکتی نشٹ ہو چکی ہے میں پہلی سی جے سیکا نہیں رہی ہوں' اب تمہیں ہی اپنے بل پر جل منڈل سے باہر نکلنا ہو گا۔"

"ناگ رانی کو تو کچھ بھی معلوم نہ ہو گا۔ وہ کالی بھومی کے جزیرے پر میری راہ تک رہی ہے۔" میں نے پرفکر انداز میں کہا۔

"اب میں کچھ نہیں بتا سکتی۔" اس کا لہجہ متاسفانہ تھا۔

چند ثانیوں تک اس تیرہ و تار کوٹھری میں ہم دونوں کے الجھے سانسوں کا ارتعاش گونجتا رہا میرے دل و دماغ میں ایک عجیب سا ہیجان سر ابھار رہا تھا۔ ایک برہنہ تن خوبرو لڑکی میرے پاس بیٹھی تھی' اور جب بھی اس کا دہکتا ہوا لمس مجھے محسوس ہوتا' میرے بدن میں بے شمار چیونٹیاں سنسنانے لگتی تھیں۔

"جے سیکا!" میں نے اندھیرے میں ٹٹول کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

متوجہ کیا۔

"ہوں۔" وہ دھیمے سے بولی' شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں اس سے کیا کہنے والا ہوں۔

"خدا نے تمہاری جان بچائی ہے اور میں تو موت کے منہ میں سے اپنی زندگی کی نوید لے کر لوٹا ہوں۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟" میں نے سوچ سوچ کر کہا۔

"بھلا کیوں نہ ہوتی۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اس کے بدن کا خمار انگیز بوجھ میرے قریب آ گیا اور میں اپنی بے قراری پر قابو نہ رکھ سکا۔

میں نے بے اختیار اسے اپنی بانہوں میں کھینچ لیا اور اپنا چہرہ اس کی گردن کے نیچے چھپا دیا۔

"نن..... نہیں نہیں' یہ نہ کرو سلطان جی! میں تمہاری بنتی کرتی ہوں کہ اپنا آپ برباد نہ کرو۔ جل منڈل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈھ لو' تو پھر میں ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گی۔" وہ میری گرفت سے نکلنے کی کوشش میں مچل مچل کر بولی۔

"خاموش رہو!" میں بوجھل آواز میں بولا۔ اور پھر میرے کانپتے ہوئے سوکھے ہونٹ زندگی کی حلاوتیں سمیٹنے لگے۔ جے سیکا نے مضمحل ہو کر سپر ڈال دی اور لب میں شباب کی خمار انگیز گہرائیوں میں گم ہو گیا۔

میں اضطراب کی موجوں میں گھرا جے سیکا کے گداز و نازک وجود سے ایک لطیف اور پرلذت جنگ میں مصروف تھا کہ یک بیک میرے پیٹ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی اور میں ہلکی سی چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے پیٹ میں گھسے ہوئے کچھ زندہ وجود حلق کی جانب بڑھنے کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ میرے سینے اور پیٹ میں ناقابل برداشت اینٹھن ہونے لگی تھی۔ سوئیوں کے روپ میں میرے بدن میں اتر جانے والے موذی سانپ اپنا رنگ دکھا رہے تھے۔ میں اپنا سینہ پکڑ کر بے اختیار چیخیں مارنے لگا۔

"کیا ہوا' کیا ہوا سلطان جی!" جے سیکا میری حالت پر سراسیمہ ہو گئی۔

بے پناہ اذیت کے باعث میں اس وقت اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ میں نے دوسرا وار جے سیکا کے منہ پر تھپڑ مار دیا اس تنگ کوٹھری کی تاریک فضا میں اس کی سرد چیخ

گونجی اور وہ روتی ہوئی مجھ سے دور ہٹ گئی۔

"دیا کرو بھگوان...... میرے سلطان جی کو کیا ہو گیا!" اس نے روتے ہوئے دلگداز آواز میں کہا اور میں اپنی وقتی دیوانگی کے باوجود اس کی آواز میں پوشیدہ کرب کے احساس سے لرز اٹھا۔

جے سیکا دوبارہ میرے قریب آنے کی ہمت نہ کر سکی۔ وہ دیوار کے کسی گوشے سے چپکی' دبی دبی آواز میں سسکیاں بھرتی رہی۔ اور میں اپنی اذیت میں گرفتار فرش پر تڑپتا رہا۔

میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پوری سختی سے دبایا لیکن میری تکلیف میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بے بسی اور مظلومیت کے ان سفاک لمحات میں مجھے ناگ رانی کے منکے کا خیال آیا اور میں نے اضطراری طور پر اسے منہ میں رکھ لیا لیکن بے سود.......! اگنی دیوتا کی مسلط کی ہوئی اس مصیبت سے نجات نہ مل سکی۔ دیوتاؤں کے سامنے کوئی شکتی واقعی نہیں چل سکتی تھی۔

یک بیک میرے پیٹ میں گھسے موذی سانپوں کی بے قراری غیر متوقع طور پر ختم ہو گئی میں چند ثانیوں تک بے حس و حرکت فرش پر پڑا ان کی دوسری تحریک کا منتظر رہا لیکن کافی دیر تک جب کوئی تکلیف نہیں محسوس ہوئی تو میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوا اٹھ گیا۔

جے سیکا ابھی تک اس تاریک قید خانے کے کسی کونے میں گھسی بیٹھی تھی اور فضا میں اس کی دبی دبی سسکیاں ابھر رہی تھیں۔

"جے سیکا! مجھے معاف کر دو!" میں نے ٹٹول ٹٹول کر اس کے نزدیک پہنچتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ "تکلیف کے باعث میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔"

وہ بے اختیار مجھ سے لپٹ کر معصوم بچی کی طرح رو پڑی۔

"رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں...... مجھے یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب بتاؤ۔ ہماری اس مصیبت کی خبر ناگ رانی کو بھی ملے گی یا نہیں۔"

"میں سب کچھ بھول چکی ہوں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میری ساری شکتیاں چھن چکی ہیں سلطان جی! اب میں تمہاری سہائتا نہیں کر سکتی۔ پر تم پر بوجھ

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

ضرور ہوں۔ اگر تمہیں جل منڈل سے مجھے اپنے ساتھ لے جانا بھاری پڑے تو وچار میں پڑے بنا میرا گلا گھونٹ کر اکیلے نکل جانا۔ تمہاری خوشی کے کارن میری آتما نرک میں بھی سدا سکھی رہے گی۔"

میں فوری طور پر کچھ نہ بول سکا جے سیکا کے ایک ایک لفظ سے سچائی ٹپک رہی تھی، میری وہ غمگسار اور مددگار دوشیزہ محض میری خاطر اپنے قبضے سے پراسرار اور ماورائی قوتیں کھو بیٹھی تھی جن کے حصول کے لئے اسے جنگلوں کی خاک چھاننی پڑی تھی۔

میرا ذہن سوچ میں کھو گیا' وہ آہستہ آہستہ منمناتی ہوئی مجھ سے الگ ہو گئی اور میں بدستور کھوئے کھوئے انداز میں کھڑا رہا اس وقت میں بہت کچھ سوچنا چاہ رہا تھا لیکن میرے ذہن میں ایک عجیب سا خلا واقع ہو چکا تھا۔ میرے دماغ میں اور میری کنپٹیوں میں بیک وقت کروڑوں چیونٹیاں رینگ رہی تھیں اور میں خود کو نرم نرم دلدلوں میں دھنستا محسوس کر رہا تھا۔

یہ کیفیت نہ جانے کتنی دیر تک قائم رہی۔ جب میری حالت دوبارہ معمول پر آئی تو میرے ذہن میں پہلا خیال یہ کوندا کہ جل کماری کو اپنے سامنے طلب کروں۔

جے سیکا سے میں کوئی مشورہ نہیں لے سکتا تھا۔ ماضی کے تجربات پر ذہن دوڑایا۔ میرا داہنا ہاتھ اپنے گلے میں لٹکے ہوئے ناگ رانی کے اس منکے پر پہنچ گیا۔ جس کے بے شمار جوہر مجھ پر آشکارا ہو چکے تھے۔ میں نے دھڑکتے دل سے اور کانپتے ہاتھوں سے وہ منکا گلے سے اتارا اور اس سے اپنے قید خانے کی تیرہ و تار دیواروں پر دھیمے دھیمے ضربیں لگانے لگا' مجھے پورا یقین تھا کہ ان چوٹوں سے پورے جل منڈل میں ایک بھونچال آ جائے گا اور جل کماری حواس باختہ ہو کر میرے پاس آ پہنچے گی۔

ابھی مجھے اپنا عمل شروع کئے ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک پرہول دھماکا ہوا میں نے دانت پر دانت جما کر آنکھیں بند کر لیں۔ جے سیکا کی کئی سریلی چیخیں گونجیں اور ان ہی کے درمیان جل کماری کی قہربار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو میرے اردگرد اب اس تاریک قید خانے کی دیواریں نہیں تھیں' بلکہ میں ایک سنگلاخ میدان میں جل کماری کے روبرو موجود تھا میرے

قریب ہی جے سیکا گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی ہوئی تھی' ہر طرف جل منڈل کی وہی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی پھیلی ہوئی تھی' جو گناہوں کی اس تیرہ و تار اور زیر آب سرزمین پر سکون کا واحد ذریعہ تھی' میرے آس پاس فضا میں دھندلائی ہوئی کہر کے ہلکے ہلکے مرغولے بکھرے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے قید خانے کے در و بام اسی دھوئیں میں تحلیل ہوئے ہوں۔

"ہرجائی! کیوں اس دھرتی کے باسیوں کو ستاتا ہے۔" جل کماری میرے سامنے شعلہ جوالہ بنی کھڑی ہوئی تھی اور اس کے الفاظ میں آگ کے ننگے شعلوں کی سی لپک لپیاں تھی۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اب بھی اپنی شکتی پر گھمنڈ ہے یاد رکھ اگن ناگ کا وچن تو خود توڑ چکا ہے۔ اور اب میرے قابو میں ہے' میں دیکھوں گی کہ تیری چہیتی ناگ رانی کا منکا کب تک تیرے کام آتا ہے؟ میرے سیوک جلد ہی اس کا اپائے بھی ڈھونڈھ لیں گے۔"

"سن لے اور اچھی طرح کان کھول کر سن لے کہ میں جل منڈل میں آزاد رہنا چاہتا ہوں' ابھی تو میں نے زمین پر ہلکی سی چوٹ لگائی ہے اگر اس بار تو نے مجھے قید کر کے مجبور کرنے کی کوشش کی تو میں منکے کی وہ چوٹیں لگاؤں گا کہ جل منڈل کے در و دیوار لرز اٹھیں گے۔ اور تجھ سمیت یہاں کے باسی بہرے ہو جائیں گے۔" میں نے مضبوط ارادے کے ساتھ کہا۔

"بہرے ہو جائیں گے۔" وہ چڑانے والے انداز میں میرے الفاظ دہرا کر ہنس پڑی۔ "ننھے بالک! سارے جل ناگ جنم جنم کے بہرے ہوتے ہیں ہم کانوں سے نہیں سنتے' ہمارے بدن کی ہوا' لہروں کی چال سے سارا حال سمجھا دیتی ہے' سننے کی شکتی تو بس پرائے ناگ ناگنوں ہی کو ملتی ہے۔" یہ کہہ کر وہ میری طرف بڑھی۔ "اس کلموہی کو تو میں ہالہ لے جا کر کسی دیو جیسے بھالو کے بھٹ میں پھینکوں گی۔ وہاں اسے اپنے جوبن کا مزا آئے گا۔"

ریچھ کے بھٹ کا نام آتے ہی میں چونک پڑا۔ میرے ذہن میں بے ساختہ وہ کہانیاں سر ابھارنے لگیں جو ہمالہ کی ترائیوں میں بسنے والوں میں مشہور تھیں' دیو جیسے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ڈیل ڈول والے ریچھ بڑی چالاکی کے ساتھ ان قبائلیوں کی خوبصورت اور سبک اندام عورتوں کو اٹھا کر اپنے بھٹ میں لے جاتے تھے' پھر اپنی کانٹے دار سخت زبان سے چاٹ چاٹ کر ان کے پیروں کے تلوے صاف کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ان کے گوشت کی باریک اور حساس جھلیوں کے نیچے ہڈیاں چمکنے لگتی تھیں۔ عورتوں کو یوں بے بس و مجبور کرنے کے بعد وہ حسن پرست ریچھ ان عورتوں کے ساتھ خون آشام درندگی کا مظاہرہ کرتے تھے' ان کی قید سے رہا ہونے والی چند عورتوں کی کہانیاں بڑی دلخراش تھیں۔

یہ باتیں ذہن میں آتے ہی میرے دل میں اپنی دنیا کے بارے میں ہوک سی اٹھی اور میں مشتعل ہو کر جل کماری کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔

"ہٹ جا راستے سے!" وہ زمین پر پیر پٹک کر قہربار آواز میں چلائی۔

"تو ایک پاپی ناگن ہے اور جے سیکا ایک معصوم انسان ہے میں ہرگز تجھے اس کے قریب نہ جانے دوں گا۔" میں نے بھی زور سے چیخ کر کہا۔

"ہٹ۔" اس نے حلق کے بل چیخ کر ہاتھ فضا میں لہرایا اور آناً فاناً میرے اردگرد لاکھوں موٹے موٹے سیاہ بھونروں کی یورش ہو گئی۔ وہ غیظ و غضب کے عالم میں میرے اردگرد بھنبھنا رہے تھے' جے سیکا ان کی آوازیں سنتے ہی سہم کر چیخی اور میرے گلے میں بانہیں ڈال کر بے ہوش ہو گئی۔

اس ناگہانی مصیبت سے فوری طور پر میں خاصا بوکھلا گیا۔ لیکن جب ان اذیت ناک بھونروں نے مجھ سے چند انچ کے فاصلے پر حصار باندھ لیا تو مجھے قدرے تسلی ہوئی کہ وہ منکے کی موجودگی میں مجھ پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کر رہے۔

جل کماری میرے سامنے کھڑی ہذیانی انداز میں قہقہے لگا رہی تھی۔

"میں نے اب تک تجھ پر کوئی وار نہیں کیا ہے اگر تو نے فوراً اپنے ان بالوں سیوکوں کو میرے اردگرد سے نہ ہٹایا تو میرے انتقام سے نہیں بچ سکے گی۔" میں نے غصے میں کہا۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تو اپنا زور دکھائے۔" وہ تلخ لہجے میں بولی۔

میں نے اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بے ہوش جے سیکا کو

بائیں ہاتھ پر سنبھالا۔ اور خود نیچے جھک کر زمین پر سے کنکر وغیرہ کی چٹکی اٹھانی چاہی لیکن جونہی میرے داہنے ہاتھ کی انگلیاں زمین سے ٹکرائیں' فضا میں جل کماری کا زہریلا قہقہہ گونجا اور میں مغلظات بکتا سیدھا ہو گیا۔

چند ثانیوں پیشتر میں نے خود دیکھا تھا کہ میں کچی زمین پر کھڑا ہوا ہوں لیکن اس بار چھوتے ہی اندازہ ہوا کہ زمین بالکل صاف اور شیشے کی طرح سخت ہے مجھے اپنی مطلوبہ چٹکی میسر نہ آ سکی۔

"یہ جل منڈل کی دھرتی ہے۔" جل کماری کی آواز سیاہ بھونروں کی وحشیانہ بھنبھناہٹ میں گونجی۔ "سون ہاٹ کے ویرانوں میں تو نے شیو ناگ کا راج دیکھا تھا یہاں میرے من کا چاہا ہوتا ہے مورکھا!"

گو وہ خوف ناک بھونرے میرے بدن سے چند انچ کے فاصلے پر ہی ہجوم در ہجوم چکرا رہے تھے لیکن مجھے سیاہ رنگ کی اس زندہ چادر کو دیکھ کر وحشت ہونے لگی تھی میں نے اپنا داہنا ہاتھ لہرا کر انہیں بھگانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ان میں سے کسی نے بھی میرے ہاتھ پر حملہ نہیں کیا۔ ہاں ہاتھ سے ذرا دور ہو گئے۔

"میں جانتی ہوں کہ منکے کے کارن یہ تیرے پاپی شریر کو نہ نوچ سکیں گے پر دیکھتی ہوں کہ تو کب تک ان کی آوازوں کا وار سہہ سکے گا۔" جل کماری کی طرف میں دلی آواز آئی۔

میں نے آواز کی سمت کا اندازہ لگا کر جل کماری کی طرف بڑھنا شروع کیا' جے سیکا کا بے حس و حرکت جسم میرے بدن اور بازوؤں پر جھول رہا تھا۔ بھونروں کا غول میرے ساتھ ساتھ آگے سرکنے لگا تھا۔

"تیری چالاکی تیرے کام نہ آئے گی۔ میں اسی طرح تجھے پاگل کر دوں گی۔" اس بار جل کماری کی آواز ایک مختلف سمت سے آئی تھی۔

بے اختیار میرے منہ سے کئی نازیبا کلمات نکل گئے۔

اچانک ایک عجیب سا واقعہ ہوا' میری توقع کے بالکل برعکس بھونروں کی وہ فوج بھنبھناتی ہوئی مجھ سے خاصی دور چلی گئی اور پشت کی جانب سے کسی نے مجھ پر بے تحاشہ حملہ کر دیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حملہ آور کوئی عورت تھی' میں اس کے بوجھ سے لڑکھڑایا اور بڑی مشکل سے بے ہوش جے سیکا کو اپنی گرفت میں رکھ سکا۔

اگلے ہی لمحے جل کماری میرے سامنے آ گئی اسی نے مجھ پر حملہ کیا تھا' وہ جسمانی زور آزمائی کے ذریعہ میرے ہاتھوں سے جے سیکا کو چھین لینا چاہتی تھی۔ اور اس کی زبان سے عجیب و غریب اور ناقابل فہم کلمات نکل رہے تھے اور لہجے میں بلا کی تندی نمایاں تھی' میری پوری کوشش تھی کہ جے سیکا میرے ہاتھوں سے نہ نکلنے پائے' ورنہ پھر میں ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا اور جل کماری اس پر ناقابل بیان مظالم ڈھانے شروع کر دے گی۔

میں نے مایوسی کے ان حالات میں فیصلہ کن قدم اٹھانے کا تہیہ کر لیا۔ چند ہی سیکنڈ میں مجھے موقع مل گیا اور میں نے پوری قوت سے اپنا گھٹنا جل کماری کے پیٹ کے نچلے حصے پر رسید کر دیا۔ اس کی کرب میں ڈوبی ہوئی چیخ بڑی دلدوز تھی' وہ اچھل کر زمین پر دور جا گری اور اپنا پیٹ تھام کر کسی ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی' اسکے چہرے پر اذیت کی سیاہی پھیلنے لگی۔ میں بس چند سیکنڈ اس کی جانب متوجہ رہا تھا لیکن اتنی ہی دیر میں بھونروں کے ہجوم نے دوبارہ مجھے گھیر لیا اور فضا جے سیکا کی پے در پے چیخوں سے لرز اٹھی۔

معاً مجھے اس مظلوم لڑکی کا خیال آیا' جل کماری پر آخری وار لگاتے ہوئے جے سیکا میرے ہاتھوں سے چھٹ کر زمین پر گر گئی تھی اور میری چند لمحوں کی غفلت کے باعث وہ بھوکے اور خون آشام بھونرے اس کے کومل بدن پر ٹوٹ پڑے تھے۔

میری نگاہ فوراً ہی اپنے قدموں پر گئی' وہاں اب کھردری زمین اور اس پر پڑی سرخی مائل مٹی صاف نظر آ رہی تھی۔ میں نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھک کر زمین سے مٹی اٹھائی اسے ناگ رانی کے منکے سے مس کیا۔ اور ان بھونروں کو ... کرنے کا قصد کر کے وہ چٹکی فضا میں اچھال دی۔

خاک کی اس بظاہر حقیر سی چٹکی کا اثر بہت ہی حیرت ناک ہوا فضا میں بھونروں کے شور سے ہزاروں گنا مہین ایک نئی گونج ابھری اور بھونرے بری طرح بوکھلا کر بکھرنے لگے۔ جیسے ہی میری نگاہوں کی راہ میں حائل بھونروں کی وہ سیاہ دیوار صاف ہوئی' میں نے دیکھا کہ فضا میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے پرندے ان بھونروں پر حملہ

آور ہو رہے ہیں اور تیزی کے ساتھ انھیں نگلتے جا رہے ہیں' اسی کے ساتھ مجھے جے سیکا نظر آئی جو نڈھال سی ہو کر زمین پر پڑی چیخ رہی تھی اس کے بدن پر سینکڑوں بھونرے لپٹے ہوئے تھے۔ میں پھرتی سے اس کی طرف جھپٹا اور اسے بے تکلفانہ اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ میرے بدن سے جے سیکا کا بدن مس ہوتے ہی وہ بھونرے اڑ گئے اور ان پر بھی سرخ پرندوں نے حملہ کر دیا۔

اس وقت جے سیکا کی حالت بہت غیر تھی' اس کا سارا چہرہ اور بدن سوج چکا تھا' وہ غفلت سے آنکھیں موندے تھوڑی دیر تک کراہتی رہی' میں اسے گود میں سنبھالے زمین پر بیٹھا رہا اور وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

میں نے آس پاس نظریں ڈالیں تو قریب ہی جل کماری کو فرط اذیت سے زمین پر تڑپتے پایا۔ میرا وار اس کے لئے بہت کاری ثابت ہوا اس کے آس پاس آٹھ دس موٹے موٹے اور بد وضع جل ناگ بے چینی سے لہرا رہے تھے اور فضا میں اب سیاہ بھونروں کا کہیں پتہ نہیں تھا' سرخ پرندوں کی لمبی قطاریں ایک طرف اڑی جا رہی تھیں۔

مجھے جل کماری کی حالت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔ اس وقت مجھے علم نہیں تھا کہ ایک انسان کے ہاتھوں جل کماری کی ہلاکت کے نتائج کس قدر ہولناک اور لرزہ خیز ثابت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا میں اس سے بے نیاز ناگ رانی کے قیمتی اور پراسرار منکے کو جے سیکا کے سرخ اور ورم آلود بدن پر آہستہ آہستہ پھیرتا رہا۔ اس کے بدن کے جس حصے سے وہ منکا مس ہوتا تھا اس کی حالت حیرت ناک طریقے سے معمول پر آ جاتی تھی۔ جے سیکا کے بدن پر لباس نہ ہونے کے باعث مجھے اس کے بدن کے متاثرہ حصوں کا جائزہ لینے کی فکر لاحق ہوئی اس کے دانت سختی سے بھینچے ہوئے تھے میں نے کافی محنت کے بعد اس کے دانتوں میں جنبش پیدا کی اور جب اتنا خلا ہو گیا کہ میں ناگ رانی کا تحفہ یا منکا اس کے منہ میں ڈال سکوں تو میں نے ڈوری کے ذریعہ اپنے گلے میں پڑا ہوا منکا اتارا' ڈورا کھول کر منکا علیحدہ کیا اور بڑی احتیاط سے منکا جے سیکا کے منہ میں رکھ دیا۔

منکا منہ میں پہنچتے ہی جے سیکا ہڑبڑا کر اٹھ گئی میں نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ تیزی سے اٹھ گئی اور اٹھتے ہی اس کے حلق میں پھندا لگ گیا' مجھے اپنی نبضیں ڈوبنے کا احساس ہونے لگا آخر کار وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا ناگ رانی کا منکا بوکھلاہٹ کے باعث جے سیکا کے پیٹ میں اتر گیا اور وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ تھامے بے اختیار کھانسے جا رہی تھی۔

میں نے اسے جھکا کر اس کی پشت پر زور زور سے تھپکیاں دیں' جے سیکا نے خود اپنی انگلیاں حلق میں ڈالیں تاکہ کسی طرح منکا باہر آسکے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

منکا باہر نکالنے کی ان کوششوں کے ساتھ ساتھ میری مضطرب نگاہیں بار بار اذیت سے تڑپتی ہوئی جل کماری کی طرف بھی اٹھ جاتی تھیں کہ اسے اس اندوہناک حادثے کا علم نہ ہو سکے۔

اپنی تمام تر کوششوں سے ناکام ہونے پر جے سیکا سیدھی ہو گئی اور بے بسی کے ساتھ میری جانب دیکھنے لگی۔

"اپنی زبان بند رکھنا........ جل منڈل میں کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ ہونے دینا' اگر جل کماری کو یہ علم ہو گیا کہ منکا میرے قبضے سے نکل گیا ہے تو مجھے زندہ زمین میں گاڑ کر مجھ پر اپنی ہیبت ناک بلاؤں کی یورش کرا دے گی۔" میں نے سرگوشیانہ آواز میں جے سیکا سے کہا۔

اس نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ "تم ہر سمے میرے قریب رہنا۔ میں ہر بات بھولی ہوئی ہوں میرے من میں اس بات کی بڑی چبھن ہے تم دھیان رکھنا کہ میرے منہ سے کوئی غلط بول نہ نکلنے پائے۔"

"ہاں ہاں' میں تمہارے پاس ہی رہوں گا۔" میں نے اس کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے جلدی سے جواب دیا۔

اس وقت پہلی بار میں نے دہشت اور خوف کا احساس کیا میرا دل پانی پانی ہوا جا رہا تھا بدن پر ہلکی سی کپکپی چھائی جا رہی تھی سمندر میں میلوں نیچے اس پراسرار دنیا میں' میں اپنے خونی دشمنوں میں گھرا ہوا تھا اور اپنی واحد قوت سے اپنی نادانی اور جلد بازی کے سبب ہاتھ دھو بیٹھا تھا اگر جل کماری کو میری اس محرومی کا شبہ بھی ہو جاتا تو اسی وقت میری زندگی کی ساعتیں مختصر ہو جاتیں۔ ان بدلے ہوئے سنسنی خیز حالات میں

مجھے جل کماری کو شبہ کا موقع دیئے بغیر مصالحانہ رویہ اختیار کرنا تھا؟ اگر اب کسی مرحلے پر ٹکراؤ ہو جاتا۔ اور وہ بھونروں جیسا کوئی اور وار مجھ پر کر بیٹھتی تو میرا بچنا محال ہی نہیں ناممکن ہو جاتا۔

میں نے جے سیکا کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر جل کماری کی طرف چل دیا۔

جل کماری ابھی تک زمین پر پڑی کانپ رہی تھی۔ میرے گھٹنے کی ضرب اس کے بدن کے سب سے نازک حصے پر پڑی تھی اور وہاں سے جاری ہونے والا خون جل منڈل کی خونی سرزمین کو سرخ کر رہا تھا۔

میں جل کماری کے گرد بے چینی سے کلبلاتے اور رینگتے ہوئے جل ناگوں کو عبور کر کے اس کے قریب زمین پر جا بیٹھا' وہ آنکھیں موندے کراہ رہی تھی اس کے چہرے پر اذیت کی زردی چھائی ہوئی تھی اور چہرے کی ہر لکیر سے اس بے پناہ تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔ جس میں وہ مبتلا تھی۔

"جل کماری!" میں نے اپنا ہاتھ اس کے سرد رخسار پر رکھ کر اسے محبت بھرے لہجے میں پکارا۔

اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں جن کی گہرائیوں میں کرب و الم کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں' مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کی جھلکیاں تیز ہو گئیں۔

"جل کماری!...... تم زخمی ہو گئیں۔" میں نے اپنے لہجے میں محبت پیدا کرتے ہوئے اس کے رخسار اپنی دونوں ہتھیلیوں میں لے کر کہا۔

"چلے جاؤ۔" وہ گردن گھما کر کراہتے ہوئے بولی۔ "تم بڑے کٹھور دل ہو' جل منڈل کی دھرتی زیادہ دن تمہارا بوجھ نہیں اٹھا سکے گی' تم نے میری کوکھ اجاڑی ہے' اب میں جیون بھر اپنی کوکھ سے کسی جل ناگ کو جنم نہ دے سکوں گی۔"

میں نے زمین پر بہتے ہوئے خون پر نظر ڈالی اور بے اختیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی پیشانی کا بوسہ لے ڈالا۔ "میں ہمیشہ تمہارا دیوانہ رہا ہوں جل کماری۔ تم نے بلاوجہ مجھے بھینٹ چڑھانے کی کوشش کی میں نے اس وقت بھی تمہیں اپنی محبت کا یقین دلایا تھا اور اب بھی یہی کہتا ہوں۔"

"تم نے ..... تم نے اس حرام زادی کے کارن میری کوکھ پر لات ماری ہے۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس نے جے سیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجہ پر میرا دل بلیوں اچھل پڑا۔ میرا حربہ اس پر کام کر رہا تھا۔

"دیکھو جل کماری۔" میں نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "کچھ بھی ہو' پر جے سیکا انسان ہے' مجھے تم سے محبت ضرور ہے لیکن مجھ پر جے سیکا کے بہت سے احسانات ہیں' میں محبت کی خاطر احسان فراموش نہیں بن سکتا اگر تم مجھے یقین دلا دو کہ اس لڑکی کو جل منڈل میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو میری دشمنی پریم اور محبت میں بدل سکتی ہے۔"

جل کماری نے غور سے میری جانب دیکھا' جیسے میری الفاظ کی سچائی کا اندازہ کرنا چاہتی ہو۔

"تم نے میرا جیون نشٹ کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔" چند لمحوں کے سکوت کے بعد وہ بولی۔ "پر ابھی میرے دن باقی ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اگر تمہارے ہاتھوں مر جاتی تو کیا ہوتا؟"

"اسے بھول جاؤ۔" میں نے جواب دیا۔ "میری اور جے سیکا کی موت سے زیادہ کچھ بھی نہ ہوتا' تم میری محبت ہو اور میری محسن جے سیکا میرا فرض' میں کسی ایک کی خاطر دوسرے کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

میرے ان جملوں نے خاطر خواہ اثر کیا۔ ان الفاظ میں جھلکتی مضبوطی سے وہ مرعوب ہو گئی۔ "کون کہتا ہے چھوڑ دو۔۔۔ پر تم نے تو پہلے ہی مجھے گور کنارے پہنچا دیا ہے۔"

"میں نے پہل نہیں کی۔۔۔ تم خود میرے منہ آئی تھیں۔" میں نے اسے لاجواب کر دیا۔

"اچھا!" وہ ایک طویل سانس لے کر بولی۔ "تمہارے کارن میں اسے چھوڑ دیتی ہوں' مجھے معلوم ہے کہ یہ اپنی ساری شکتیاں کھو چکی ہے اور تمہارے سہارے اس کا جیون باقی ہے۔ جل منڈل کی ریت توڑنے والوں کا فیصلہ جل کماری کی زبان کرتی ہے اور میں تمہیں وچن دیتی ہوں کہ اسے زندہ سلامت اس کی دنیا میں لوٹا دوں گی۔"

"ٹھیک ہے!" میں نے دل پر جبر کرتے ہوئے اقرار کیا کیونکہ اب میرا انحصار جے سیکا پر تھا منکا اس کے پیٹ میں پہنچ چکا تھا اور اگر اسے جل منڈل سے نکال کر بیرونی دنیا میں بھیج دیا جاتا تو میں اس دیار غیر میں بالکل ہی بے یار و مددگار ہو کر رہ جاتا۔

"تم جہاں کہو میں جے سیکا کو وہیں پہنچا دوں گی۔" جل کماری اب پوری طرح میرے الفاظ کے فریب میں آ چکی تھی۔

"ناگ رانی آج کل کہاں ہے؟" میں نے چند ثانئے تک سوچنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔! تمہیں اب اس سے کیا مطلب؟" جل کماری چونک پڑی۔

"تمہاری طبیعت بڑی شکی ہے۔" میں نے اپنے دل کی تیز دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "میں دراصل جے سیکا کو اسی کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ!" وہ ایک گہرا سانس لے کر میرے بدن کے سہارے زمین پر بیٹھ گئی۔ "ناگ رانی ابھی تک نیلے ساگروں کے بیچ کالی بھومی کے جزیرے پر تمہاری راہ تک رہی ہے' اسے پوری آس ہے کہ اگنی دیوتا کی بھینٹ سے بچ کر تم سیدھے کالی بھومی پہنچو گے۔"

"خیر۔۔۔ مجھے اس سے کیا لینا۔" میں نے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ تو بتاؤ کہ جے سیکا کالی بھومی تک کیسے پہنچے گی۔"

"ساگر میں تیر کر جائے گی۔"

"وہ مر جائے گی۔۔۔ اس کی شکتی نشٹ ہو چکی ہے۔۔۔ وہ غضب ناک موجوں اور پانی کا دباؤ نہ جھیل سکے گی۔" میں نے کہا۔

"خیر کوئی اور راستہ دیکھا جائے گا۔" جل کماری نے لاپرواہانہ شان سے کہا۔ "میرا خون بہہ گیا ہے اور میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکتی۔ تم دور ہٹو تو میرے یہ سیوک مجھے راج بھون پہنچا دیں گے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے قریب رینگتے ہوئے جل ناگوں کی طرف اشارہ کیا۔

میں اسے چھوڑ کر الگ ہٹ گیا۔ جل کماری کا اشارہ پاتے ہی وہ سارے جل ناگ پھرتی سے اس کی طرف آئے اور بڑی مہارت کے ساتھ اسے اپنے جسموں پر لے لیا

اور تیزی کے ساتھ رینگتے ہوئے آگے چل پڑے۔ جل کماری کی ہدایت کے مطابق میں جے سیکا کو ہمراہ لے کر پیچھے پیچھے چل پڑا۔

دھیمی رفتار کے باعث جب ہم دونوں اور جل کماری کے کارواں کے درمیان خاصا فاصلہ ہو گیا تو میں نے ڈرتے ڈرتے جے سیکا پر اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔

"وہ منکا تمہارے پیٹ میں اترنے کے ساتھ ہی اس کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔" میں نے بہت ہی دھیمی آواز میں کہا۔

"ہاں۔" اس نے پر تشویش نگاہیں میری طرف اٹھائیں۔ "جل کماری کے آس پاس منڈلانے والے جل ناگ مجھ سے دور دور رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"اب تمہاری ہوشیاری میں ہی ہماری نجات ہے۔" میں نے وفور جذبات سے اس کا ہاتھ بھینچتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ذرا سی بھی غفلت ہم دونوں کو موت کی نیند سلا دے گی۔ تم جل منڈل والوں سے دور دور ہی رہو۔ انہیں تم پر شبہ نہیں ہونا چاہئے۔"

"میں بس تمہارے پاس ہی رہوں گی۔" وہ صورت حال کی گمبھیرتا سے خاصی خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔

"وہ تمہیں کلی بھومی تک پہنچانے کا وعدہ کر چکی ہے۔ ناگ رانی کے پاس پہنچ کر تم اسے پوری کہانی سنا دینا' میرا دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں یہاں سے بھیجا جائے' تمہارے جانے کے بعد جب تک ناگ رانی دوبارہ جل منڈل میں نہیں آئے گی' میرے سر پر ہر وقت خونی تلوار لٹکتی رہے گی۔

"تم چنتا مت کرو۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔ "میں تو اب تمہاری کرپا سے زندہ ہوں۔ میرا جیون تمہارے ہی لئے ہے' تم چاہو تو میرا پیٹ چیر کر منکا نکال سکتے ہو۔ میری طرف سے تمہیں میرے جیون پر پورا پورا ادھیکار ہے۔"

"نہیں۔" میں نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد پر خیال لہجے میں کہا۔ "میں اتنا خود غرض نہیں ہوں' میرے ساتھ تمہاری زندگی بھی اہم ہے۔"

"دیکھو سلطان جی!" وہ رک رک کر بولی۔ "میں تو اس بھرے سنسار میں اکیلی ہوں' میرے پیچھے کوئی رونے والا نہیں ہے پر تمہیں اپنے لئے' اپنی پتنی ستارہ دیوی

کے لئے زندہ رہنا ہے' جو تم سے ملن کی آس لئے ناگ بھون کی کٹھنائیاں جھیل رہی ہے' اگر میری جان تمہارے کام آ سکتی ہے تو یہ میری آتما کے لئے بڑے سکھ کی بات ہے۔"

"ستارہ۔" ایک دبی دبی کراہ کی صورت میں میرے منہ سے بے اختیار اس وفا شعار دوشیزہ کا نام نکلا' جو میری زندگی کا محور' میری مسرتوں کا سرچشمہ اور میری آرزوؤں کی زندہ تعبیر تھی' اس کا نام آتے ہی میرے دل پر چھریاں سی چل گئیں۔

"سلطان جی! میرے جیون کا دھیان چھوڑ دو۔" چند ثانیوں کے سکوت کے بعد جے سیکا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ آدمی کا شریر مٹی کا ڈھیر ہوتا ہے اور اسے ایک دن چتا کی راکھ میں مل کر مٹی ہی میں جانا ہے' میں سمجھ لوں گی کہ میرا وقت آ پہنچا ہے' تمہاری زندگی اور تمہارے پوتر پریم کے لئے اپنی جان دے کر مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

میں نے بڑے غور سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور سر ہلا کر رہ گیا' میں اس وقت تک اپنے مستقبل اور جے سیکا کی زندگی کے بارے میں ایک اہم فیصلہ کر چکا تھا۔ ستارہ تک رسائی اور اس کی بازیابی کیلئے مجھے جذبات کے بجائے عقل اور شعور سے کام لینا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہم جل کماری کے قافلے کے ہمراہ راج بھون جا پہنچے' راستے میں پڑنے والے ناگ آشرموں پر بنے موکھلوں میں سے سینکڑوں بدوضع جل ناگ سر نکالے اپنی جل کماری کی حالت زار دیکھ رہے تھے۔

مجھے اور جے سیکا کو ایک پر تکلف اور آراستہ کمرے میں چھوڑ کر جل کماری لڑکھڑاتی اور کراہتی ہوئی کہیں چلی گئی۔

جل کماری کی عدم موجودگی میں ہم دونوں خاموش اور مہر بلب بیٹھے رہے' جے سیکا بہت زیادہ پریشان اور متوحش دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں دہشت کی تاریک پرچھائیاں ناچ رہی تھیں اور مجھ پر بھی شدید اعصابی ہیجان چھایا ہوا تھا' خود اعتمادی کی بنیادیں لرز کر رہ گئی تھیں آنے والے فیصلہ کن لمحات کے تصور ہی سے میرا دوران خون تیز ہوا جا رہا تھا' میں نے کئی بار چور نظروں سے جے سیکا کی جانب دیکھا اور جیسے ہی ہماری نگاہیں چار ہوئیں دونوں ہی بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھوڑی دیر بعد جل کماری واپس آئی' ہشاش بشاش' اور اپنے قدموں پر چلتی ہوئی۔ اس کی مست خرامی دوبارہ بحال ہو چکی تھی اور اسے دیکھ کر یہ کہنا دشوار تھا کہ تھوڑی دیر قبل وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں تھی۔

"جے سیکا کو میں ای وقت کلی بھومی بھجوا رہی ہوں۔" جل کماری کے یہ الفاظ میرے ذہن پر کسی وزنی ہتھوڑے کی طرح گرے میرے ذہن میں فوراً یہ خیال کوندا کہ جے سیکا کو زمین پر گرا کر چشم زدن میں اس کا پیٹ چاک کر دوں اور ناگ رانی کا مقدس منکا دوبارہ اپنے قبضے میں لے لوں۔ مگر میں اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

جل منڈل تک آنے والی غضب ناک سمندری گپھا کے سنگم کی طرف روانگی کے مرحلے سے قبل میں نے اپنی پنڈلی سے بندھے ناگ رانی کے بالوں کو جلا کر راکھ میں تبدیل کر لیا تاکہ حیدر شاہ کی ہدایت کے مطابق اس راکھ کو سمندری ریلوں میں بہا سکوں۔

جب ہم گپھا کے سنگم کی طرف جانے کے لئے راج بھون سے باہر آئے تو جل منڈل میں ہر طرف دبا دبا ہیجان پایا جا رہا تھا اس سرزمین پر پہلی بار ایک انوکھا واقعہ جنم لے رہا تھا۔ جل منڈل میں ممنوعہ دنیا کے رسم و رواج سے بغاوت کر کے چوری چھپے وہاں گھس آنے والی انسان زادی کو عبرتناک موت کی سزا دینے کے بجائے بحفاظت سمندروں سے باہر والی دنیا میں بھیجا جا رہا تھا۔

راج بھون کے باہر' ناگ آشرموں کے اوپر' جل منڈل کی سرخی مائل زمین کے اوپر چپے چپے پر ہر طرف بے شمار جل ناگ لہرا رہے تھے ان کی مدھم پھنکاروں کے سبب اس بے حد وسیع و عریض سمندری گپھا میں ہولناک گونج پیدا ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دنیا کے تمام سمندروں میں بسنے والے جل ناگ جل منڈل میں جمع ہوئے ہوں۔

آہستہ آہستہ ہم ناگ آشرموں کو پیچھے چھوڑ آئے۔ جل منڈل کا وسیع مدار اب قدرے سناٹو کی جانب مائل تھا جے سیکا حیران و پریشان اور اجنبی نگاہوں سے در و دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہم اس گپھا کے اس درے نما حصے میں داخل ہوئے جہاں سمندری پانی کے بہاؤ کی ہیبت ناک چنگھاڑیں صاف سنائی دے رہی تھیں' مجھ پر ناقابل بیان اضطراب سوار ہو گیا۔ اپنی دنیا کی دعوت انگیز تصویر نگاہوں میں لہرائی اور میں کانپ اٹھا اس رنگین دنیا تک پہنچنے کا راستہ اس قدر ہولناک اور جان لیوا تھا کہ کسی ماورائی قوت کی مدد کے بغیر اس سے زندہ گزر جانا ناممکن تھا۔

اچانک جل کماری نے مجھے وہم و خیال کی دنیا سے باہر کھینچ لیا۔ "تمہیں معلوم ہے کہ میں جے سیکا کو فوراً کلی بھومی کیوں بھیج رہی ہوں؟" اس نے اشتیاق آمیز لہجے میں مجھ سے پوچھا۔

میں نے بے بسی کے ساتھ اپنے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"اچھا ہے یہ چلی جائے گی۔" وہ اپنا منہ میرے بائیں کان کے قریب لا کر سرگوشیانہ آواز میں بولی۔ "اس کے جانے کے بعد تمہارے من میں میرے سوا کسی کا دھیان نہ آنے پائے گا۔"

میں پھیکے سے ہنس دیا۔ جل کماری کی نگاہوں میں ابھی سے خمار کے ڈورے تیرنے لگے تھے اور وہ اپنے سراپا کے قیامت انگیز نکھار کے باوجود مجھے محض ہوس کی پتلی نظر آ رہی تھی۔

میں جے سیکا اور جل کماری کے ہمراہ ٹھہر گیا اور ہمارے عقب میں آنے والے بے شمار جل ناگ خوشی کے عالم میں لہرا لہرا کر سمندری پانی میں جانے لگے۔

میں نے جے سیکا کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی' اس کی چھٹی چھٹی دہشت زدہ نگاہیں ڈیڑھ ہزار فیدم کی گہرائی سے گپھا کے ذریعہ اوپر اٹھنے والے پانی پر جمی ہوئی تھیں۔

ذرا دیر بعد جل منڈل والی خشک گپھا اور سمندری موجوں کے غضب ناک ریلوں سے چنگھاڑتی ہوئی گپھا کا سنگم سامنے آ گیا۔ پانی کی تیز پھوار جل منڈل والی شاخ میں دور دور تک اڑ رہی تھی۔

میں نے چند قدم آگے بڑھ کر ناگ رانی کے جلے ہوئے بالوں کی راکھ سمندری ریلا میں اڑا دی۔

"کیا پھینکا ہے تم نے؟" جل کماری چیخ کر میری طرف جھپٹی۔

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

"کچھ نہیں۔" میں نے بوکھلا کر کہا۔ "میرا بازو شل ہو گیا تھا اسے جھٹک رہا تھا۔"

وہ ہنس کر جے سیکا کی طرف مڑ گئی۔ "چلو رانی جی! پانی میں کود جاؤ۔ میرے سیوک پانی میں اتر چکے ہیں وہ تمہیں کالی بھومی پہنچا دیں گے۔"

"نن.... نہیں نہیں!" جے سیکا ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی پیچھے سرکنے لگی۔ "میں مر جاؤں گی' مجھے یہ ساگر خونی لگتا ہے میں اس میں نہیں کودوں گی۔"

میں نے بھی اسے سمجھانا چاہا مگر وہ زمین پر مچل گئی۔ میں نے اسے زیادہ مجبور کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے ڈر تھا کہ خوف سے اس کی دماغی حالت نہ بگڑ جائے اس کیفیت میں وہ بلا ارادہ منکے کا راز افشا کر سکتی تھی اور میرا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا۔ سچی بات تو یہ تھی کہ پانی کے گونجیلے بہاؤ سے مجھے خود خوف آ رہا تھا۔

"یہ ایسے نہیں جائے گی۔" میں نے جل کماری سے والہانہ لہجے میں کہا۔ "تم نے کہا تھا کہ کوئی اور حل سوچو گی۔"

"دوسرا راستہ بھی ہے۔" جل کماری جلدی سے بولی۔ "میرا ایک سیوک ہے جل ناگ! تم کہو تو وہ جے سیکا کو زندہ نگل لے گا اور کالی بھومی پہنچ کر ناگ رانی کے چرنوں میں اگل دے گا۔"

"اسے نقصان تو نہیں پہنچے گا؟" میں نے پرتشویش لہجے میں کہا۔

"نہیں --- اس طرح تو اس کی زیادہ رکھشا ہوگی اور راستہ بھی جلدی کٹ جائے گا۔" جل کماری نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے--- ایسا ہی کر لو۔"

جل کماری نے فوراً ہی کسی نامانوس زبان میں کچھ کہا اور گپھا میں لڈتے ہوئے طوفانی بہاؤ میں سے ایک بہت لمبا اور تھیلے کی طرح پھولے ہوئے بدن والا سیاہ جل ناگ اچھل کر باہر آ گیا۔

جل کماری کا اشارہ پا کر اس جل ناگ نے دو تین مرتبہ اپنا مہیب دہانہ پھاڑا۔ اس کے تیز' چمکیلے اور نوکدار دانتوں کی قطاریں دیکھ کر میں کچھ پریشان ہو گیا۔ لیکن اس سے قبل کہ میں کچھ کہتا' وہ جل ناگ جے سیکا کی طرف جھپٹا' وہ دہشت آمیز چیخیں مارتی واپس بھاگی۔ میں نے اسے پکار کر تسلی دینی چاہی لیکن جے سیکا نے میری ایک

سنی اور دوڑتی چلی گئی۔

سنکھ ناگ نے چند ہی سیکنڈ میں جے سیکا کو جا لیا۔ سنکھ ناگ کا دیو ہیکل دہانہ کھلا اور جے سیکا کسی حقیر تنکے کی طرح اس کے بدوضع دہانے میں روپوش ہو گئی۔

سنکھ ناگ جے سیکا کو نگلنے کے بعد واپس آیا تو اس کے بدن کا وسطی حصہ پھولا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی کہ جے سیکا زندہ کالی بھومی تک پہنچ جائے گی۔

"مہوراں۔" جل کماری نے فضا میں ہاتھ لہرا کر زور سے کہا۔ سنکھ ناگ زمین پر گھسٹتا ہوا گپھا میں اتر گیا۔

میں کافی دیر تک ششدر و مبہوت کھڑا سمندری ریلے کو گھورتا رہا' مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں نے ابھی ابھی اپنے کسی قریبی عزیز کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا ہو۔ تنہائی اور بے بسی کا ایک رقت آمیز احساس تیزی سے میرے وجود پر حاوی ہو چکا تھا۔

"آؤ لوٹ چلیں--- راج بھون کے سائے میں آج تم جل کماری کے کچھ انوکھے روپ دیکھو گے۔ جے سیکا کو بھول جاؤ' اب اس کے اور تمہارے بیچ طوفانی ساگر کے تیز منجدھار آ چکے ہیں۔" جل کماری نے میری محویت نہ ٹوٹتی دیکھ کر کہا۔

میں لٹے لٹے انداز میں اس کے ساتھ واپس ہو لیا۔

راستے میں جل کماری نے کئی بار مجھے مخاطب کرنا چاہا لیکن میری طرف سے گرمجوشی کا اظہار نہ ہوتے دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

راج بھون پہنچ کر جل کماری مجھے اسی یادگار خواب گاہ میں لے گئی جہاں پہلی بار میں نے اس سے ہم آغوش ہو کر اپنے لمحات کو رنگین بنایا تھا۔ مجھے وہاں چھوڑ کر وہ غائب ہو گئی۔

خیال انگیز تنہائی میسر آتے ہی مجھے اپنی بعض حماقتوں پر افسوس ہونے لگا۔ اب مجھے جے سیکا کے زندہ بچنے اور کالی بھومی تک پہنچنے کی بہت کم امید رہ گئی تھی۔ مجھے پشیمانی ہو رہی تھی کہ کیوں نہ میں نے رحم اور جذبات کا گلا گھونٹ کر جے سیکا کو ذبح کر دیا--- اور اس کے پیٹ سے ناگ رانی کا منکا نکال لیا۔ جس کے ہوتے ہوئے کم از کم جل کماری کے پراسرار اور ناقابل فہم حربوں کا شکار ہونے سے بچ سکتا تھا۔ جس

Optimized by www.ImageOptimizer.net

وقت میں گپھا کے سنگم پر بجے سیکا کو سنکھ ناگ کے پیٹ میں جاتے دیکھ رہا تھا اس وقت مجھے بھی گپھا میں کود پڑنے کا خیال آیا تھا۔ لیکن ہر قوت سے محروم ایک مجبور محض ہوتے ہوئے ایسا کوئی اقدام خودکشی ہی کے برابر ہوتا۔ لہٰذا میں اس سے باز رہا تھا۔ لیکن اب سوچ رہا تھا کہ سنکے سے محرومی کا راز اگر افشا ہو گیا تو شاید مجھے لیسے لرزہ خیز حالات سے دوچار ہونا پڑے گا جن سے خودکشی بدرجہا بہتر ہو گی۔

جو کچھ ہو چکا تھا اس پر مجھے کوئی اختیار نہیں تھا' میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تن بہ تقدیر ہو کر پامردی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کروں گا۔ اگر قدرت کو میری اور ستارہ کی رفاقت منظور ہے تو مجھے ہر حال میں جل منڈل کی پر فریب سرزمین سے نکلنے کا موقع ملے گا۔

میں بڑی کبیدگی کے عالم میں بستر پر دراز اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ جل کماری ہاتھوں میں ایک تھالی لئے اندر داخل ہوئی اور بڑے دلربایانہ انداز میں میرے پاس آ بیٹھی۔

"پریشان دکھائی دیتے ہو سلطان جی!" وہ اپنا بوجھ مجھ پر ڈالتی ہوئے غنودے لہجے میں گنگنائی۔

"آخر کو انسان ہوں۔" میں نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ کہا۔ "میں نے اپنی دنیا کی قیمت دے کر تمہیں تو اپنا لیا ہے لیکن اپنے ہم نسلوں کی صحبت سی محرومی کی خلش ستا رہی ہے۔"

"اکیلا آدمی فلسفی ہوتا ہے۔" اس نے میرے سینے پر سر ٹکا دیا۔ "میں تمہارے لئے شراب لاتی ہوں' اس میں ڈوب کر تم اپنے ہر دکھ سے چھٹکارا پالو گے۔"

یہ کہہ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور صراحی سے دو پیمانے لبریز کر کے ایک میری طرف بڑھا دیا۔

میں نے پیمانہ ہاتھ میں لے کر غور سے اس میں بھرے سیال کو دیکھا اور ایک ہی سانس میں اسے خالی کر دیا۔ تین جام حلق سے اترنے کے بعد میں اپنے سارے آلام و مصائب بھول گیا نگاہوں کے سامنے صرف جل کماری کا حسین اور گداز بدن ناچ رہا تھا۔

"جل کماری گرمی ہو رہی ہے۔" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کپڑے اتار دو!" وہ اپنی پر تجسّس اور خمار میں ڈوبی ہوئی نگاہیں میرے چہرے پر جما کر بولی۔

"میری کنپٹیاں سنسنا رہی ہیں۔" میں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا۔

"لو۔۔ ذرا میری چولی کے بندھن کھول دو۔" وہ بل کھا کر میرے اور قریب آ گئی۔

آگ میں تپتا' چڑھتے خون سے گدرایا ہوا' ہیجان میں ڈوبا' وہ نسوانی پیکر میرے اتنے قریب آ گیا کہ میرے سانس اس سے ٹکرانے لگے۔

"کھول دو نا!" وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

میں نے اپنی کانپتی لرزتی انگلیوں سے اس کی عجیب سی چولی کے بندھن کھولنے چاہے لیکن گرہیں سخت تھیں اور گرہ کشا کی انگلیاں نشے میں لڑکھڑا رہی تھیں۔

"اونہہ۔۔۔۔۔۔ دانتوں سے کھول دو نا۔"

وہ لمحے میری لئے بڑے کٹھن ہو گئے۔ میرے ہونٹوں نے جلتی ہوئی آگ کو چھوا' میری انگلیاں چولی کی گرہوں سے ٹکرائیں اور میں نے درندوں کی طرح اپنے دانتوں اور انگلیوں سے جل کماری کی چولی کے ٹکڑے اڑا دیئے' پھر جیسے ہی میں نے اسے بازوؤں میں سمیٹنا چاہا' وہ مچل کر دور ہو گئی۔

اس کا اوپری بدن عریاں ہو چکا تھا۔ مجھ پر وہ ذلیل اور حیوانی جذبے چھائے جا رہے تھے جو انسان کو زمین کی گہرائیوں میں بسنے والے حقیر ترین کیڑوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ میں نے کئی بار پلکیں جھپکائیں جل کماری کو گھورا' وہ میرے سامنے کھڑی بے حجابی کے ساتھ اپنی ساڑی کے بندھنوں سے کھیل رہی تھی اس کا چہرہ آتش شوق سے بھبھوکا ہو رہا تھا آنکھوں میں آگ سی سلگ رہی تھی' سانسوں کا زیر و بم اسے جھنجھوڑے دے رہا تھا لیکن وہ کسی مقصد' کسی خاص ارادے کے تحت مجھے جھٹکائے جا رہی تھی۔

"جل کماری!" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

"ہاں سرکار!" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا اور اس کی ساڑی کا نصف

حصہ فرش پر آ گیا۔

"یہاں آؤ میرے پاس!" میں آگ میں پھنکا جا رہا تھا۔

"ایک شرط ہے!" وہ مسکرائی۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔۔۔ آؤ!" یہ کہتے ہوئے میں نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا۔ لیکن نشے کے باعث لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"نہ!" اس نے اپنی انگلی ہوا میں لہرائی۔ "مجھے ایک چیز چاہیے' دو گے مجھے!"

"آسمان کے ستارے بھی دوں گا۔ چلو ادھر۔" میں نے مسہری پر زور سے گھونسا مار کر کہا۔

"میں بے بس ہوں' اس چیز کو تمہاری آگیا کے بنا چھو بھی نہیں سکتی۔ ورنہ خود لے لیتی۔" اس نے تجسس کو برقرار رکھتے ہوئے کہا' اسی کے ساتھ وہ اپنے بدن کو ایسے ایسے زاویوں کے ساتھ جنبش دے رہی تھی' کہ مجھے دوران خون کی شدت کی وجہ سے اپنی رگیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"جلدی بولو!" میں درندگی سے غرایا۔

"ناگ رانی کا منکا مجھے دے دو!" وہ سرگوشیانہ آواز میں بولی۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز کانپ رہی تھی اور آنکھوں میں غیر معمولی چمک نمایاں تھی۔

"منکا میرے پاس نہیں ہے۔۔۔ تم ادھر آؤ۔" میں جھلائے ہوئے انداز میں بستر سے اتر پڑا۔ نشے میں میرے قدم اور اسی کے ساتھ زبان بھی لڑکھڑا رہی تھی۔

"جھوٹ۔۔۔!" وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ "منکا تمہارے گلے میں پڑا ہے۔"

"نہیں!" میں نشے کی جھونک میں پوری قوت سے چیخا۔ اور ایک ہی جھٹکے میں اپنے گریبان کی دھجیاں اڑا دیں۔ "دیکھ لو۔۔۔ میں جھوٹا نہیں ہوں۔ سلطان محمد خان جھوٹ نہیں بولتا۔"

"یہ سنتے ہی جل کماری کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس کی چمکتی ہوئی آنکھوں میں یک بیک ویرانی اور بے رونقی لہرانے لگی۔

"آ جاؤ میرے پاس۔" میں اندھوں کی طرح دونوں ہاتھ پھیلائے جل کماری کی طرف بڑھا۔ "وہ منکا غلطی سے جے سیکا کے پیٹ میں اتر گیا تھا۔"

جل کماری کے چہرے کا روپ بگڑ گیا' اس کے تیور خوفناک ہو گئے' چہرے پر بے ہر لکیریں ابھر آئیں اس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر میں خوف زدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"جھوٹے!" وہ قہر و غضب میں ڈوبی ہوئی آواز میں چیخی۔۔۔ "تو نے اسی لئے پاپی سے جے سیکا کو نکال دیا ہے۔۔۔ وہ ابھی کالی بھومی نہ پہنچی ہو گی۔ سنکھ ناگ کو میں ابھی واپس بلاتی ہوں' اس لڑکی کو وہ بیچ سمندر ہی میں گھڑیال کو کھلا دے گا۔ اور تو۔۔۔ ٹھہر ابھی۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ نامانوس زبان میں کچھ چیخی' مجھے اپنے اردگرد ہیبت ناک دھماکوں کی آوازیں آئیں اور پھر گھور تاریکی میں بے شمار وحشی ناگ مجھ پر ٹوٹ پڑے' درد و کرب اور اذیت سے میری چیخیں نکل پڑیں۔

"میں نے منکے کے کارن تیری بات مان کر سارا کھیل رچایا تھا' پر تو بڑا سیانا نکلا' اب دیکھتی ہوں کہ کونسی شکتی جل منڈل میں تجھے میرے سراپ سے بچائے گی۔" اسی پاگلی کے عالم میں جل کماری کی غضب ناک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی اور پھر ایک موٹا سا جل ناگ میری گردن پر لپٹ گیا۔ میں نے ہاتھوں کو جنبش دینی چاہی لیکن وہاں پہلے ہی مضبوط رسیوں کی طرح بہت سے جل ناگ لپٹے ہوئے تھے' میری گردن پر اس جل ناگ کی گرفت سخت ہونے لگی اور میرے دماغ میں آندھیوں کا سا شور ابھر ابھر کر معدوم ہونے لگا جیسے بے شمار بدروحیں کسی سانحہ پر ہم آواز ہو کر رو رہی ہوں۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048684 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بے شمار جل ناگ میرے بدن سے لپٹے ہوئے تھے اور ایک موٹا سا جل ناگ میری گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ اردگرد ہر طرف گہری تاریکی پھیل چکی تھی اور میرے دماغ میں پرشور سنسناہٹیں گونج رہی تھیں۔ میری عقل مفلوج ہو کر رہ گئی تھی اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ میں کس شیطانی عقوبت کا شکار ہو گیا ہوں۔ میرا سارا نشہ ایک دم کافور ہو چکا تھا۔

"میں تجھے نشٹ کر دوں گی مورکھ۔ تیرے چلتر اب تجھے میرے سراپ سے نہ بچا سکیں گے!" جل کماری کی قہر و غضب میں ڈوبی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

معاً مجھے خیال آیا کہ جل کماری نے بغیر سبب کے مجھے اپنی خواب گاہ میں شراب نوشی کی دعوت نہیں دی تھی۔ اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ مجھے نشے میں بدمست کر کے مجھ سے منکا چھونے کی اجازت لے لے اور پھر مکاری کے ساتھ اس پر قابض ہو جائے۔ وہ تو غنیمت ہوا کہ اس وقت منکا میرے قبضہ میں نہیں تھا ورنہ جل کماری کا وار تو اس قدر بھرپور تھا کہ اس کی ناکامی کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ گیا تھا۔

صورت حال بڑی عجیب اور سنسنی خیز تھی۔ میں نے منکے سے محرومی کا راز چھپانے کے لئے محض اپنی کمزوری کی بنا پر جل کماری سے محبت کا سوانگ رچایا تھا تاکہ کسی مقابلے کی نوبت نہ آئے ورنہ میرا سارا بھرم کھل جاتا۔ ادھر جل کماری نے مجھ سے منکا حاصل کرنے کے لئے اپنی دانست میں مجھے اپنی محبت کے جھوٹے دام میں الجھایا تھا۔

اب میری بساط الٹ چکی تھی۔ میں جل منڈل کی پراسرار اور ناقابل عبور سرزمین پر بے بس و مجبور تھا۔ میں قیدی ہونے والا تھا اور جل کماری کے ایک اشارے پر اس کی ایک جنبش ابرو پر میری زندگی کا تمام تر دار و مدار رہ گیا تھا۔

میرے گلے سے جونک کی طرح لپٹے ہوئے موٹے جل ناگ کی گرفت لحظہ بہ لحظہ سخت ہوتی جا رہی تھی اور میری نگاہوں کے سامنے زرد اور سیاہ رنگ کے گھٹتے بڑھتے گنجان دائرے ناچنے لگے تھے۔ یہ کیفیت ذرا ہی دیر باقی رہی پھر میرا ذہن بے ہوشی کی تاریک دلدلوں میں دھنستا چلا گیا اور مجھے دنیا و مافیہا میں کسی چیز کی خبر نہ رہ گئی۔ پورے وجود پر بے عملی اور بے فکری کا ایک جمود چھا گیا۔

میری بے ہوشی نہ جانے کتنی طویل تھی۔

میرے دوبارہ ہوش میں آنے کا سبب بہت سی ملی جلی اور مہیب چیخیں تھیں جن میں عجیب سی گونج اور تیزی نمایاں تھی۔ میں نے آہستگی سے بدن کو جنبش دی اور محسوس کیا کہ مجھے رسیوں وغیرہ سے نہیں باندھا گیا ہے البتہ بدن میں ننگے پتھروں کی تکلیف دہ چبھن کا احساس ضرور ہوا۔ میں نے آنکھیں کھولنی چاہیں لیکن غنودگی سے پپوٹے بوجھل ہو رہے تھے۔ آنکھوں پر کافی دباؤ ڈال کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

جل کماری انسانی روپ میں پتھر کے ایک بہت اونچے اور پرہیبت' سیاہ چبوترے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا بدن بالکل برہنہ تھا' کھلے ہوئے سیاہ بال اس کے سینے پر لہرا رہے تھے' اس کے چہرے پر وحشتناک سرخی چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں کے ڈھیلے ڈراؤنے انداز میں باہر کو ابلے پڑ رہے تھے۔ اس کی شکل و صورت اور خد و خال بالکل وہی تھے جن میں وہ ہمیشہ میرے سامنے آتی رہی تھی لیکن اس وقت جل کماری اپنی ساری نسوانی کشش اور اپنا فسوں کار روپ کھو بیٹھی تھی وہ اس وقت کسی خوفناک چڑیل کا انسانی روپ معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں کانسی کی ایک بڑی چمکیلی تھالی موجود تھی اور وہ چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کے ساتھ بغور اس تھالی کی چمکدار سطح پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

چبوترے کے نیچے پتھریلی زمین پر میرے اردگرد بیشمار غضبناک جل ناگ لہرا رہے تھے جل منڈل کے اس وسیع اور ہولناک غار میں گونجنے والی مہیب چیخیں ان ہی جل ناگوں کی پھنکاروں کی ہم آہنگی سے پیدا ہو رہی تھیں اور ان کی گونج سے زمین دہلتی محسوس ہو رہی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تو بیاکل رہے گا سلطان۔" اچانک جل کماری نے چبوترے پر سے میری جانب دیکھے بغیر زہر میں بجھی ہوئی آواز میں کہا۔ "جل منڈل میں اب تجھے اپنا جیون بھی بھاری معلوم ہو گا۔ تو موت کی آشا کرے گا پر جیون تیرا روگ بنا رہے گا۔"

میں نے زمین پر پڑے پڑے خوفزدہ نظروں سے چبوترے کی جانب دیکھا لیکن جل کماری میری طرف متوجہ نہیں تھی۔ اس کی نگاہیں بدستور کانسی کی تھالی پر جمی ہوئی تھیں۔

"جل کماری!" میں نے دہشت سے کانپتی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

"چپ رہ نرک کے ایندھن۔" وہ قہر میں ڈوبی آواز میں دہاڑی۔ "میرا سنکھ ناگ اس سے نیلے ساگر میں تڑپتا پھر رہا ہے۔ میری آگیا کا پالن اب اس کے بس کی بات نہیں رہ گئی ہے۔ تیری کلنکنی جے سیکا کالی بھومی پر ناگ رانی کے چرنوں میں پڑی ہوگی ہے۔ وہ ساگر سے باہر ہے اور سنکھ ناگ اسے باہر اگل چکا ہے۔ تیری چالوں کے کارن مجھے سنکھ ناگ کو واپس بلانے میں چند سمے کی دیر ہو گئی اور آدھی بازی میرے ہاتھ سے نکل گئی ورنہ تیری جے سیکا اس سمے اپنی جان کے روگ سے چھٹکارا پا چکی ہوتی۔"

سکون اور اطمینان کی ایک گہری لہر میرے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ جے سیکا' ناگ رانی کے منکے سمیت کالی بھومی پر ناگ رانی کے پاس پہنچ چکی تھی' اب وہ جل کماری اور سنکھ ناگ کی موذی گرفت سے باہر تھی اور میری کہانی ناگ رانی کو سنا دینے پر قادر تھی۔ میرے ڈوبتے ہوئے دل میں امید کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ میری افتاد سن کر ناگ رانی پہلی فرصت میں مجھے جل کماری کے چنگل سے نکالنے کے لئے جل منڈل کی پراسرار زمین کا رخ کرے گی اور میں کسمپرسی کی موت کا شکار ہونے سے بچ جاؤں گا۔

"مر گیا!" اچانک جل کماری کے منہ سے کراہ آمیز آواز نکلی اور کانسی کی تھالی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی جس کی چمکدار سطح پر وہ شاید اپنی شکتی کے سہارے ان ساگروں کا حال دیکھ رہی تھی۔ جہاں سنکھ ناگ اپنی جل کماری کے حکم کی تعمیل نہ کر سکنے کی بنا پر اپنی ناکارہ زندگی کو موت کی پرسکون آغوش میں ڈال چکا تھا۔

پھر جل کماری نے اس بلند چبوترے سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اس کا عریاں بدن

فضا میں تیزی سے اڑتا میرے قریب ہی زمین پر آ ٹکا۔

میں اس وقت تک زمین پر ہی پڑا ہوا تھا۔ جل کماری نے حقارت سے میری پسلیوں میں ٹھوکر ماری اور فضا میں منہ اٹھا کر اپنی مخصوص اور نامانوس زبان میں زور سے چیخی۔

اس کی آواز کا رد عمل فوراً ہی ہوا اور سنگلاخ زمین پر دور دور تک پھیلے ہوئے جل ناگ یک بیک کہیں غائب ہو گئے اور اس سیاہ چبوترے کے نیچے میں تنہا جل کماری کے قدموں میں پڑا رہ گیا۔

"اور اب تو تیار ہو جا۔" جل کماری نے مجھے گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "ناگ رانی کا منکا جو تیری شکتی کا راز تھا' اب کالی بھومی پہنچ چکا ہے اور تو میرے سامنے بالکل بے بس ہو چکا ہے میں تجھے سسکا سسکا کر اپنی آتما کو ٹھنڈک پہنچاؤں گی تو نے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔"

میں کہنیوں کا سہارا لے کر زمین سے اٹھا اور شکست خوردہ انداز میں جل کماری کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "آخر تم مجھ سے کس بات کا انتقام لینا چاہتی ہو؟" میری آواز بہت دھیمی تھی۔

وہ چند ثانیوں تک خاموش رہی پھر نپی تلی تلخ آواز میں بولی۔ "تیری جوانی اور مردانگی مجھے پسند آ گئی تھی۔ میری شکتی اور جوبن کے سامنے آج تک کسی نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ پر تجھے ناگ رانی کے منکے پر گھمنڈ تھا۔ تو نے مجھے بس ایک کھلونا سمجھا لیکن من ہی من میں اپنی پتنی' ستارہ اور ناگ رانی کو پوجتا رہا۔ تو چاہتا تھا کہ جل منڈل میں آرام کی چند گھڑیاں گزار کر پھر اپنی دنیا میں لوٹ جائے۔ میں تیری باتوں کے پھیر میں آ گئی پر تو نے بار بار مجھے چوٹ دی۔ اس بار تو میرے قابو میں آ چکا ہے اب مجھے تجھ سے نفرت ہو گئی ہے۔ تیرے کارن میرا بیٹا میرے ہاتھوں مارا گیا' مجھ پر جان دینے والے سنکھ ناگ نے بتیا کر لی' اب میں تجھے کٹھن سزائیں دوں گی اور تیری لاش کے بدلے شیو ناگ سے تیرا وہ لڑکا لے لوں گی جو تیری پتنی ستارہ کی کوکھ سے ناگ بھون کی ڈراؤنی دھرتی پر جنم لینے والا ہے۔ تیری ہٹ کے بعد اب اس پر میرا پورا پورا ادھیکار رہے۔ میں اسے اپنی راتوں کی مانگ میں سجاؤں گی۔"

میرا دماغ چکرانے لگا جل کماری ایک مرتبہ پھر میرے سگے خون کے بارے میں اپنے شیطانی منصوبے تیار کر رہی تھی میرا وہ بچہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا' اس پر جل کماری کی ہوس ناک نگاہیں مرکوز تھیں۔

"اس بار میں نے تمہیں سچے دل سے چاہا تھا جل کماری۔" میں نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ "مگر تم خود اس بار بدنیت تھیں تمہاری نظریں تو میری آڑ میں ناگ رانی کے منکے پر لگی ہوئی تھیں۔"

"اگر تیرے من میں کوئی کھوٹ نہ ہوتا تو' تو مجھے فوراً بتا دیتا کہ منکا تیرے ہاتھ سے نکل چکا ہے پر تیرے ہردے میں تو پاپ کی سیاہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔" وہ حقارت آمیز لہجے میں بولی۔

میں نے سمجھ لیا کہ اب بناوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ وہ پوری طرح میرا منصوبہ سمجھ چکی ہے اور میں بھی اس کے عزائم سے پوری طرح باخبر ہو چکا تھا۔ میرے لئے تو تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اب اس کے سوا چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ جل کماری سے مصالحت کی کوششیں ترک کر کے جواں مردی کے ساتھ اس سے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤں اور اپنا آخری وقت آنے سے قبل کچھ کر گزروں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے پہلی بار جل کماری سے نگاہیں ملائیں۔ "میں نے تجھے دھوکے میں رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن تو اپنی مکاری کے سبب میری چال سے واقف ہو گئی۔ آخر تو اب مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ میں صاف الفاظ میں تیرا مدعا سننا چاہتا ہوں۔"

وہ بھیانک سی آواز میں زور سے ہنسی شاید تجھے اندازہ نہیں ہے کہ ناگ رانی کے منکے کے بنا تو میری چٹکی میں کسی کیڑے کی طرح پھنس چکا ہے۔ میں جب اور جیسے چاہوں تجھے مسل سکتی ہوں۔"

"مجھے خوب اندازہ ہے۔" میں نے اپنے لہجے میں لاپرواہی برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تو سن لے مورکھ! تو اتنی آسان موت نہیں مرے گا۔ میں تیرے بدن کا ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دوں گی۔ تو موت مانگے گا پر زندگی کے ڈراونے روگ تیرا پیچھا

کرتے رہیں گے۔"

"مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کرو۔" میں کھوکھلی سی آواز میں ہنس کر بولا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جل کماری کے الفاظ نے میرے بدن میں وحشت کی سنسنی پھیلا دی تھی۔

"تیرے لئے پھانسی تیار ہے۔ ابھی تو خود دیکھ لے گا کہ میں نے تیرے سواگت کا کیا بندوبست کیا ہے۔" وہ تلخ آواز میں بولی اور زور سے تالی بجائی۔

سامنے نظر آنے والے دیو ہیکل سیاہ چبوترے پر عجیب سی دھند لہرانے لگی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پتھروں کا وہ چبوترہ برف کی کسی سل کی طرح تیزی سے پگھلتا جا رہا ہو۔ اس کا حجم بتدریج گھٹتا رہا اور آخر کار وہ چبوترہ اپنی جگہ سے بالکل غائب ہو گیا اور اس مقام پر اتنی گہری دھند چھا گئی کہ میں کوشش کے باوجود اس کے پار کچھ نہ دیکھ سکا۔

میرا دل انجانے وسوسوں کی بنا پر غیر معمولی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ میری چھٹی حس مجھے کسی ہولناک خطرے کی خبر دے رہی تھی۔ لیکن میں مجبور تھا۔ اپنی جسمانی طاقت اور قوت ارادی کے سوا مجھے کوئی ایسی مدد حاصل نہیں تھی جس کے سہارے میں آنے والے لمحوں کی عقوبت کو ٹال سکتا۔

جل کماری کی نگاہیں کسی ساحرہ کی طرح اس دھند پر جمی رہیں پھر اسے دھند میں یک بیک نہ جانے کیا نظر آیا کہ اس نے زور سے چیخ کر زمین پر داہنا پیر مارا اور وہ کہر ایک دم غائب ہو گئی اس کے صاف ہونے پر جو منظر سامنے نظر آیا اسے دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وہاں تین بہت اونچے اونچے چوبی ستون ملا کر اس طرح کھڑے کئے گئے تھے کہ ان سے پھانسی کا کام لیا جا سکتا تھا۔ ان کے ملے ہوئے اوپری سروں کے قریب ایک بہت وزنی چرخی موجود تھی جس کے ایک سرے پر پھندا نظر آ رہا تھا اور اس کا دوسرا سرا وہاں کھڑے دو بدہیئت اور خونخوار افراد کے قدموں میں پڑا ہوا تھا۔ اسی جگہ کئی بڑی بڑی چٹانیں رسوں میں بندھی ہوئی تھیں۔

پھانسی کا مفہوم تو میں بخوبی سمجھ گیا لیکن چٹانوں کا مقصد واضح نہ ہو سکا۔ میں نے بظاہر حوصلہ مندی لیکن دل میں موت کی وحشت کے ساتھ جل کماری کی طرف دیکھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

وہ مسکرا کر بغور میری طرف دیکھ رہی تھی۔ کسی ایسی بلی کی طرح جو چوہے کو شکار بنانے سے قبل ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں ادھر ادھر دوڑتی رہتی ہے۔ اس کی آنکھیں روشن چراغوں کی طرح دمک رہی تھیں۔

"تیار ہو جا۔" اچانک جل کماری مجھ سے مخاطب ہو کر انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں بولی۔ "اس کے بعد آنے والا سمے تیری آتما اور تیرے پاپی شریر پر بڑا بھاری گزرنے والا ہے۔"

میں اپنی اس وقت کی حالت الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا میرا دل پانی پانی ہوا جا رہا تھا۔ اعصابی انتشار کا آغاز ہو چکا تھا' قوت ارادی پانی کے کسی حقیر بلبلے کی طرح بیٹھ چکی تھی لیکن میں صورت حال کا مقابلہ کرنے پر مجبور تھا۔ میرے سامنے ایسا کوئی راستہ نہیں تھا جس پر چل کر میں جل کماری سے سمجھوتہ کر سکتا یا اس کو اس کے ہلاک عزائم پر عمل پیرا ہونے سے باز رکھ سکتا۔

جل کماری نے اس کے قریب کھڑے ہوئے مکروہ صورت جلادوں کو کسی نامانوس زبان میں کچھ حکم دیا۔ ان کے قدم بیک وقت مشینی انداز میں جنبش میں آئے اور وہ فضا میں تیرتے مجھ پر آ پڑے۔

میں نے انہیں روکنا چاہا لیکن اچانک ہی میرے بدن پر تھرتھری چھا گئی۔ نہ جانے وہ موت کا خوف تھا یا جل کماری کے کسی پراسرار حربے کا اثر کہ میں ان دونوں سے کوئی مزاحمت نہ کر سکا اور انہوں نے بڑا لاپرواہیانہ انداز میں مجھے یوں بے بس کر لیا جیسے میں محض موم کا پتلا ہوں۔

مجھے زمین پر گرانے کے بعد ان دونوں نے میری ایک ٹانگ پکڑ لی اور سنگلاخ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ادھر لے چلے جہاں پھانسی کا پھندا جھول رہا تھا۔

پتھروں کی نوکیں میرے بدن کو چھلنی کر گئیں اور میں بے اختیار چیخنے لگا لیکن وہ بہروں کی طرح میری چیخ و پکار پر کان دھرے بغیر مجھے گھسیٹتے رہے۔

پھانسی کے پھندے کے نیچے پہنچ کر ان میں سے ایک پھرتی سے میرے سینے پر چڑھ گیا اور رسی کا پھندا میری گردن میں ڈال کر اس کی گرہ اس طرح باندھنے لگا کہ جھٹکے کے ساتھ مجھے اوپر لٹکانے کی صورت میں وہ پھندا مزید تنگ نہ ہو سکے' جوں ہی وہ

ڈھیلا پھندا تیار ہوا' وہ میرے سینے سے اتر گیا۔ میں نے تڑپ کر زمین سے اٹھنا چاہا لیکن اسی وقت دوسرے جلاد نے رسی کا سرا تھاما اور اسے دور تک کھینچتا لے گیا اور میرا تڑپتا ہوا بدن تیزی کے ساتھ فضا میں اونچا معلق ہوتا چلا گیا۔

میری چیخیں جگر خراش تھیں۔ میرا بدن زخموں سے لہولہان تھا۔ گردن ڈھیلے پھندے میں پھنسی ہوئی تھی اور مجھے دوران خون کے دباؤ کے باعث اپنی پیشانی کی رگیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ میرا شعور جواب دے چکا تھا' عقل ماؤف ہو چکی تھی لیکن موت کا خوف بہت بھیانک ہوتا ہے۔ میرے ہاتھ پھندے والی رسی پر پڑ گئے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے وہ رسی تھامی اور پورا وزن ہاتھوں پر ڈال کر چرخی کے ذریعے اوپر اٹھتی ہوئی رسی میں لٹک گیا تاکہ گردن کا کھچاؤ کم ہو سکے اور میں اپنی قوت اگلے وار کے لئے مجتمع کر سکوں۔

زمین سے کئی گز کی بلندی تک اٹھانے کے بعد مجھے آہستہ آہستہ نیچے لایا گیا لیکن میرے قدم زمین سے نہ لگنے دیئے گئے۔ ایک شخص رسی کا دوسرا سرا تھامے مجھے معلق کئے رہا اور دوسرے مکروہ صورت جلاد نے میرے قریب آ کر اطمینان کے ساتھ وزنی چٹانوں سے بندھی ہوئی رسیوں کے سرے میری ٹانگوں اور ہاتھوں سے باندھنے شروع کر دیئے۔

ان کے عزائم کی بو پاتے ہی میں مچل گیا۔ پوری قوت سے تڑپ کر خود کو بچانا چاہا لیکن زمین سے چند انچ اوپر معلق ہونے کے سبب میں کچھ نہ کر سکا۔ اس جلاد نے بڑی بے دردی کے ساتھ چار وزنی چٹانیں میرے ہاتھوں اور پیروں سے باندھ دیں۔

جب دوسرا جلاد بھی مجھے اوپر اٹھانے کے کام میں اپنے ساتھی کا ہاتھ بٹانے کے لئے آگے بڑھا تو میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور دہشت زدہ آواز میں جل کماری کو پکارنے لگا۔

"سے سیکا کو آواز دے' اپنی ناگ رانی کو سہاتا کے لئے بلا' مجھے کس لئے پکارتا ہے۔" وہ زور زور سے قہقہے لگاتی ہوئی بولی اور ہاتھ سے دونوں جلادوں کو اپنا کام شروع کرنے کا اشارہ کیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ان جلادوں کے قدم حرکت میں آئے۔ میرا بدن آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع ہوا اور آنے والے ہولناک عذاب کے تصور سے میرے منہ سے بے معنی چیخیں اور آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر میری ٹانگوں میں تیز جھٹکے لگے' یہی کیفیت ہاتھوں پر گزری اور اسی کے ساتھ ان چاروں میں سے ایک ایک چٹان کا بوجھ میرے ہر ہاتھ اور پیر سے بندھا اوپر اٹھنے لگا۔ بڑے کرب ناک لمحے تھے وہ۔ میں اذیت سے بے حال ہوا جا رہا تھا۔ مجھے اپنے ٹخنوں' گھٹنوں' کولہوں' کلائیوں' کہنیوں اور بازوؤں کے جوڑ نکلتے محسوس ہو رہے تھے' میرا بدن تڑپنے تک سے محروم ہو چکا تھا گردن میں بندھے ہوئے ڈھیلے پھندے کی رسی میری کھال میں گھسی جا رہی تھی لیکن اس ظالم اور اجنبی سرزمین پر کوئی ایسا نہ تھا جو مجھ پر رحم کھاتا اور مجھے اس اذیت سے نجات دلاتا۔

چند گز اوپر لے جا کر ان دونوں نے رسی چھوڑ دی میری آنکھوں کے سامنے سیاہ دائروں کا ایک بھنور سا گھوم گیا۔ میں ان چٹانوں میں بندھا پوری شدت سے زمین پر گرا۔ ان دونوں نے مجھے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر تیز جھٹکے کے ساتھ دوبارہ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

میرے بدن کی ساری رگیں اور پٹھے جواب دیتے جا رہے تھے جس عذاب میں مجھے گرفتار کیا گیا تھا اس کا تو میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ بے رحمی اور شقاوت کی وہ صورت حال بالکل ہی بے مثال تھا۔

اس بار انہوں نے کچھ اوپر لے جا کر رسی چھوڑی اور پوری سنگ دلانہ مہارت کے ساتھ چٹانوں کے زمین پر لگنے سے قبل ہی ہاتھ روک لئے۔ میرے پورے وجود پر قیامت گزر گئی' بدن میں درد کی ناقابل برداشت ٹیسیں دوڑ گئیں' ہڈیوں کے چٹخنے کی سی آوازیں فضا میں کڑکڑائیں اور میں اندوہناک چیخیں مارتا بے ہوش ہو گیا۔

واقعی جل کماری نے سچ کہا تھا کہ اس کے عتاب سے وحشت زدہ ہو کر مجھے موت کی خواہش ہونے لگے گی مگر زندگی میرا روگ بن کر رہ جائے گی۔ وہ مہیب جھٹکا اور ہڈیوں کی کڑکڑاہٹیں میری موت کا پیغام نہ بن سکیں۔ تکلیف اتنی شدید تھی کہ میں بے ہوشی کی شفیق آغوش میں بھی زیادہ دیر کھویا نہ رہ سکا۔

آنکھ کھلی تو میں نے خود کو زمین پر پڑا ہوا پایا۔ میرے گلے میں ابھی تک رسی کا

پھندا پڑا ہوا تھا' ہاتھ پیر چٹانوں سے بندھے ہوئے تھے میں نے بدن کو جنبش دینے کی کوشش کی اور بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ میرے بدن کے سارے جوڑ اتر چکے تھے اور میں مکمل طور پر معذور اور اپاہج ہو چکا تھا۔

"جل کماری۔" میں نے اذیت میں ڈوبی چیخوں کے دوران میں گناہوں اور عذاب کی اس سرزمین کی ملکہ کو پکارا جو اس وقت مجھ پر پوری طرح قادر تھی۔

میری کرب ناک آواز کی بازگشت جل منڈل کے غار کی سنگین چٹانوں سے ٹکرا کر دیر تک گونجتی رہی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ میں شاید وہاں اکیلا پڑا رہ گیا تھا۔

میں مردوں سے بدتر حالت میں بے حس و حرکت زمین پر پڑا بری طرح چیختا رہا۔ شدت سے بے ہوشی کی آرزو کرتا لیکن درد کی ٹیسوں کے باعث بے ہوشی بھی ممکن نہ ہو سکی۔

چند لمحے یا چند پہر یا شاید چند صدیاں اسی حالت میں گزر گئیں۔ مجھ پر ایک ایک پل قیامت بن کر گزر رہا تھا۔ آخر مجھے جل کماری نظر آئی۔ اس کا چہرہ فتح مندانہ مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا۔ اس کے عقب میں وہی دو جلاد کسی کھولتے ہوئے سیال کا بھاپ اڑاتے برتن سنبھالے چلے آ رہے تھے۔

"بے سیکا بڑی سندر ناری تھی۔" جل کماری میرے قریب آ کر زہر میں بجھی ہوئی آواز میں بولی۔

"وہ جنمی تھی۔" میں پوری قوت سے چیخا۔ "تم مجھے مار دو' یا اس عذاب سے نجات دلاؤ۔"

"نہیں سلطان جی۔" وہ طنزیہ آواز میں بولی۔ "ہم پاپ نہیں کرتے۔ تم جیسے لوگ تو ویسے بھی لمبی عمریں پاتے ہیں۔ ابھی ہم تمہیں کافی دن اپنا مہمان رکھیں گے۔ جل منڈل کی دھرتی بڑی سندر ہے۔ میں اسے تمہارے خون سے پلید نہیں کروں گی۔"

"جل کماری۔" میری آواز فریاد میں ڈوبی ہوئی تھی۔ "مجھے زندگی یا موت میں سے کسی ایک کی بھیک دے دو۔"

"زندگی' زندگی۔" وہ جلدی سے بولی۔ "تم زندہ رہو گے سلطان جی! ابھی میرے یہ سیوک کھولتا ہوا تیل تمہاری آنکھوں اور تمہارے کانوں میں ڈالیں گے پر تم زندہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

رہو گے' میں وچن دیتی ہوں کہ تمہیں اس سے تک مرنے نہ دوں گی جب تک میرا بس ہوا۔"

میرے بدن پر رعشہ سا چھا گیا۔ کپکپاہٹ کے ساتھ ہی اترے ہوئے جوڑوں میں درد کی ناقابل برداشت لہریں ابھریں اور میں کسی ذبح ہوتے ہوئے بھیڑیے کی طرح چیخنے لگا۔

میری مصیبت پہلے ہی کچھ کم نہ تھی کہ اب سزاؤں کا نیا دور شروع ہونے والا تھا۔ کانوں اور آنکھوں میں کھولتا ہوا تیل ڈالنا واقعی ایک اچھوتا شیطانی خیال تھا۔ اس وقت میری روح تک خوف و دہشت سے لرز رہی تھی مگر میں اپنی حماقت کے باعث یہ سب بھگتنے پر مجبور تھا۔

وہ دونوں جلاد کھولتے ہوئے تیل کا برتن لئے میرے قریب آ بیٹھے۔ میں نے انہیں دھکیلنے کی خواہش میں ہاتھوں کو جنبش دینی چاہی اور تکلیف کی شدت سے تڑپ اٹھا۔ میری مجبوری اور کسمپرسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور اس ہولناک مصیبت سے نجات کی کوئی صورت سامنے نظر نہیں آ رہی تھی۔

ان میں سے ایک جلاد نے پتلی سی نلکی میں بھر کر کھولتا ہوا تیل برتن میں سے نکالا اور میری طرف بڑھا میں ہلنے جلنے سے معذور تھا بس چیختا ہی رہا۔

"پہلے الٹی آنکھ میں۔" جل کماری کی سرد آواز سنائی دی۔ "پہلے اس کے دیدے پھوڑ دو جن سے یہ جے سیکا کے بدن کو دیکھا کرتا تھا۔"

میری ایک طویل اور کرب ناک چیخ کے ساتھ ہی میری بائیں آنکھ میں وہ کھولتا ہوا تیل ڈالا گیا' میری آنکھ میں آگ لگ گئی' بینائی جاتی رہی۔ یہ ظلم کی انتہا تھی۔ میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور بلک کر رقت آمیز آواز میں رو پڑا۔ میں نے اپنے پروردگار کو پکارا جس نے میرے گناہوں کی پاداش میں مجھے حقارت' تذلیل اور اذیت کے اس عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ مصیبت اور تنہائی کے اس پرہول عالم میں گڑگڑا کر اسے مدد کے لئے پکارتا اور میں روتا رہا اور جل کماری میری بے بسی دیکھ دیکھ کر ہذیانی انداز میں بلند آہنگ قہقہے لگاتی رہی جن میں تسکین اور آسودگی نمایاں تھی۔

"اب اس کی دوسری آنکھ لو۔" چند ثانیوں کے بعد جل کماری کی آواز گونجی۔

مجھ پر ہراس اور اضطراب کی وہ کیفیت تھی کہ اس بار جل کماری کے الفاظ کا کوئی رد عمل نہ ہو سکا میں اس قسط وار تشدد کے نتیجے میں اس انتہائی منزل کے بہت قریب پہنچ چکا تھا جہاں بس اس اذیت کا لاانتہائی احساس ہی باقی رہ جاتا ہے اس کی شدت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

عین اس وقت جب جل کماری کا ایک گرگا کھولتے ہوئے تیل سے بھری نلکی میری داہنی آنکھ میں ڈالنے جا رہا تھا کہ میری دعائیں قبول ہو گئیں۔ ایک ثانیے کے لئے میں اپنی تکلیف کو بھول کر ششدر و حیران رہ گیا۔ مجھے یقین نہ آ سکا کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ حقیقت ہی ہے۔

ناگ رانی اپنے انسانی روپ میں جے سیکا سمیت آ پہنچی تھی۔ اس کے چہرے سے قہر اور غضب کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

ناگ رانی نے ان دونوں غلیظ صورت جلادوں کی طرف اپنا ہاتھ لہرایا۔ روشنی کا ایک تیز کوندا ان کی طرف لپکا اور فضا گوشت جلنے کی تیز چراند سے بھر گئی۔ پل بھر میں دھواں صاف ہوا تو ان دونوں کا وہاں نام و نشان تک باقی نہیں رہ گیا تھا۔

"ناگ رانی!" جل کماری کی خوف ناک آواز گونجی۔ "تو جل منڈل میں اپنی شکتی کا زور دکھا کر بپتا مول لے رہی ہے۔ اس مورکھ ہرجائی کے لئے میرے منہ نہ آ" یہ تجھ سے بھی اپنا وچن نہ نبھائے گا! ہٹ جا میرے راستے سے ورنہ میرے سیوک ہی تجھے ٹھکانے لگا دیں گے۔"

"میں یہ جان کر جل منڈل آئی ہوں کہ اس بار تجھ سے کھلی یدھ ہو گی۔ مجھے مار کر ہی اب تو سلطان جی کو چھو سکے گی۔" کوشیا کے روپ میں ناگ رانی کا لہجہ غیر متزلزل تھا۔

"تو لے سنبھل۔" جل کماری کی آواز ابھری۔

بے اختیار میری چیخیں نکل گئیں کیونکہ جل کماری کا کوئی اشارہ ہوتے ہی میرا بدن ان چٹانوں سمیت ناگ رانی پر جا گرنے کے لئے تیزی سے زمین سے اٹھا تھا۔

ناگ رانی نامانوس زبان میں کچھ چیخ کر تیزی سے میری طرف جھپٹی۔ میرا بدن زمین پر آ گیا۔ ناگ رانی فوراً ہی مجھ پر آ گری۔ پے در پے میری کئی چیخیں نکل گئیں۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ایک لمحے کے لئے میرا دل بیٹھنے لگا اور مجھے یہ شبہ ہوا کہ ناگ رانی اپنی حریف کے کسی وار کا شکار ہو کر مجھ پر گری ہے لیکن فوراً ہی میں نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ میں اس کا منکا دبا ہوا ہے جسے وہ تیزی سے میرے بدن پر پھیر رہی ہے۔

منکے کا لمس میری لئے زندگی کا پیغام ثابت ہوا۔ میرے سارے جوڑ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ بدن کی خراشیں مندمل ہو گئیں' گلے سے رسی نکل گئی' بائیں آنکھ کی تیز جلن ختم ہو گئی اور جب ناگ رانی مجھ پر سے ہٹی تو مجھے احساس ہوا کہ میری بائیں آنکھ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو چکی ہے۔ منکے کے سبب سے جلن تو ختم ہو گئی تھی لیکن بینائی واپس نہ آ سکی تھی میں اپنی آنکھ کے ضیاع پر زیادہ غور نہ کر سکا کیونکہ ناگ رانی اور جل کماری میں جاں گسل کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا۔

میں پھرتی کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھا اور جے سیکا کے پہلو میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر تردد کی پرچھائیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

ناگ رانی کے چہرے پر اشتعال اور غیض و غضب کا ایک بیکراں سمندر انگڑائیاں لے رہا تھا۔ اس کی ابلی ہوئی سرخ آنکھیں جل کماری کے بدن کی ہر جنبش پر مرکوز تھیں۔ ادھر جل کماری بھی قطعی خائف نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر عزم کے ساتھ جھلاہٹ بھی چھائی ہوئی تھی اور وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں ناگ رانی کو گھور رہی تھی۔

اچانک ناگ رانی نے اپنی دونوں آنکھیں بھینچ کر زیر لب کچھ الفاظ ادا کئے اور فضا بڑی بڑی سیاہ چمگادڑوں سے بھرنے لگی۔ وہ چمگادڑیں چمک چمک کی وحشناک آوازیں نکالتی تیزی کے ساتھ برہنہ تن جل کماری کی طرف جھپٹیں لیکن اس کے چہرے پر ذرا بھی تردد نہ آیا چمگادڑوں کے قریب آتے ہی اس نے منہ سے فضا میں پھونک ماری اور خون آشام پرندوں کا وہ ہجوم اس طرح غائب ہو گیا جیسے وہ دھوئیں کا غبار رہا ہو اور ہوا کا تیز جھونکا اسے اڑا لے گیا ہو۔

ناگ رانی کے حربے کو یوں ناکارہ بنا کر جل کماری نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا اور اپنی داہنی ٹانگ ناگ رانی کی طرف اچھالی' اس کا فوری رد عمل ہوا۔ جل منڈل کی سرخی مائل زمین کا سینہ شق ہونے لگا اور جگہ جگہ سے بے شمار سخت جان گینڈے نکل

کر ناگ رانی کی طرف بڑھنے لگے' ناگ رانی شاید پہلے ہی سے جوابی حملے کے لئے تیار تھی۔ ان گینڈوں پر فضا میں سے بڑے بڑے وزنی پتھروں کی برسات شروع ہو گئی۔ اور وہ زخمی ہو ہو کر ڈھیر ہونے لگے۔ ان میں سے ہر جانور مرتے ہی فضا میں تحلیل ہو تا جا رہا تھا ساتھ ہی برسنے والے پتھر بھی انہیں زخمی کرنے کے بعد غائب ہوتے جا رہے تھے۔

ناگ رانی کی توجہ جل کماری کے حربے کو ناکام بنانے پر مرکوز تھی اور میں سکتے کے عالم میں جے سیکا سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ اس مقابلے کے نتیجے پر ہی میری زندگی کا دارو مدار تھا۔ اگر جل کماری کامیاب ہوتی تو اذیت اور تکلیف کا ایک نیا سلسلہ میرا مقدر بن جاتا جب کہ ناگ رانی کی فتح مندی میری زندگی' میری جل منڈل سے رہائی' ستارہ کی بازیابی اور پھر خوش و خرم گھریلو ماحول کا پیغام ہوتی۔

اچانک جل کماری نے میری طرف دیکھا اور ناگ رانی کو غافل پا کر تاریکی میں اپنے ہاتھوں کو جنبش دی۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا لیکن جے سیکا زور سے چیخ پڑی۔ میں نے اسے سنبھالنا چاہا اور فوراً ہی اندازہ ہو گیا کہ جے سیکا پر کیا گزر رہی ہے۔ جل کماری کے اشارے کے باعث ہم دونوں کے پیر زمین میں جم کر رہ گئے تھے اور ہم اپنی جگہ سے جنبش کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔

جے سیکا کی چیخ پر ناگ رانی چونکی۔ جیسے ہی اس کی توجہ پل بھر کے لئے جے سیکا کی جانب مبذول ہوئی جل کماری کو اپنا داؤ آزمانے کا موقع مل گیا۔ اس کے ہاتھ میں نہ جانے کہاں سے چمڑے کا ایک لمبا سا چابک آ گیا اور اس نے اسے لہرا کر ناگ رانی کے بدن پر رسید کیا۔ شڑاپ کی پر شور آواز ناگ رانی کی تلملائی ہوئی چیخ میں ڈوب گئی اور وہ اپنا توازن کھو کر نیچے گر گئی۔ چابک کئی بل کھا کر اس کے بدن پر لپٹ چکا تھا اور جل کماری پوری قوت سے اس کے سہارے ناگ رانی کو اپنی جانب گھسیٹ رہی تھی۔

ناگ رانی مغلوب ہو چکی تھی۔ اس چابک کے پھندے سے نجات مشکل ہی نظر آ رہی تھی' میں سخت مضطرب ہو گیا' میرا دل بلیوں اچھلنے لگا اور میں نے اضطراری کیفیت میں جے سیکا کا ہاتھ پوری قوت سے اپنی کانپتی ہوئی ہتھیلیوں کے درمیان بھینچ لیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جل کماری وحشیانہ آواز میں قہقہے لگا رہی تھی اور ناگ رانی کو اپنی طرف کھینچے جا رہی تھی۔ اچانک میں نے ناگ رانی کے ہاتھ میں موجود منکے کو فضا میں اڑ کر جل کماری کی طرف جاتے دیکھا۔ جل کماری اس پتھر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر سخت بدحواس ہو گئی۔ چابک اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر غائب ہو گیا اور وہ اپنا چہرہ ہاتھوں کی اوٹ میں چھپانے لگی لیکن اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکی۔ منکا خاصی تیز آواز کے ساتھ اس کی پیشانی پر بھنوؤں کے وسط میں ٹکرایا اور جل کماری کراہ کر پیچھے الٹ گئی۔ اس کی زخمی پیشانی سے خون کی موٹی سی دھار بہہ نکلی تھی۔

ادھر ناگ رانی غیض و غضب میں بل کھاتی سیدھی ہو چکی تھی۔ اس کا منکا جل کماری کو زخمی کرنے کے بعد فضا میں تیرتا دوبارہ اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔

ناگ رانی قہربار آواز میں کسی نامانوس زبان میں چلائی اور کسی جانب سے گٹھے ہوئے جسموں اور دیو ہیکل چھاتیوں والے تین آدمی نمودار ہوئے اور بھوکے درندوں کی طرح جل کماری کے برہنہ بدن سے لپٹ گئے جل کماری ہاتھ پیر پٹخنے لگی۔ لیکن وہ دیو قامت دشمن پہاڑی چٹانوں کی طرح اس پر سوار ہو گئے پھر میں نے وہ دیکھا کہ جس کا تصور ہی لرزہ خیز ہے جے سیکا تو جل کماری کی حالت دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔ ان تینوں میں سے دو افراد نے جل کماری کو اتنی مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا کہ وہ مخصوص انداز میں کروٹ بدل کر جل ناگن کے روپ میں نہیں آسکتی تھی۔

درد و اذیت میں ڈوبی' جل کماری کی پے درپے چیخوں نے میرے وجود میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ وہ مکار ناگن آخر کو اپنے انجام کو پہنچنے والی تھی۔ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنی جگہ سے دوڑتا ہوا جل کماری کے آوارہ بدن کو درندگی کے ساتھ روندنے والوں کے پاس جاؤں اور ان کی پیشانی چوم لوں لیکن میں اپنے اس جذبے کو عملی جامہ پہنانے پر قادر نہ تھا۔ میرے قدم زمین پر جمے ہوئے تھے۔

جل کماری چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ اس کا بدن خون میں نہاتا جا رہا تھا اور ناگ رانی پرسکون انداز میں کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک جل کماری نے روتے روتے' زور سے کچھ اجنبی الفاظ کہے اور فضا میں بھیانک پھنکاریں گونج اٹھیں۔

ہر جانب سے جل ناگوں کے غول کے غول امڈ پڑے اور ان تینوں وحشی صفت آدمیوں پر ٹوٹ پڑے جو جل کماری کو بے دردی سے رگید رہے تھے۔

یہ رنگ دیکھ کر ناگ رانی ایک لمحے کے لئے سراسیمہ نظر آئی۔ پھر میں نے اسے اچھلتے دیکھا۔ میرے اور جے سیکا کے قدم زمین کی گرفت سے یک بیک آزاد ہو گئے۔ ساتھ ہی جل ناگوں کے ہجوم پر خرگوش جیسی صورت والے کالے کالے چوپایوں نے حملہ کر دیا۔ ایک عجیب و غریب حیوانی معرکہ چھڑ چکا تھا۔ جل کماری اس ہجوم میں روپوش ہو چکی تھی لیکن ناگ رانی کو میری اور جے سیکا کی فکر تھی۔ وہ اس بھیڑ میں سے نکلتی ہوئی ہمارے قریب آئی اور ہمارے ہاتھ اپنے پہلوؤں میں دبا لئے۔

"میرے ساتھ بھاگتے آؤ۔ یہاں مہان شکتیوں کا یدھ چھڑ چکا ہے کچھ بھروسہ نہیں کہ شکتیوں کے اس ٹکراؤ میں ساگر کا چنگھاڑتا پانی' گپھا کے ٹکڑے اڑا کر جل منڈل میں گھس آئے۔ اب یہاں رکنا ہتیا کے برابر ہے میرے ساتھ بھاگتے آؤ۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں جلدی جلدی بولی۔

"میں دیوانہ وار اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ جے سیکا نے بھی اس کی تقلید کی۔

ہم تینوں پوری قوت سے دوڑتے رہے۔ جل منڈل کی سرزمین پر ہر طرف جل ناگوں اور عجیب الخلقت سیاہ چوپایوں میں گھمسان کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ لیکن ناگ رانی کے ہمراہ ہونے کے باعث وہ کائی کی طرح چھٹ کر ہمارے لئے راستہ پیدا کرتے جا رہے تھے۔

ذرا ہی دیر میں جے سیکا بری طرح ہانپنے لگی لیکن مجھے اپنی زندگی عزیز تھی۔ میں نے ناگ رانی کی طرف دیکھا وہ میرے خیالات بھانپ گئی۔

"جانے اس یدھ کا انجام کیا ہو' اس بے چاری کو چھوڑنا اچھا نہ ہو گا' اسے تم کمر پر اٹھا لو۔" ناگ رانی نے بھاگتے بھاگتے کہا۔

میں نے جھک کر جے سیکا کو اپنی پشت پر لاد لیا۔ اس وقت میرے لئے اس کا گداز بدن' اس کا حسن' اس کا جوان لمس' اس کی دوشیزگی اپنی ساری کشش کھو چکی تھی۔ میرے اعصاب پر ان سزاؤں کا خوف پوری شدت سے مسلط تھا جو میں جل کماری کے ہاتھوں جھیل چکا تھا' میرے دماغ پر بس ایک ہی دھن سوار تھی کہ میں جلد از جلد جل

Optimized by www.ImageOptimizer.net

منڈل کی منحوس اور خونی فضاؤں سے فرار ہو جاؤں۔

ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ دوڑتے رہے۔ عجیب و غریب حیوانی جنگ جل منڈل کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کا زور ٹوٹنے کے دور دور تک آثار نہ تھے۔

آخر کار ہمیں سمندری پانی کے تنگ گپھا میں سے گزرنے کا بھیانک شور سنائی دینے لگا۔ وہ پرشور آواز اس وقت مجھے بے حد پرکشش محسوس ہوئی کیونکہ وہی میری رہائی اور آزادی کا راستہ تھا۔ جل منڈل کی خوف آور اور خون آشام سرزمین سے رہائی کا راستہ۔

پھر ہم جل منڈل والے خشک غار اور سمندری گپھا کے سنگم سے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی تیز پھوار ہمارے جسموں پر پڑنے لگی۔ جے سیکا میرے کندھوں پر بے ہوش ہو چکی تھی۔ تھکن سے میرا بدن بھی خستہ ہو رہا تھا۔ سانس سینے میں نہیں سما رہا تھا لیکن میں محض جذبے کے سہارے رہائی کی آرزو کو شرمندہ تعبیر کرنے کے مقصد سے دوڑتا رہا۔

اور جب سمندری گپھا کا دہانہ چند قدم رہ گیا تو ناگ رانی کے دوڑتے ہوئے قدم زمین پر جم کر رہ گئے۔ میری حالت کسی ذبح ہونے والے بکرے جیسی تھی کیونکہ جل کماری خوفناک اور فیصلہ کن تیوروں کے ساتھ ہمارے اور سمندری گپھا کے درمیان جمی کھڑی تھی۔

بے اختیار جے سیکا میرے کندھوں سے پھسل کر نیچے گر پڑی اور ایک چیخ کے ساتھ ہوش میں آ گئی۔

"لو سلطان جی!" ناگ رانی نے اپنا منکا مجھے تھماتے ہوئے سرگوشیانہ آواز میں کہا۔ "جے سیکا کا ہاتھ تھامے رہنا اور میرا اشارہ ملتے ہی ساگر کے دھارے میں چھلانگ لگا دینا۔"

منکا ہاتھ میں آتے ہی مجھے بے پناہ تقویت کا احساس ہوا۔ میں نے فوراً اسے منہ میں ڈالا اور اپنی ساری توانائی واپس بحال ہوتی محسوس کی۔ جی چاہا کہ جے سیکا کی حالت معمول پر لانے کے لئے منکا چند لمحوں کے لئے اس کے منہ میں بھی ڈال دوں لیکن

پچھلے تجربے کے بارے میں سوچ کر جھرجھری آ گئی۔ منکا جے سیکا کے پیٹ میں چلا جانے کے سبب ہی مجھے ہولناک جسمانی عذاب جھیلنا پڑا تھا اور اپنی ایک آنکھ سے محرومی مقدر بن گئی تھی۔ میں جے سیکا کے منہ میں منکا ڈالنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔

ادھر ناگ رانی بہت دھیمے دھیمے جل کماری کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جل کماری کا بدن ابھی تک برہنہ اور خون میں نہایا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی کے پھولے ہوئے زخم سے بھی خون رس رہا تھا اور وہ اپنے خوفناک حلیے کی بنا پر بھوانی دیوی کی کوئی خون آشام پجارن لگ رہی تھی۔

"تو یوں آرام سے سلطان کو نہ لے جا سکے گی۔" جل کماری نے سرد اور سپاٹ آواز میں ناگ رانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "وہ میرا بندھوا ہے میں نے اپنی سندرتا میں اس کے چرنوں میں ڈال دی تھیں پر اس نے مجھ سے دھوکا کیا۔ اب میں اسے سسکا سسکا کر ماروں گی۔ اس کے پاپی خون کا بلیدان کئے بغیر مجھے سکھ نہیں ملے گا' تو میرے راستے سے ہٹ جا اور خاموشی سے واپس نکل جا۔"

"تجھ سے میرا کوئی بیر نہیں تھا۔" ناگ رانی زہریلے لہجے میں بولی۔ "تو نے خود مجھے چھیڑا تھا' پھر شیو ناگ کو جل منڈل میں میرے مقابلے پر لائی اب میں ہر اس بات کی جنت کروں گی جس سے تیری آتما کو شانتی اور سکھ ملتا ہو۔ میں سلطان جی کو ہر قیمت پر یہاں سے لے جاؤں گی۔"

"بھاگ کا لکھا اوش پورا ہوتا ہے۔" جل کماری پینترا بدل کر بولی۔ "تیری موت شاید میرے ہی ہاتھوں آئی ہے' چل میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔"

"اس سے ہماری ساری شکتیاں جل منڈل میں یدھ کر رہی ہیں۔" ناگ رانی متکبرانہ لہجے میں بولی۔ "یہاں تیری میری عقل اور طاقت کا ٹکراؤ ہو گا۔"

"لاکن ناگ کی سہائتا میرے ساتھ ہے۔" جل کماری نے یہ کہہ کر ایک بار پھر پہلو بدلا اور چھلانگ لگا کر ناگ رانی پر آ پڑی۔

ناگ رانی کو شاید اتنے فوری حملے کی توقع نہیں تھی وہ جل کماری کے نیچے دبی ہوئی زمین پر گر گئی۔

پھر ان دونوں ناگنوں میں ایک سخت مقابلے کا آغاز ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے حریف کو کچل ڈالنے کے لئے بیتاب تھی۔ جسمانی اعتبار سے تو جل کماری ہی مضبوط تھی لیکن تین وحشیوں کی دست درازی کا نشانہ بننے اور خون ضائع ہو جانے کے سبب وہ ناگ رانی کو پوری طرح زیر نہیں کر پا رہی تھی جبکہ ناگ رانی کے لئے اس پر حاوی آنا خاصا مشکل نظر آ رہا تھا۔

معاً مجھے منکے کا خیال آیا۔ جل منڈل میں چھڑی ہوئی جنگ کسی بھی لمحے نتیجہ خیز ہو کر ختم ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ جل کماری کی ساری سکھیاں لوٹ آتیں اور پھر جل منڈل سے ہمارا فرار ناممکن ہو کر رہ جاتا ایسے میں بہتر یہی تھا کہ میں جل کماری پر اپنا داؤ آزماتا۔

میں جے سیکا کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا۔ جل کماری ناگ رانی کے سینے پر سوار اس کا گلا دبوچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے ناگ رانی کا منکا داہنے ہاتھ میں تھاما اور پوری قوت سے جل کماری کے سر کے عقبی حصے پر ضرب لگائی۔ وہ ایک ہلکی سی چیخ مار کر تڑپی اور بے جان ہو کر نیچے گر گئی۔ ناگ رانی بری طرح ہانپتی گیلی زمین پر سے اٹھ گئی۔

"کیا یہ مر گئی؟" میں نے ٹھوکر سے جل کماری کے بدن کو چھوتے ہوئے ناگ رانی سے پوچھا۔

"نہیں۔ بے ہوش ہوئی ہے۔" ناگ رانی نے جواب دیا۔ "مرتے سے ہر ناگ، ناگن اپنے اصل روپ میں آ جاتے ہیں۔ اب یہ وچار چھوڑ دو اور جلدی ساگر میں کودنے کی تیاری کرو۔"

میں نے جے سیکا کی جانب دیکھا اس کے چہرے پر گہرا سکون تھا۔ اس نے سر کی خفیف سی جنبش کے ساتھ ناگ رانی کے خیال کی تائید کی اور میں نے منکا اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اپنے بدن میں بے پناہ توانائی سرایت کر جانے کا احساس ہوا۔ پھر ناگ رانی نے اپنی پراسرار قوت کے سہارے مجھے ایک ریشمی ڈوری فراہم کی جس کی مدد سے میں نے منکا اپنے گلے میں لٹکا لیا۔

ناگ رانی سے بلامزاحمت منکا واپس مل جانے پر مجھے سخت حیرت تھی۔ جے سیکا کے ذریعے ایک بار وہ منکا اس کے پاس پہنچ جانے کے بعد وہ اگر مجھ سے منہ موڑ لیتی

تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا بلکہ جل منڈل ہی میں جل کماری کے ہاتھوں مارا جاتا۔ پھر اس نے وہ منکا اب ایک بار پھر میری تحویل میں دے کر ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنے عہد کی پکی ہے اور کسی صورت میں ان وعدوں سے منہ نہ موڑے گی جو وہ میرے ساتھ کر چکی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ منکا میرے قبضے میں آ جانے کے بعد شاید ناگ رانی میری اجازت کے بغیر اس پر قابض ہی نہ ہو سکتی ہو اور اسی سبب سے وہ جل منڈل دوڑی آئی ہو۔ بہرحال وجہ کچھ بھی رہی ہو لیکن ناگ رانی کے اس باوقار اور وفادارانہ رویئے نے میرے دل میں اس کا احترام پیدا کر دیا تھا۔

"سانس روک لو' اب ہمیں تیزی سے ساگر میں سفر کر کے کالی بھومی پہنچنا ہے۔" ناگ رانی نے یہ کہتے ہوئے میرے خیالات کا تسلسل توڑ دیا۔

"اور جے سیکا؟" میں نے قدرے توقف کے بعد سوال کیا۔

"مہتا کے کارن وہ سکھیوں سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے پر میں نے کالی بھومی پر اسے ایک چھوٹا سا گیان کرایا تھا اور اس کی یادداشت واپس آ چکی ہے۔ یہ میرے اور تمہارے بیچ ساگر میں تیرے گی۔" ناگ رانی نے جواب دیا۔

خون آلود جل کماری کو بے ہوش چھوڑ کر ہم تینوں آگے بڑھے اور ترتیب کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر کھڑے ہو گئے۔ گپھا میں بہنے والے پانی کا ہیبت ناک شور کانوں کے پردے پھاڑے دے رہا تھا اور موجوں کے طوفانی ریلوں سے اڑنے والی پھوار کا دباؤ اتنا شدید تھا کہ قدم زمین پر جمائے رکھنے میں شدید دشواری کا احساس ہو رہا تھا۔

نہ جانے کیوں مجھے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا' پہلے بھی میں کالی بھومی سے اسی راستے میں جل منڈل تک آیا تھا لیکن مجھے ایسی وحشت نہیں ہوئی تھی جبکہ وہ میرا پہلا تجربہ تھا اور سمندر کے کنارے ناگ بھون کا راجہ کھڑا ہمارے لئے سمندر میں اگن جل پھینک رہا تھا۔ درحقیقت مجھے تو اس وقت خوشی ہونی چاہیے تھی کہ میں اپنے جیسے انسانوں میں لوٹ رہا تھا لیکن نہ معلوم کیوں میرے جذبات کچھ عجیب سے ہو رہے تھے۔

ناگ رانی نے بلند آواز میں چیخ کر مجھے ہدایت کی کہ میں وہی نامانوس کلمات

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دہراؤں جو میں نے آتے وقت کالی بھوی پر ادا کئے تھے میں نے فوری طور پر اس کی ہدایت کی تعمیل کی پھر ایک جانب سے میں نے اور دوسری جانب سے ناگ رانی نے جے سیکا کا ہاتھ تھاما اور ہم تینوں بیک وقت سمندری گپھا کے طوفانی منجدھار میں کود پڑے۔

پانی میں پہنچتے ہی میرے سینے پر ایک شدید دھچکا لگا اور ایک لمحے کے لئے میری واحد آنکھ کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے آنکھ کھولی تو اس میں پانی نہیں گھسا' ساتھ ہی ساتھ اس دھچکے کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ دراصل اس بار ہم گپھا کے طوفانی بہاؤ کی مخالف سمت میں جانے کے لئے کودے تھے اس لئے سینوں پر دھچکے محسوس ہوئے تھے جو پانی میں پوری طرح ڈوبنے کے بعد ختم ہو گئے۔

ہم تینوں پوری قوت کے ساتھ گپھا میں نیچے کی سمت تیرنے لگے جہاں گپھا کا دہانہ تھا اور جہاں سمندر کی تہہ میں جھاگ جیسا طوفانی پانی گنگناتے زناٹوں کے ساتھ گپھا میں داخل ہوتا تھا۔

سفر جاری رہا۔ ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جو میرے لئے کسی پریشانی کا سبب بنتا اس لئے میں جلد ہی اپنی اس خلش کو بھول گیا جو گپھا میں کودتے وقت مجھے پریشان کر رہی تھی۔

اس سمندری سفر میں نہ جانے کتنا وقت گزرا۔ مجھے تو وہ صدیوں طویل مسافت معلوم ہوئی۔ پھر آخرکار پانی میں پیدا ہونے والے خطرناک بھنور سے اندازہ ہوا کہ گپھا سے نکلنے کا راستہ قریب ہی آ پہنچا ہے۔ ناگ رانی نے میری جانب دیکھا۔ ہماری نگاہیں چار ہوئیں اور میرے وجود میں ایک نیا حوصلہ سرایت کرنے لگا۔ سمندری پانی کے شدید دباؤ سے شل ہوتے ہوئے اعصاب میں بجلی سی بھر گئی اور میں جان توڑ انداز میں پانی کاٹنے لگا۔

آخرکار ہم سفر کے سب سے ہولناک مرحلے سے کسی بھنور میں گھرے یا چٹان سے ٹکرائے بغیر گزر گئے۔ مجھے ناگ رانی کے دماغ سے خیالات کی برقی لہریں خارج ہو کر اپنے دماغ میں اترتی محسوس ہوئیں وہ مجھے کھلے سمندر میں نکل آنے کا مژدہ دے رہی تھی۔ میرے لئے مقناطیسی لہروں کے ذریعے بات کرنے کا یہ تجربہ انوکھا نہیں تھا۔

جل منڈل کے سفر پر آتے ہوئے بھی ناگ رانی نے سمندر میں اسی طرح مجھ سے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔

ہم جل منڈل والی بھیانک گپھا سے باہر ضرور آ چکے تھے لیکن ابھی ہمارے سفر کا خاصا بڑا حصہ باقی تھا۔ ہم سمندر کی سطح سے ڈیڑھ ہزار فیدم نیچے تھے۔ پانی کا دباؤ بہت شدید تھا۔ اگر ہم اس وقت غیر مرئی اور پراسرار قوتوں پر قادر نہ ہوتے تو ہمارے جسموں کے ٹکڑے اڑ چکے ہوتے۔ اتنی گہرائی میں پانی کا دباؤ ہر چیز کو برباد اور مسخ کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

لاکھوں ٹن پانی نگلنے والی گپھا ہمارے پیچھے رہ گئی تھی میں نے مڑ کر اس کے ہیبت ناک دہانے کی طرف دیکھا جو سیاہی مائل سبز کائی اور سمندری گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیپ اور مونگے کی وہ دھار دار چٹانیں نظر آئیں جن پر پانی کی کاٹ سے تلوار جیسی تیزی آ چکی تھی۔

میں نے ناگ رانی کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ سرخی نمایاں تھی اور وہ گردن گھمائے میری پیشانی کے وسط میں گھور رہی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ ناگ رانی اپنی نگاہوں کی مسکراتی قوت کے سہارے مجھے خاموش ہدایات دے رہی ہے۔

"ہوشیار رہنا" میری شکتی بتاتی ہے کہ آنے والا سمے تم پر بھاری ہے۔ جانے کیا ہونے والا ہے۔" اس کی بے آواز ہدایت نے میرے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا۔

میرے وسوسے بے معنی نہیں تھے۔ ناگ رانی کی ماورائی قوتیں میرے اندیشوں پر صاد کر رہی تھیں۔ خدا جانے آنے والے لمحوں میں کیا ہونے والا تھا۔ مجھ پر عجیب سی بے چینی اور گھبراہٹ طاری ہونے لگی' بے اختیار میرا جی چاہا کہ ایک طویل سانس خارج کروں لیکن مجھے اپنی یہ اضطراری خواہش پوری شدت سے کچل دینی پڑی۔ اتنے گہرے سمندر میں سانس لینے کا مطلب مکمل تباہی اور بربادی تھی نہ جانے کس قدر پانی اس ایک سانس میں میرے بدن میں گھس جاتا اور میں تڑپے بغیر موت کی بھیانک آغوش میں جا پہنچتا۔

ناگ رانی میری گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ لگا چکی تھی کیونکہ اب وہ اپنے مخصوص سمندری راستے پر سنبھل سنبھل کر بہت آہستہ آہستہ تیر رہی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ان لمحوں کی بے یقینی کیفیت سے میرے دل پر ایک غبار سا چھانے لگا۔ وحشت اور آشفتگی کے سائے میرے دماغ کو اپنی بے رحم گرفت میں لینے لگے۔ میں اپنی پرسکون زندگی کے ابتدائی دنوں ہی میں بد نصیبی اور مصائب کا شکار ہو چکا تھا۔ شملہ کی پرسکون وادی میں جہاں میں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہا تھا۔ میری بد نصیبی میری منتظر تھی۔ میری حسین اور وفا کیش بیوی' ستارہ مجھ سے چھینی جا چکی تھی - وہ ناگ بھون کی اس دھرتی پر قید تھی جو ناگ رانی کے الفاظ میں لاوس کی تاریک راتوں میں آنے والے ڈراؤنے خوابوں سے زیادہ بھیانک تھی۔ میری ستارہ اس سے قطعی بے خبر تھی کہ وہ غیر انسانی قوتوں کی قیدی ہے۔ ناگ راجہ اس پر ڈورے ڈال رہا تھا اور وہ اپنی کوکھ میں اپنے خون سے میرے بچے کو پروان چڑھا رہی تھی۔ محض اس امید اور انتظار میں کہ میں ایک روز اس کے پاس جا پہنچوں گا اور اسے قید سے نکال لاؤں گا۔ ادھر میرے مقدر میں چکر اور پریشانیاں لکھی جا چکی تھیں۔ ستارہ کی بازیابی کی فکر میں' میں نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھان رہا تھا۔ عقل کو حیران کر دینے والے ہولناک تجربے قدم قدم پر میرا تعاقب کر رہے تھے۔ اجنبی دنیاؤں کی آوارہ مزاج قوتیں حسین نسوانی پیکر دھار کر میرے حیوانی جذبات کے سہارے میرے وجود سے کھیل رہی تھیں' ادھر شیو ناگ جیسا موذی اور مکار میری گھات میں تھا اور میں حالات کے اس منجدھار میں بالکل بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ مجھے ہر لمحے یہ محسوس ہوا کہ میں ناگ بھون کی پراسرار سرزمین پر پہنچنے والا ہوں لیکن میرا یہ احساس ہمیشہ خام خیالی ثابت ہوا۔ میری منزل ہر لمحہ قریب نظر آنے کے باوجود دور ہوتی جا رہی تھی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں کسی مہیب صحرائی سراب کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور ناگ بھون پہنچنے پر مجھے معلوم ہو کہ ستارہ۔۔۔۔۔۔ میری ستارہ مر چکی ہے' مجھ سے ہمیشہ کے لئے روٹھ چکی ہے۔

یہ وحشت اثر خیال آتے ہی میرے اعصاب پر ناقابل بیان تناؤ طاری ہو گیا اور پھر فوراً ہی میرے پیٹ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔ ناقابل برداشت اور اذیت ناک درد نے بڑے کٹھن لمحات میں مجھے آگھیرا تھا۔

میرے وسوسے درست ثابت ہو رہے تھے' ناگ رانی کی تنبیہہ میرے دماغ میں

ابھری لیکن میں یہ سب زیادہ دیر نہ سوچ سکا۔ اگن پوجا کے تہوار پر سوئیوں کے روپ میں اپنے بدن میں گھسنے والے جن باریک باریک سانپوں کو میں بھول چکا تھا وہ میرے پیٹ میں متحرک ہو چکے تھے۔ ان کی شیطانی جنبشیں مجھے بہت شدت سے ان کے وجود کا احساس دلا رہی تھیں۔

پل بھر میں درد کی وہ لہر ناقابل برداشت ہو گئی۔ ایک چیخ میرے بند ہونٹوں کے درمیان ہی دم توڑ گئی۔ میں فرط اذیت سے بری طرح تڑپا اور جے سیکا کا ہاتھ میری گرفت سے نکل گیا۔ میرے سامنے تاریک دھبے ناچنے لگے اور میرا بدن پانی کے اچھال میں بل کھاتا تیزی سے اوپر اٹھنے لگا۔ مجھے اتنا بھی ہوش نہ رہ گیا کہ گمنام سمندر کی ان بے کراں گہرائیوں میں ناگ رانی اور جے سیکا پر نگاہ رکھوں۔ میرے تصور میں ایک بھیانک موت ابھر رہی تھی۔ مجھے اپنی پھولی ہوئی اور مردہ خور مچھلیوں کی ادھیڑی ہوئی لاش کا تصور پریشان کر رہا تھا۔ میرے پیٹ میں گھسے سانپوں کی ایذا رسانی مجھے بے اختیار چیخ پڑنے پر مجبور کر رہی تھی' ہر طرح موت سامنے تھی' خواہ وہ درد کی شدت سے واقع ہوتی یا سمندری پانی کے بوجھل اور طوفانی ریلے میرے جسمانی نظام میں داخل ہو کر میرے پرخچے اڑا دیتے۔

مجھے اگن پوجا کے موقع پر اپنی جان بخشی مہنگی پڑتی نظر آ رہی تھی۔ بھینٹ چڑھنے والی موت سینکڑوں میل گہرے سمندر میں کسمپرسی اور اذیت کی اس موت سے یقیناً سہل ہوتی جو اب تیزی سے مجھے اپنی بے رحم گرفت میں دبوچنے کے لئے دبے پاؤں میری جانب بڑھ رہی تھی۔

میرا بدن بے رحم سمندری لہروں میں کسی حقیر تنکے کی طرح بل کھاتا درد کی اذیت سے بری طرح تڑپتا اوپر اٹھ رہا تھا۔ میرا رکا ہوا سانس سینے کو پھاڑ ڈالنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا لیکن میں نے اپنی تمام تر قوت محض اس ایک کوشش پر مرکوز کر دی تھی کہ میرا سانس کسی قیمت پر نہ ٹوٹنے پائے ورنہ روئے زمین کی کوئی قوت مجھے موت کے چنگل سے نہ بچا سکے گی۔

اذیت اور بے چارگی کا وہ وقفہ یقیناً مختصر ہی تھا لیکن اس وقت مجھے وہ شیطان کی آنت کی طرح طویل معلوم ہوا۔ میرے پیٹ میں اٹھنے والے درد کی ناقابل برداشت

Optimized by: www.ImageOptimizer.net

ٹیسیں میٹھی کسک میں بدل کر آخر کار یکسر معدوم ہو گئیں۔ میرا سانس اس وقت تک باقی تھا۔ میں نے اس ناگہانی مصیبت سے جان چھوٹنے پر گہرا اطمینان محسوس کیا اور اپنے بدن کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا۔

میں نے اپنی اکلوتی آنکھ کی مدد سے آس پاس کا جائزہ لیا لیکن ناگ رانی یا جے سیکا کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ میں اطمینان کے ساتھ چند ہی لمحے گزار سکا۔ پھر ان دونوں سے بچھڑ جانے کی دہشت ستانے لگی مجھے کالی بھومی کے زیر آب راستے کا کوئی علم نہیں تھا۔ میں بس پانی کے تلاطم میں الجھا اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہی صورت حال برقرار رہنے کے نتیجے میں ساحل سے کتنی دور سمندر کی سطح پر ابھروں گا۔

شاید کئی گھنٹے تک میں اسی طرح اوپر اٹھتا رہا۔ میرا بدن بری طرح شل ہونے لگا تھا اور سانس روکے رکھنا بھی دشوار نظر آ رہا تھا۔ میرے قیاس کے مطابق واپسی کا یہ سفر اتنا طویل نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن ناگ رانی کی رہنمائی سے محروم ہونے کا یہ خمیازہ بہرحال مجھے ہی بھگتنا تھا۔

آخر کار میں نے تنگ آ کر دل ہی دل میں ناگ رانی کو اپنے قریب آنے کا حکم دیا۔ اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں مجھے موہوم سی امید تھی کہ وہ اس طرح مجھ تک آ پہنچے گی۔ چند سیکنڈ کے انتظار کے بعد میری یہ امید بر آئی اور مجھے اوپر سے ناگ رانی غوطہ مارتی نظر آئی۔ جے سیکا اس کے ہمراہ نہیں تھی۔

"میں کالی بھومی پر تمہارا انتظار کر رہی تھی۔" ناگ رانی نے اپنی آنکھوں کی سحراتی لہروں کے ذریعے مجھے پیغام دیا۔

مجھ پر خوشی کی عجیب سی کیفیت طاری ہو چکی تھی' ناگ رانی نے میرے قریب آ کر میرا دایاں ہاتھ تھاما اور ترچھی ہو کر اوپر بڑھنے لگی۔ اس کا سہارا مل جانے کے سبب میرے تیرنے کی رفتار میں نمایاں اضافہ ہو چکا تھا۔ میری چھٹی حس گواہی دے رہی تھی کہ بہت جلد میں کالی بھومی پر جا پہنچوں گا۔

کچھ دیر بعد وہ مبارک ساعت بھی آ پہنچی جب میں نے ایک طویل عرصے کے بعد نیلے آسمان کا نظارہ کیا۔ سورج کا مغربی سفر شروع ہو چکا تھا۔ میری اپنی دنیا میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ تاحد نظر سمندر کا ٹھاٹھیں مارتا پانی پھیلا ہوا تھا اور مشرق کی سمت میں

تھوڑے ہی فاصلے پر ایک ننھے سے جزیرے کے آثار نظر آ رہے تھے جو یقیناً کالی بھومی کا جزیرہ ہی تھا۔

اپنی دنیا کی آزاد فضاؤں میں سانس لیتے ہی بے اختیار میرے دل پر رقت طاری ہو گئی۔ مجھے اپنے رب کی عظمت اور بزرگی کا احساس ہوا جس نے سمندر کی سطح سے ڈیڑھ ہزار میل نیچے پراسرار قوتوں کے مالک جنمی کیڑوں سے میری حفاظت کے وسیلے پیدا کئے اور مجھے ایک مرتبہ پھر زندہ و سلامت اپنی دنیا۔۔۔۔۔ اپنے جیسے انسانوں کی دنیا میں لوٹ آنے کے قابل کیا تاکہ میں اپنی پیاری ستارہ کے حصول کا پرخلوص مشن پورا کر سکوں۔

اس وقت میرا کھویا ہوا اعتماد بحال ہو چکا تھا' ناگ رانی شاید میرے دل میں ابھرنے والے مقدس اور محترم جذبات کو پڑھ چکی تھی کیوں کہ اس نے مجھے بالکل نہ چھیڑا۔ بس دھیمے دھیمے ہاتھ پاؤں چلاتی میرے آس پاس تیرتی رہی۔ اس میں اتنا بھی حوصلہ نہ رہا کہ مجھ سے نگاہیں چار کر سکتی۔

"یہی کالی بھومی ہے نا؟" میں نے ایک ڈبکی لگانے کے بعد ناگ رانی سے اس واحد جزیرے کے بارے میں دریافت کیا۔

"ہاں۔ آؤ اس طرف چلیں' جے سیکا وہاں اکیلی ہے۔ پریشان ہو رہی ہو گی۔" ناگ رانی نے گہری سنجیدگی کے ساتھ مجھے مشورہ دیا۔

میں شوخی اور زندگی کے ایک نئے احساس سے سرشار اس جزیرے کی جانب تیرنے لگا۔ اس وقت مجھے جل منڈل اور وہاں گزارے ہوئے دن ایک ڈراؤنا خواب لگ رہے تھے۔ میں یہ سوچ کر جھرجھری لے کر رہ گیا کہ ہمارا یہ فرار اگر ناکام رہتا تو گہرے سمندروں میں کم از کم مجھ پر کیا کچھ نہ بیت جاتا۔

"کوشیلا!" میں نے تیرتے تیرتے ناگ رانی کو مخاطب کیا۔

"ہاں سرکار۔" اس نے منہ میں آیا پانی اڑاتے ہوئے کہا۔

"میں جل منڈل میں کتنے دن رہا ہوں؟"

"چار مہینے تین دن۔" اس نے سوچ کر جواب دیا۔ "کیسے دھیان آ گیا اس بات کا؟"

"جزیرے پر چل کر بتاؤں گا۔" میں نے شوخ لہجے میں کہا۔

ہم اپنے نپے تلے انداز میں نئی زندگی کے سحر میں ڈوبے کالی بھومی کی جانب بڑھتے رہے۔ اس وقت مجھے جل منڈل کا خیال آیا۔ جب تک میں اس سرزمین پر رہا تھا اس کے بارے میں اس قدر خوف محسوس نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت تو جل منڈل ایک ڈراؤنا خواب محسوس ہو رہا تھا..... صدیوں پرانا ایک آسیبی خواب جس کی بھولی ہوئی پرچھائیاں تک انسان کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔

آخرکار ڈوبتے سورج کی لو رنگ شعاعوں کے انعکاس میں ہمیں زیر آب زمین نظر آنے لگی۔ سمندر کی بے کراں گہرائیاں اب معدوم ہو چکی تھیں اور ہمیں سمندر کے ہلکورے لیتے ہوئے پانی کی نیلاہٹوں کے نیچے وہ چٹانیں چمکتی نظر آ رہی تھیں جو صدیوں سے وہاں موجود تھیں۔

ناگ رانی اس وقت بڑے پرسکون انداز میں میرے پہلو سے چپکی تیر رہی تھی۔

"کوشیلا۔" میں نے اسے متوجہ کیا۔

"ہوں۔" ناگ رانی قدرے بھاری آواز میں بولی۔

"تمہیں وہ اندھیری رات یاد ہے جب سون ہاٹ کے نواحی جنگلات میں تم نے مجھے جے سیکا کے جنگلی پھولوں سے مہکتے ہوئے جھونپڑے میں چھوڑا تھا۔" میں نے سرگوشیانہ آواز میں پوچھا۔

"یاد تو ہے!" وہ بولی۔

"کالی بھومی پر ویسا ہی کوئی جھونپڑا نہیں ہے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"ہے تو ضرور۔" وہ پرخیال آواز میں بولی۔ "کیا تم اپنا یہ سہانا سمے اس کے ساتھ گزارو گے؟"

"کس کے ساتھ؟" میں نے اتھلے پانی میں کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جے سیکا۔ وہ بڑی سندر لڑکی ہے۔" ناگ رانی کے لہجے میں ہلکی سی پژمردگی تھی۔

"نہیں کوشیلا۔" میں نے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ "سب کچھ وہی ہو گا مگر آزادی کی یہ پہلی رات میں تمہاری زلفوں کے سائے میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گزاروں گا۔"

یہ کہتے ہوئے میری نگاہ ناگ رانی کے بالوں پر گئی۔ اس کی حسین اور ریشمی زلفوں کا ایک کٹا ہوا گچھا مجھے ان لمحات کی یاد دلا رہا تھا جب وہ چمپا کے روپ میں میری آغوش میں تھی اور میں نے اس کی زلفیں تراش کر اسے ہمیشہ کے لئے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

"جے سیکا کہاں چلی گئی؟" ناگ رانی نے میری بانہوں سے نکل کر جزیرے کے ساحل پر نظریں دوڑاتے ہوئے چونک کر کہا۔

"دیکھو۔ ڈوبتے سورج کی روشنی میں جزیرے پر آگ سی معلوم ہو رہی ہے۔" میں نے رومان زدہ آواز میں کہا۔ "وہ کہیں دل بہلانے نکل گئی ہو گی۔"

"چلو وہ بھی آ جائے گی۔" ناگ رانی نے خشکی پر قدم رکھتے ہوئے کہا۔ "اس جزیرے پر جنگلی جانور نہیں ہیں۔ اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"سلطان جی!" ناگ رانی نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد اپنے گیلے رخسار میرے بازو سے رگڑتے ہوئے کہا۔ "تمہارے بازوؤں کی چھاؤں میں میری پیاسی آتما کو بڑا سکھ ملتا ہے۔"

میری سانس الجھنے لگی۔ ڈوبتے سورج کی سرخی میں نہایا ہوا وہ جزیرہ اس وقت محبت کی سرزمین معلوم ہو رہا تھا۔ ناگ رانی کا بدن جذبات کی تپش سے دہکتا جا رہا تھا۔ ہر طرف اکساہٹ آمیز ویرانی کا راج تھا' فضا میں اکا دکا سمندری پرندوں کے شور کے علاوہ بس سرکش لہروں کی گونج ہی سنائی دے رہی تھی۔

چند قدم آگے بڑھنے کے بعد جنگلی درختوں کا ایک کنج نظر آیا۔ ناگ رانی میرا ہاتھ تھامے اس جھنڈ میں گھس پڑی۔ وہاں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ڈوبتے سورج کی کمزور شعاعیں درختوں کے اس پار ہی دم توڑ گئی تھیں اور ذرا ہی دیر میں وہ سمندری جزیرہ لاانتہائی تاریکیوں میں ڈوب جانے والا تھا۔

درختوں کے اس کنج میں ایک مختصر سا جھونپڑا تھا' جنگلی پھولوں کی تیز مہکار میں بسا ہوا۔

"کیا یہ جھونپڑا پہلے سے موجود تھا؟" میں نے تاریکی میں ناگ رانی کے بدن کو

چھوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ تمہاری خاطر میں نے اپنی شکتی سے یہ سب تیار کیا ہے۔" اس نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے نیچے بٹھا لیا۔

پتوں کا نرم پیال مجھے پھولوں کی سیج کی طرح مہکتا محسوس ہوا۔ تاریکی میں مجھے ناگ رانی کی آنکھیں دو چمکدار پتھروں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ اس کا حسین سراپا تاریکی میں ڈوب کر محض ایک نسوانی پیکر رہ گیا تھا۔

"تمہاری آنکھ پھوٹ جانے کا مجھے بڑا دکھ ہے۔" ناگ رانی نے اپنے بدن کا بوجھ مجھ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسے بھول جاؤ۔" میں نیم وحشیانہ انداز میں غرایا اور میرے تپتے ہوئے ہونٹ ناگ رانی کے حسین رخساروں پر جا ٹکے جہاں حرارت کے دعوت انگیز پردوں میں لپٹی ہوئی کپکپاہٹ طاری ہو چلی تھی۔

پھر جوں ہی میرے ہاتھوں نے جنبش کی، میں چونک پڑا حسن اپنی تمام تر تابناکیوں سمیت پردوں کی اوٹ سے ابھر آیا تھا، قید و بند کی ساری پابندیاں تاریکی نگل گئی تھی۔

میں نے دیوانہ وار اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا اور وہ چند دبی دبی سسکاریاں لے کر رہ گئی۔ اچانک میں نے اس کے ہاتھ اپنے گریبان پر محسوس کیے اور اگلے ہی لمحے فضا چرچراہٹ سے گونج اٹھی۔ اس نے میرا گریبان چاک کر دیا تھا۔ پھر اس نے کسی وحشی ہرنی کی طرح میرا لباس نوچ کر رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ میرے بدن سے لگے اور میرے وجود میں ایک بپھرا ہوا طوفان جاگنے لگا۔

"سلطان جی!" ناگ رانی کی خمار میں ڈوبی ہوئی آواز لہرائی۔ میرے وحشیانہ جذبے عمل کی صورت اختیار کرنے کو بے تاب ہوئے جا رہے تھے۔ اس کی آواز سنتے ہی میں تقریباً پاگل ہو گیا اور پیال کے پتے ہمارے بوجھ تلے دب کر سسک اٹھے۔ ان کی سرسراہٹیں ہماری تیز سانسوں سے ہم آہنگ ہو چکی تھیں۔

آگ اور تیل کی آویزش نے مجھے حواس سے بیگانہ کر دیا تھا اس مخصوص ماحول میں جنگلی پھولوں کی خمار انگیز مہکار سرد ہوتے ہوئے اشتعال کو بار بار بھڑکا دیتی تھی۔ وقت کا احساس بالکل مٹ چکا تھا۔ میرے ذہن سے اپنے سابقہ پرہول تجربات کی گرد

وقتی طور پر محو ہو چکی تھی۔ ستارہ اور ناگ بھون کے سفر کے بارے میں سب کچھ فراموش کر چکا تھا۔ میں سرمستیوں میں گم تھا اور قسمت میری غفلت پر مسکرا رہی تھی۔ میں آنے والے کٹھن لمحات سے بالکل بے خبر تھا جو کالی بھومی کی سرزمین پر ہی مجھے اپنے بھیانک چنگل میں جکڑنے والے تھے۔

رات کے آخری پہر میں جب ہم دونوں تھک چکے تھے اور پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے تو اچانک اس جھونپڑے میں ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔

میں چونک کر پیال سے اتر پڑا۔

"کون ہے یہاں؟" میں نے ہیجانی آواز میں پوچھا۔

"جے سیکا ہے۔" ناگ رانی نے پیال پر لیٹے لیٹے لاپرواہیانہ لہجے میں کہا۔ "یہ بڑی دیر سے یہاں چھپی ہمیں دیکھ رہی تھی۔ بے چاری کب تک دبکی کھڑی رہتی۔"

"جے سیکا۔" میں نے تیز لہجے میں اسے پکارا۔

"سلطان جی!" اس کی آواز ابھری، پھر قریب ہی کسی کے قدموں کی چاپ ابھری، اور کوئی نسوانی پیکر مجھ سے لپٹ گیا۔ اس کا بدن کسی بید کی طرح کانپ رہا تھا۔

"جے سیکا۔" میں نے بے اختیار اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا اور میرے ذہن میں یہ تصور ابھرا کہ انسانوں کی نسل کی ایک حسین و جمیل دوشیزہ سپردگی کے انداز میں مجھ سے ہم آغوش ہے۔

"تم پر میرا بھی ادھیکار ہے سلطان جی۔" جے سیکا نے میری گرمجوشی پر سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

اس وقت مجھے اپنے ہیجان میں عجیب سی تسکین اور طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک ناگن کے انسانی روپ سے رعنائیاں سمیٹنے کے بعد مجھے جے سیکا کے پیکر میں عجیب لذتوں کا امتزاج سمایا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"میں ذرا باہر کی خبر لے لوں سلطان جی۔" ناگ رانی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

میں نے جے سیکا کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ ہیجان کی وہ لڑکی کسمسا کر رہ گئی۔ اس کے بدن کے نشیب و فراز ایک لذت آمیز جذباتی بھنور میں پھنس چکے تھے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جب صبح کا اجالا درختوں کے کنج میں واقع اس جھونپڑے میں پھیلا اور میری آنکھ کھلی تو ناگ رانی میرے پہلو میں پڑی سو رہی تھی۔

میں نے ناگ رانی کے رخسار پر الوداعی بوسہ دیا اور پیال سے اترنا چاہا۔ عین اسی وقت جھونپڑے کے دروازے سے ایک مکروہ غیر انسانی قہقہہ سنائی دیا۔ میں نے چونک کر ادھر دیکھا۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ جل منڈل کی ہولناک زندگی سے رہائی پانے کے بعد میری جانی پہچانی مصیبت میرے سر پر پھر مسلط ہو چکی تھی۔

پگھلی ہوئی آنکھوں والا میرا موذی دشمن' اندھا شیو ناگ جھونپڑے کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔

اس کا سینہ فتح مندی کے ساتھ تنا ہوا تھا اور سہمی ہوئی جے سیکا اس کی گرفت میں تھی۔ اس نے بڑی سختی اور بے رحمی کے ساتھ جے سیکا کی عریاں بانہیں پکڑی ہوئی تھیں۔

"آؤ سلطان جی۔" میرے متوجہ ہوتے ہی شیو ناگ نے ایک بھیانک قہقہہ مار کر غیر انسانی آواز میں کہا۔ "میری دونوں آنکھیں تو تمہاری آوارہ پریمی' ناگ رانی نے پگھلائی تھیں پر تم بھی اب ایک ہی آنکھ سے کام چلاؤ گے۔ مجھے بڑا دکھ ہے کہ ناگ رانی ذرا پہلے جل منڈل پہنچ گئی ورنہ جل کماری کے گرگے تمہاری دوسری آنکھ بھی جلتے تیل سے پھوڑ چکے ہوتے۔"

میں خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔

پھر جیسے ہی میں نے پیال سے اترنے کا قصد کیا مکروہ صورت شیو ناگ کی زہریلی زبان نے دوسرا وار کیا۔ "تمہارا بچہ تمہاری پتنی کی کوکھ سے کسی جونک کی طرح چمٹا ہوا ہے۔ وہ ہمارے ناگ راجہ کی آشاؤں کے راستے کی اکیلی رکاوٹ ہے۔ جس روز ستارہ وہ بچہ جن دیگی اس کی مانگ سے تمہاری افشاں کھرچ کر نئے ستارے جڑ دیئے جائیں گے وہ بڑی سندر ہے۔ ناگ راجہ کے من پر اس کا پورا پورا جادو چلا ہوا ہے۔"

اس کا لہجہ سخت' اٹل اور چیلنج آمیز تھا۔ وہ بہت واضح اور توہین آمیز انداز میں ناگ رانی کو نظر انداز کرتے ہوئے مجھے للکار رہا تھا۔

"خاموش کمینے۔" میں قہر و غضب سے دانت پیستا' اس کے ٹکڑے اڑا ڈالنے کے

لئے اس کی طرف لپکا کیونکہ اس کی باتیں میرے لئے ناقابل برداشت تھیں۔

ناگ رانی بیدار ہو چکی تھی اور ابھی تک خاموشی سے پیال پر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے جوں ہی مجھے شیو ناگ کی جانب جھپٹتے دیکھا' چیخ کر روکنا چاہا لیکن شیو ناگ کی زبان سے اپنی محبوب بیوی ستارہ کی شان میں ہرزہ سرائی سن کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ جوش انتقام سے میری کنپٹیاں چٹخنے لگی تھیں۔ میں ناگ رانی کی تنبیہہ کو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ادھر شیو ناگ شاید اپنے الفاظ کے ذریعے اشتعال دلا کر مجھے آگے بڑھ آنے کی ہی ترغیب دینا چاہتا تھا کیونکہ میرے آگے لپکتے ہی اس نے جے سیکا کو بے دردی سے جھونپڑے میں دھکیل دیا اور خود کسی شکاری عقاب کی طرح دونوں بازو پھیلا کر میری طرف جھپٹ پڑا۔

میں نے فوراً ہی پہلو بدل کر اس کے پیٹ پر ضرب لگانی چاہی لیکن بدبختی میری اس کوشش پر خنداں تھی۔ میرے پہلو بدلتے ہی میرے پیٹ میں گھسے ان موذی سانپوں نے رینگنا اور بل کھانا شروع کر دیا جو جل منڈل میں اگنی پوجا کے موقع پر سویوں کے روپ میں حلق کے راستے میرے پیٹ میں گھسے تھے۔

میرے پورے وجود میں شدید اذیت کی ایک لہر ابھری اور میں دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھامے چیخ مار کر زمین پر دوہرا ہو گیا۔ تکلیف کی شدت سے میرا بدن پسینوں میں ڈوب گیا اور دل کی حرکت یک بیک سست ہونے لگی۔

کرب و اذیت کا وہ حملہ اتنا شدید اور روح فرسا تھا کہ میں اپنے گرد و پیش کو بالکل بھول گیا۔ مجھے شیو ناگ یاد نہ رہ سکا۔ ناگ رانی کا خیال آیا۔ میرے بدن کا رواں رواں کانپ کر اس اذیت ناک دورے کے ٹل جانے کی دعائیں مانگ رہا تھا اور میں بے بسی سے زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

میرے پیٹ میں گھسے وہ سانپ اپنی روح فرسا جنبشوں کے ذریعے ایک بار پھر مجھے یہ یاد دلا رہے تھے کہ اگنی ناگ نے جل منڈل میں پوجا کے موقع پر یوں ہی میری جاں بخشی نہیں کی تھی۔ مجھے اپنی زندگی کی خاطر ہر قیمت پر کسی کنواری کے زندہ خون سے اگنی ناگ کے پتلے کو غسل دینا تھا اور میرے بدن میں گھسے یہی ناگ میرے

پورے جسمانی نظام کو چاٹ کر ایک برس کی مدت پوری ہوتے ہی مجھے موت کی ا
آغوش میں دھکیل دینے پر قادر تھے۔

تکلیف اور اذیت کا وہ ایک ایک لمحہ صدیوں طویل ہوا جا رہا تھا۔ میری آنکھ
کے سامنے اب تاریکی کے گنجان دائرے رقص کرنے لگے تھے جن کے وسط میں
اجل کی ہولناک شبیہہ ناچ رہی تھی۔

پھر اندھا شیو ناگ بڑے سکون سے میرے قریب آیا۔ اندھا ہونے کے باوجود ا
نے اپنی کسی پراسرار قوت کے سہارے مجھے بے بسی سے زمین پر تڑپتے دیکھا اور ا
شیطانی قہقہہ مار کر مجھ پر جھک پڑا۔

موت کا ایک دوسرا ہرکارہ میرے سر پر آ چکا تھا۔ اس کے جا بجا پھولے ہو
مکروہ چہرے پر انتقام کی ہیبت ناک سیاہی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی کی رگیں جلد
ابھر آئی تھیں' اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے بے شمار ننھے ننھے اور بار
سانپ اپنی پتلی پتلی زبانیں باہر نکالتے بار بار میری جانب لپک رہے تھے۔ جیسے وہ ا
ہی وار میں مجھے ٹھکانے لگا دینے کو بے چین ہوں۔

میں اس دلدوز اذیت میں مبتلا زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ابھی ا
ناگ کی دی ہوئی ایک برس کی مہلت پوری نہیں ہوئی ہے لہٰذا پیٹ میں گھسے ہو
سانپوں کی وہ تکلیف جلد یا بدیر ختم ہو ہی جائے گی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح
چکا تھا کہ ان کڑے لمحات میں شیو ناگ نہایت اطمینان سے مجھ پر غالب آ جائے گا
اس سے آگے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں معجزاتی طور پر زندہ رہ سکوں گا' اس
ہاتھوں عبرتناک موت مارا جاؤں گا یا اذیت ناک قید کا ایک نیا دور میرا مقدر بنے گا؟

اسکے بعد

ناگ بھون

کے دوسرے حصے

کا مطالعہ کریں۔